سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلو پر لکھی گئی پہلی اور منفرد کتاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوجی حکمتِ عملی

مرتب

محمد یسین سروہی

Marfat.com

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلو پر لکھی گئی پہلی اور منفرد کتاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

فوجی حکمتِ عملی

مرتّبہ

محمد یسین سروہی

28596

ی کے ڈی

مشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	نبی کریم ﷺ کی فوجی حکمتِ عملی
تالیف	☆	محمد یٰسین سروہی
ناشر	☆	مشتاق احمد
باہتمام	☆	سلمان خالد
پروف خوانی	☆	محمد نواز صابر، قاری نجم الحسن
پرنٹرز	☆	اسلم عصمت پرنٹرز لاہور۔
کمپوزنگ	☆	کل گرافکس
قیمت	☆	140 روپے

استدعا

پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ شکریہ۔ (ناشر)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

اللہ رب العزت کے محبوب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے

نام

محترم والدین اور معزز اساتذہ اکرام کے نام

اور شہدائے اسلام کے نام

Marfat.com

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا موضوع ہے جس پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کتب لکھی جا چکی ہیں۔ مگر موضوع ہی اتنا وسیع ہے کہ کوئی انسان سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پہلوؤں کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ جن جن حضرات نے اس مبارک موضوع پر طبع آزمائی کی ہے وہ یقیناً بڑے خوش نصیب اور عظیم لوگ ہیں۔ ورنہ کہاں عام انسان اور کہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس۔

ہر زمانے میں مصنفین نے اپنی بساط کے مطابق، عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں مست ہو کر کتابوں، مقالوں اور رسالوں کا ایک ایسا سرمایہ تیار کر دیا ہے کہ اُس کی مثال دوسرے شعبوں میں نہیں دی جا سکتی۔ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ہر واقعہ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے محفوظ کرنے کے لئے مستانہ وار سرگرمِ عمل رہے ہیں اور رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ مگر مخالفین اپنی ہٹ دھرمی کے باعث ان مجاہدوں کے آگے رکاوٹیں کھڑی کرتے رہیں گے۔ لیکن کامیابی حق پرستوں کو ملے گی۔ گمراہوں کو مسلمانوں کی جس خوبی سے ڈر ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔

گمراہوں کے گروہ مسلمانوں کے دلوں سے یہی جذبہ جہاد اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکال لینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب تک یہ دونوں چیزیں ایک مسلمان کے سینے میں موجزن رہیں گی، وہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی حاصل کر کے کفر سے ٹکراتا رہے گا۔ دور حاضر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت واہمیت اور بھی بڑھ جاتی

Marfat.com

ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عام کیا جائے۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، اور اللہ کے حکم سے ایک مضبوط کڑی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اس کتاب میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پہلوؤں پر خصوصی پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کو ہم تدبیرات یا ضرب و حرب کا پہلو کہتے ہیں۔ اس پہلو میں جس شعبے کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ دشمن کی خفیہ اطلاعات کے حصول سے متعلق ہے جس کو انگریزی اصطلاح میں انٹیلی جنس (Intelligence) کہا جاتا ہے اور اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ اسی شعبے کو کسی بھی حربی میدان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ جنگ کے میدان میں عسکری قائد کی اہلیت اس شعبے کی اہمیت کو اُجاگر کر دیتی ہے۔ ایک عسکری قائد کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے منہ بولتے ثبوت ہیں، اور ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

ہم یہ سوچ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ وسائل کی کمی ہے تجربہ کار افراد کا فقدان ہے مگر مدینہ کی اسلامی ریاست کا حاکم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی افواج کی تمام معلومات سے آگاہ ہے۔ فاصلہ سینکڑوں میلوں کا ہے مگر دشمن کی ہر حرکت کی اطلاع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ وہ اطلاعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح مل رہی ہیں۔ اس طرح کا کام صرف اللہ کی کرم نوازی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہم و فراست سے ممکن ہوا۔ مدینہ منورہ کی کمزور سی ریاست میں دشمن کی ہر طرف سے یلغار تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند افراد تھے جن کے پاس وسائل بھی محدود تھے۔ مسلمانوں نے مل کر بڑی جرأت اور بہادری سے نہ صرف میدان عمل میں دشمن کا مقابلہ کیا بلکہ میدان معاشرت میں دشمنوں کا دل اپنے اخلاق اور کردار سے جیتا۔ عفوو درگزر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو رہا۔ خاکسار کی اس کاوش میں آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی صفات سے متعلق معلومات میسر آئیں گی۔

میں پر امید ہوں کہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کتاب اپنے اسلوب کی ایک

Marfat.com

مایہ ناز کتاب ہوگی، اور عاشقان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خوشی، معلومات اور کشش کا باعث ہوگی۔ اس کتاب میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

فی امان اللہ

خاکسار محمد یٰسین سروہی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْاحِذْرَ کُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعاً ○"

ترجمہ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، (دشمن سے) مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہو، پھر جیسا موقع ہو، الگ الگ ٹولیوں کی صورت میں نکلو یا اکٹھے ہو کر ایک گروہ کی شکل میں نکلو!

﴿قرآن مجید۔ سورۃ النساء ۷۱﴾

Marfat.com

فہرست عنوانات

* حصہ اول۔ فلسفہ جہاد ---------------------------------- 21
* جہاد کا مفہوم ---------------------------------- 22
* اسلام کا نظریہ جہاد ---------------------------------- 25
* فرضیت جہاد ---------------------------------- 25
* اقسام جہاد ---------------------------------- 26
* دفاعی جہاد ---------------------------------- 27
* اقدامی جہاد ---------------------------------- 28
* جہاد کرنے والوں کے انعامات ---------------------------------- 30
* جہاد کے مقاصد ---------------------------------- 32
* اسم الٰہی کی سربلندی ---------------------------------- 33
* مظلوم کی امداد ---------------------------------- 34
* معاہدہ کی پابندی ---------------------------------- 35
* دعوت اسلام ---------------------------------- 35

Marfat.com

* جن سے لڑائی جائز نہیں ---------- 36
* انسداد فتنہ ---------- 36
* آگ سے احتراز ---------- 37
* دشمن کی بے حرمتی ---------- 38
* عورتوں کا اکرام ---------- 38
* عبادت خانوں کا احترام ---------- 39
* املاک کی تباہی ---------- 40
* لاشوں کا مثلہ ---------- 40
* قیدیوں سے سلوک ---------- 40
* آداب جہاد ---------- 41
* جہاد سے جی چرانے والوں کا انجام ---------- 44
* فضائل جہاد ---------- 46
* حصہ دوم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ---------- 49
* سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ---------- 50
* سپہ سالار کی خصوصیات ---------- 55
* مستقل مزاجی اور کفایت شعاری ---------- 56
* سپہ سالار کی شخصیت ---------- 56

Marfat.com

* سپہ سالار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تدبیراتی عوامل ---------- 57
* فوجی تربیت ---------- 57
* روحانی تربیت ---------- 57
* اخلاقی تربیت ---------- 58
* فطری عوامل ---------- 58
* قائدانہ صلاحیت ---------- 59
* من گھڑت باتوں کا انسداد ---------- 59
* باہمی مشاورت ---------- 60
* پہل کا مادہ ---------- 60
* فنی مہارت ---------- 60
* نظم وضبط ---------- 61
* ذاتی کردار ---------- 61
* باہمی رابطہ ---------- 62
* عدل وانصاف ---------- 62
* وحدت کمانڈ ---------- 63
* زمین کا استعمال ---------- 63
* رازداری ---------- 63

Marfat.com

* حرکت پذیری ---------------------------- 63
* اندرونی استحکام ---------------------------- 64
* اسلام کے عظیم جرنیل صلی اللہ علیہ وسلم کا تدبر اور جنگی حکمتِ عملی ----- 65
* تجزیہ ---------------------------- 66
* تخلیقی جہاد کی ضرورت ---------------------------- 68
* حصہ سوم۔جاسوسی نظام (Intelligence System) ---------- 68
* جاسوسی ---------------------------- 72
* انٹیلی جنس یونٹوں کی اقسام ---------------------------- 73
* موبائل انٹیلی جنس یونٹ ---------------------------- 73
* انٹیلی جنس پارٹی ---------------------------- 73
* انٹیلی جنس پوسٹ ---------------------------- 76
* اسلام اور انٹیلی جنس ---------------------------- 78
* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی حکمت عملی ---------------------------- 80
* جہاد میں انٹیلی جنس کی اہمیت ---------------------------- 81
* محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ بطور ماہر فوجی حکمتِ عملی ------- 84
* سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑی جانے والی جنگیں ------ 84
* غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمالی خاکہ ---------------------------- 85

Marfat.com

* سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ---------- 87
* سریہ حضرت عبیدۃ بن حارث رضی اللہ عنہ ---------- 89
* سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ---------- 90
* غزوہ ابواء ---------- 90
* غزوہ بواط ---------- 91
* غزوہ عشیرۃ ---------- 92
* سریہ عبداللہ بن جحش ---------- 94
* غزوہ بدر اولیٰ ---------- 97
* غزوہ بدر کبریٰ ---------- 98
* پیغمبر اسلام کا انٹیلی جنس پروگرام ---------- 100
* کفار مکہ کی تیاریاں ---------- 101
* ذی عشیرہ کی پارٹی کی معلومات ---------- 101
* سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ---------- 102
* غزوہ بدر کا اہم سبب ---------- 102
* شروعات ---------- 102
* مسلمانوں کی طاقت ---------- 103
* ابوسفیان کی تشویش ---------- 103

Marfat.com

* اہل مکہ کو اطلاع ---------------------------------- 104
* کفار مکہ کی تیاری اور روانگی ---------------------------------- 104
* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاورت ------ 105
* رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ---------------------------------- 106
* جنگ کی کارروائی ---------------------------------- 107
* غزوہ بنو سلیم ---------------------------------- 110
* غزوہ سویق ---------------------------------- 111
* غزوہ غطفان ---------------------------------- 113
* غزوہ نجران ---------------------------------- 114
* سریہ زید بن حارثہ ---------------------------------- 115
* غزوہ اُحد ---------------------------------- 116
* غزوہ حمراء الاسد ---------------------------------- 123
* سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ---------------------------------- 125
* سریہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ---------------------------------- 127
* مبلغین اسلام سے دھوکہ ---------------------------------- 128
* غزوہ بنو نضیر ---------------------------------- 129
* غزوہ بدر موعد ---------------------------------- 132

Marfat.com

* غزوہ ذات الرقاع -- 134
* غزوہ دومۃ الجندل -- 135
* غزوہ بنی مصطلق -- 136
* غزوہ خندق -- 137
* اسباب -- 138
* رسول اللہ کا مشورہ -- 140
* بنو قریظہ کی غداری -- 141
* حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدبیر ---------------- 143
* نتائج -- 144
* غزوہ بنی قریظہ -- 145
* سریہ حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ -- 148
* غزوہ بنی لحیان -- 149
* غزوہ ذی قرد الغابہ -- 150
* سریہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ -- 151
* سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ -- 152
* سریہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ -- 153
* سریہ زید بن حارثہ بجانب بنو سلیم (جموم) -- 154

Marfat.com

* سریہ عیص -- 155
* سریہ حسمیٰ -- 156
* سریہ وادی القراء -- 157
* سریہ دومۃ الجندل -- 158
* سریہ فدک -- 159
* سریہ ام قرفہ -- 160
* سریہ عبداللہ بن عتیک -- 161
* سریہ جموم -- 162
* سریہ عبداللہ بن رواحہ -- 163
* سریہ کرز بن جابر موئے عرینین -- 165
* غزوہ حدیبیہ -- 166
* آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب سفارت کا نمونہ -- 171
* اسیر حق ابوجندل رضی اللہ عنہ -- 171
* غزوہ خیبر -- 173
* غزوہ کے اسباب -- 174
* ایک جاسوسہ کی کارروائی -- 178
* غزوہ عمرۃ القضاء -- 179

Marfat.com

* سریہ اخرم بن ابی العوجاء ---------- 181
* سریہ غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ ---------- 182
* سریہ شجاع بن وہب ---------- 183
* سریہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ---------- 184
* غزوہ فتح مکہ ---------- 185
* اسباب ---------- 185
* کارروائی ---------- 186
* غزوہ حنین ---------- 191
* لشکر اسلام کی جنگی تیاری ---------- 193
* دشمن کے جاسوسوں کی بدحواسی ---------- 194
* اسلامی لشکر کی روانگی ---------- 194
* غزوہ اوطاس ---------- 197
* سریہ عینہ بن حصن ---------- 193
* سریہ قطبہ بن عامر ---------- 200
* سریہ ضحاک بن سفیان ---------- 201
* سریہ القمہ بن مجزر ---------- 202
* غزوہ تبوک ---------- 203

Marfat.com

* سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ---------- 205
* سریہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب ---------- 206
* سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ---------- 208
* حرفِ آخر ---------- 212
* آپ سے سوال؟ ---------- 213
* کتابیات ---------- 214

***

Marfat.com

حصہ اول

فلسفہ جہاد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہاد کا مفہوم

لفظ ''جہاد'' ہماری زبان میں بالکل صحیح مفہوم میں مستعمل ہے عربی زبان کے بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو اردو میں آ کر اپنے اصل مفہوم کی بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہونے لگے ہیں لیکن لفظ ''جہاد'' اردو میں بھی بالکل اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جو مفہوم اس کا عربی میں ہے۔ جہاد ایمان کا رکن ہے، اس کو اب آپ اس حوالے سے یہ سمجھ لیں کہ ایمان کے دو درجے ہیں ایک قانونی ایمان جس کی بنیاد پر ہم دنیا میں ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اسی کے لئے اصطلاح ہے اسلام ۔ اسلام میں ایمان کا ''اقرار بالسان'' والا جزو شامل ہے،

یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی اسلام کا پہلا رکن ہے اس کے ساتھ چار ارکان اور شامل کر لیجئے نماز، روزہ، حج اور زکواۃ تو یہ پانچ ارکان ہو گئے جن پر اسلام کی عمارت قائم ہوتی ہے، اب ایمان کے دوسرے جزو ''تصدیق بالقلب'' کو لیجئے جس کا تعلق حقیقی ایمان سے ہے اس کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کو شامل کیجئے تو یہ ایمان کے دو رکن ہیں اور رکن ثانی عمل میں جہاد فی سبیل اللہ۔

یہ دنیا خیر و شر دونوں کا مسکن ہے۔ یہاں بھلائی کی بھی طاقتیں موجود ہیں اور برائی کی بھی، دونوں کو اپنے اپنے طور پر کام کرنے کی پوری آزادی ملی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دونوں آپس میں ٹکراتی رہتی ہیں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے برابر زور لگاتی رہتی ہیں۔ اس لئے یہ فطری بات ہے کہ اسلام کی راہ روکی جائے اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ

۱۲۵۶۲۸

Marfat.com

ان رکاوٹوں کے بارے میں اُمت مسلمہ کا رویہ کیا ہونا چاہیئے؟ اس کے جواب میں اسلام ہدایت دیتا ہے کہ خواہ کسی بھی قسم کی رکاوٹ جو بظاہر یا در پردہ اسلام کو نقصان پہنچا رہی ہو، اس کو فوراً ختم کیا جائے چنانچہ ان رکاوٹوں کو ختم کرنے کی کوشش کو جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے راہ خدا میں جہاد کرنے کا مفہوم یہ ہوا کہ صرف اللہ کے دین کی پیروی اور شہادت کا حق ادا کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر ڈالا جائے جو بس میں ہو۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارے کا سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے"۔[1]

چنانچہ معلوم ہوا کہ اگر جہاد رک جائے تو ساری قیادت وسعادت کفر کے ہاتھ آجاتی ہے اور فتنہ پھیلنے لگتا ہے۔ ہم نے جہاد کی روح کو سمجھا ہی نہیں ہم دنیاوی بکھیڑوں میں اس قدر غرق ہو گئے ہیں کہ جہاد کے لئے وقت ہی نہیں ملتا ارشاد خداوندی ہے:۔

"اگر تم جہاد کے لئے نہیں نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دے گا اور تمہاری جگہ ایک دوسری قوم لا کھڑی کرے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔[2]

ایسے لوگ جو جہاد سے دور بھاگتے ہیں ان لوگوں کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

"اور جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اس حالت میں کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہوگا وہ ان سے پوچھیں گے کہ تم کہاں تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم زمین میں مسکین اور مظلوم تھے وہ پھر کہیں گے کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم کا بدترین گڑھا ہوگا"۔[3]

---

1. قرآن شریف سورۃ الانفال:۳۹ 2. قرآن شریف سورۃ التوبہ:۳۹
3. قرآن مجید سورۃ النساء:۹۷

Marfat.com

بعض لوگوں کے نزدیک جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف لڑائی کے دنوں ہی میں میدان جنگ میں شامل ہونے کے عمل کو جہاد کہتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے اگر جہاد حیات امت اسلامی کے کسی مرحلے کی عارضی ضرورت ہوتی تو قرآن کے اندر اس کثرت سے تکرار اور تبلیغ کی تاکید کے ساتھ اس کا ذکر یوں ہر پارے میں نہ ہوتا اور اسے عارضی ضرورت کیسے قرار دیا جاسکتا خصوصاً جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بیشتر حصہ پورے جوش وخروش اور سرگرمی کے ساتھ اس پر عمل کرتے گزر گیا ہو اور اگر جہاد کسی مرحلے کی عارضی ضرورت ہی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک پیدا ہونے والے ہر مسلمان کے لئے یہ وصیت چھوڑ کر نہ جاتے کہ:-

"جو ایسی حالت میں مر گیا کہ اس نے زندگی بھر نہ تو کبھی جہاد کیا اور نہ اس بارے میں کبھی سوچا ہوگا تو گویا وہ منافقت کی ایک خاصیت کے ساتھ مر گیا"۔

یہی جہاد کی اصلیت اور اصل روح ہے، اس روح میں جھانک کر دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ خدا کے اس حکم کا منشاء امن وسلامتی ہی کے قیام کے لئے قوت کا استعمال کرنا ہے۔ امن وسلامتی کو عام کرنے کے لئے خونریز فتنہ کا راستہ روکنا پڑا۔ ظلم واستبداد کا خاتمہ بےکسی و بےبسی اور کمزوری سے نہیں، طاقت اور قوت ہی سے ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا!

"اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے، اور جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں پناہ دی، اور مدد کی، یہی لوگ سچے مومن ہیں"[ع]

کئی علماء کے نزدیک جہاد "جہد بالضم یا جہد بالفتح سے مشتق ہے" کے معنی خوب محنت اور مشقت کے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں جہاد کے لغوی معنی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

---

ع القرآن سورۃ الانفال ۷۴۔

Marfat.com

انسان کا اپنی کسی مرغوب ومحبوب چیز کو حاصل کرنے یا ناپسندیدہ چیز
سے بچنے کے لئے انتہائی درجے کی بھرپور کوشش کرنے کا نام ہے
اس تعریف کی رو سے مسلمان کے نزدیک شہادت سب سے
مرغوب شے ہے اور ناپسندیدہ چیز اس فانی دنیا کی محبت ہے۔

اسلام کا نظریہ جہاد

جہاد کے حکم سے خداوند قدوس کا یہ ارادہ نہیں کہ کافروں (اپنے مخالفین) کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کا دین دنیا میں غالب رہے۔

''تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو'' (بخاری ومسلم)

اور بنی نوع انسان کو شرک و بت پرستی کے اندھیروں سے نکالے اور زمانے کی فرعونی، ہامانی اور قارونی طاقتوں کے پنجہ استبداد سے نجات دلائے اور ان کیلئے ایک حسین و مثالی معاشرے کی تعمیر کا بیڑہ اٹھائے جس میں وہ عزت واحترام امن وسلامتی اور آزادی و اُخوت کے ساتھ زندگی گزار سکیں، چنانچہ اسلام اپنے (مخالفین) کے نفس اور وجود کا دشمن نہیں بلکہ ان کی ایسی شوکت کے خلاف ہے جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرے کا باعث ہو۔

فرضیت جہاد

جب اہل اسلام مشرکین سے تنگ آکر مکہ سے مدینہ آئے تو ہجرت کے دوسرے سال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی وحی آئی:۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۝ [۵]

---

۵ قرآن مجید سورۃ البقرہ ۱۹۰

Marfat.com

ترجمہ:۔ اور اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں۔ لیکن حد سے آگے نہ بڑھو!

اس وحی الٰہی نے مسلمانوں کے تمام شکوک رفع کر دیئے جو مسلمانوں کے دلوں میں کفار سے متعلق تھے۔ اس طرح اسلامی جہاد کا سلسلہ سنہ ۲ھ سے ہوا۔ اور وقتاً فوقتاً جہاد کے اصول وضوابط بھی نازل ہوتے رہے۔ بوقت ضرورت تمام مسلمانوں پر اپنی اپنی استعداد کے مطابق جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر زبان وقلم، فکر ونظر، ہوش وجذبات، مال ودولت سے، خوشی وغمی میں دعوت وتبلیغ، جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے اس پر فرض ہے اسلام کسی پر تنگی اور جبر ہرگز روا نہیں رکھتا۔

اقسام جہاد

یوں تو جہاد کی بہت سی اقسام بتائی جاسکتی ہیں۔ ان اقسام میں سے ایک قسم میں کھلے دشمن کا مقابلہ کرنا، دوسرے شیطانی وسوسوں سے خلاصی حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور تیسرا نفس امارہ کی ناجائز خواہشات کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اس کے خلاف ہر طرح کی قوت اکٹھی کر کے مقابلے کے لئے کھڑے ہونا جہاد کی اقسام میں سے ہیں۔ مگر دور حاضر میں جہاد کی مندرجہ ذیل دو اقسام زیادہ مستعمل ہیں۔

۱۔ اپنے نفس کیخلاف جہاد۔

۲۔ کفار کے خلاف جہاد۔

پھر دشمن کے خلاف جہاد کے چار ذرائع ہیں۔

۱۔ جہاد بالقلم۔

۲۔ جہاد بالمال۔

۳۔ جہاد باللسان۔

۴۔ جہاد بالنفس۔

اسی طرح دشمن کے خلاف جہاد کی دو صورتیں ہیں۔

Marfat.com

۱۔ دفاعی جہاد۔

۲۔ اقدامی جہاد۔

دفاعی جہاد

جہاد کی اس قسم سے مراد یہ ہے کہ اگر کفار میں سے کوئی گروہ ابتدأً مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے جہاد کی اس قسم کے بارے میں اللہ جل شانہ اس طرح فرماتے ہیں۔

وَ قَاتِلُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ [۶]

ترجمہ:۔ اور قتال کرو خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو تحقیق اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دوسری جگہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْاؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُۨ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ [۷]

ترجمہ:۔ مسلمانوں کو ان کافروں سے جہاد و قتال کی اجازت دی گئی ہے جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ مسلمان ستم

---

۶ قرآن مجید سورۃ البقرہ آیۃ ۱۹۰۔ ۷ قرآن مجید سورۃ الحج آیۃ ۳۹، ۴۰

Marfat.com

رسیدہ ہیں اور بیشک اللہ تعالی مسلمانوں کی مدد پر قادر ہے یہ مسلمان اپنے گھروں سے محض بے وجہ نکالے گئے سوائے اس کے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار ایک اللہ ہے۔

یعنی اپنے ملک پر حملہ کرنے والے کفار سے دفاعی جنگ لڑنا یہ اہم ترین فریضہ ہے اور یہ فریضہ قرآن مجید کے احکامات کی روشنی میں اس وقت جہاد فرض عین ہوتا ہے۔

☆ جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر، گاؤں یا بستی پر حملہ کریں یا قبضہ کرلیں۔

☆ جب کفار مسلمانوں کے کچھ آدمیوں کو گرفتار کرلیں۔

☆ ایک مسلمان عورت اگر گرفتار ہو جائے تو اسے کافروں سے نجات دلانا تمام عالم اسلام پر فرض ہو جاتا ہے۔

☆ جب امام پوری قوم یا پھر کچھ افراد کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دے۔

☆ جب مسلمانوں اور کفار کی فوجیں آمنے سامنے آجائیں اور جنگ شروع ہو جائے[8]

اقدامی جہاد

اس جہاد سے مراد یہ ہے کہ جب کفر کی قوت اور شان وشوکت سے اسلام کی آزادی کو خطرہ ہو تو ایسی حالت میں اسلام اپنے پیروکاروں کا یہ حکم دیتا ہے کہ تم دشمنان اسلام پر جارحانہ حملہ کرو، کیونکہ جب دشمن کی طرف سے خطرہ ہو تو احتیاط اور حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کرنا ہی بہتر ہے، اس طرح اسلام اور مسلمان اہل کفر کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مسلمانوں کا مقصد صرف یہ ہی ہونا چاہئے کہ کوئی مخلوق خدا پر ظلم نہ ڈھائے، کوئی طاقت اور قوت ان کو ان کے سچے دین سے نہ ہٹا سکے اور کوئی طاقت قانون خدا کے نفاذ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔اس سلسلے میں عقل وفہم وفراست کا تقاضا یہی ہے کہ خطرہ کے پیش آنے سے پہلے ہی خطرے کا سد باب کر دیا جائے۔اس انتظار میں رہنا کہ جب دشمن حملہ کرے گا

8 نہایۃ المحتاج ص ۵۸ ج ۸۔

Marfat.com

اس کا جواب دیا جائے گا تو یہ سوچ بڑی خطرناک ہے، اس سے نقصان زیادہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے جنگلی جانور کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا عقل مندی ہے۔ کفار سے اس حد تک لڑو کہ اسلام غالب آجائے اور کفر کی بالادستی کا احتمال باقی نہ رہے۔ اور یہ احتمال کس طرح ختم ہوسکتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

اول تو یہ ہے کہ کفار مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ مسلمانوں کو جزیہ دیں اور اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہیں۔ دوم یہ کہ وہ مسلمانوں سے پرامن معاہدہ کریں اور اس معاہدہ کی پابندی بھی کریں۔ سوم یہ کہ وہ مسلمانوں کی پناہ میں آجائیں۔ اس طرح کے لوگوں سے اسلام لڑائی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل غزوات کی تعداد ۲۸ ہے اور وہ جنگیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ خود حصہ لیا ۹ ہیں اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ۲۳ سالہ دور نبوت میں بلکہ یوں کہئے کہ ۱۰ سالہ دور مدینہ میں ۲۷ مرتبہ میدان جنگ میں نکلتے ہیں اور ۵۶ سرایا بھیجتے ہیں تو اسلام اور جہاد کا آپس میں تعلق اور اس کی ضرورت صاف واضح ہوتی ہے۔

حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہ کوئی سریہ بھیجتے تھے یا خود جنگ کے لئے نکلتے تھے اور ان کے اسی طریقہ پر صحابہ کرام چلتے رہے حقیقت میں آسمانوں سے اترتا ہوا قرآن اس نسل کی تربیت کر رہا تھا انہیں جہاد کا حکم دے رہا تھا اور انہیں دنیا میں غرق ہوجانے سے ایسے ہی بچا رہا تھا جیسے ہم میں سے کوئی اپنے "سانپ کے کاٹے دوست" کو پانی سے بچاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"نکلو اللہ کی راہ میں خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ بات تمہارے

Marfat.com

لئے بڑی فائدہ مند ہے''۔ ۹

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب جنگ کے لئے نکلے حالانکہ ان کی ایک آنکھ پہلے ہی جنگ کی نذر ہو چکی تھی ان سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معذور ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام کیجئے نکلنے کو بہت سے لوگ موجود ہیں۔ فرمایا کہ نہیں اللہ نے خفیف اور ثقیل ہر شخص کو نکلنے کو کہا ہے اگر میں جنگ نہیں کر سکتا تو کیا ہوا مسلمانوں کے گروہ میں اضافے کا سبب ہی بنوں گا اور ان کے پیچھے ان کے سامان کی حفاظت کروں گا یہ ہے شوق جہاد۔ وہ لوگ جہاد کی فضیلت واہمیت کو سمجھتے تھے ان کو یقین تھا کہ جو کچھ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بے شک وہ سچ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے بارہا قلیل تعداد، تھوڑے ساز وسامان اور کم ہتھیاروں کے ساتھ اپنی بے پناہ قوت ایمانی جذبہ جہاد اور جفاکشی کے باعث بڑی بڑی طاقتوں پہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتح حاصل کی اور آج بھی ایسا ہونا ممکن ہے۔

جہاد کرنے والوں کے انعامات

جس کام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار ہا ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی جس کام سے بھری پڑی ہے اور ہمارے اسلاف نے جس کام میں اپنی ساری زندگیاں قربان کر دیں آخر اللہ تعالیٰ اس کام کے بدلے میں ہمیں کیا اجر دیں گے؟

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

> ''یقیناً اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔ ۱۰

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً

---

۹ قرآن مجید سورۃ التوبہ: 41 ۱۰ قرآن مجید سورۃ صف: 4

Marfat.com

روایت ہے کہ شہید کو اللہ کی طرف سے سات انعامات دیئے جائیں گے۔

☆اس کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اسے بخش دیا جائے گا۔

☆وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا اور ایمان کا ذائقہ چکھ لے گا۔

☆72 حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی۔

☆وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

☆وہ حشر کے خوفناک دن محفوظ، مامون اور مطمئن رہے گا۔

☆اسکے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا جسکا ایک ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

☆وہ اپنے خاندان میں سے ستر افراد کی شفاعت کر سکے گا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''جو شخص اللہ کے راستہ میں جہاد کی خاطر اپنے گھر سے نکلا پھر اس نے تین انگلیوں، درمیانی انگلی، انگشت شہادت اور انگوٹھے کے ذریعے اپنی ذات، اپنے ہتھیار اور اپنے گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا اس وقت مجاہدین کہاں ہیں اور مجاہدین کے ساتھ جا ملنے کے لئے کھڑا ہوا پھر اگر وہ اپنی سواری سے گر کر مر جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے بلکہ وہ اپنے بستر پر ہی مر گیا تو بھی اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو اچانک موت سے مر گیا وہ بھی جنت کا مستحق قرار پائے گا''۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بہادر تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ دیکھیں کہ ''قد ادرک السراقہ'' وہ دیکھیں سراقہ آ گیا ہے۔ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا، ہاتھ میں تلوار ہے، گھوڑے پر سوار ہے، بالکل قریب آ رہا ہے، بڑا بہادر ہے۔ جب قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ این السراقہ؟

Marfat.com

کہاں ہے سراقہ؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کے چہرے کا غضب آلود نقشہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں شوخی۔ فرمایا من این؟ جب این کہا تو زمین پھٹ گئی اور گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور سراقہ تڑپ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ گیا اور کہنے لگا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی مانتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو بھی مانتا ہوں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری ہے۔ جب قرآن کی یہ آیت اتری:۔

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.

اے مکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا پہرہ نہ دیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تیرا پہرہ میں خود دوں گا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا محافظ خود خدا ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لیس المؤمن بجبان" فرمایا جو مومن ہوگا وہ بہادر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہادر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت خود خدا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ نجد میں ایک درخت کے نیچے سو رہے ہیں۔ تلوار لٹکائی ہوئی ہے یہودی آتا ہے اور تلوار اٹھا کر کہتا ہے:۔

من يحفظك؟ من يمنعك؟ من يعصمك يا محمد؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بتا تو جو کہتا ہے خدا بچاتا ہے، اب بتا تجھے کون بچائے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار کے نیچے فرمایا اللہ!

جہاد کے مقاصد

اسلام سے قبل جنگ و جدل کے مقاصد لوٹ مار وقتل وغارت، شہرت و ناموری،

Marfat.com

ہوس اقتدار اور انتقام کے علاوہ کچھ نہ تھے۔ لیکن محمد عربی ﷺ نے جنگی نقطہ نظر کو تبدیل کر کے اصطلاحات جنگ کا تعین اس طرح فرمایا:۔

اسم الٰہی کی سربلندی

اسلام میں محض دنیاوی مال و متاع اور صرف مادی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے اقدامی جہاد کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ ان چیزوں کو ضمنی طور پر ان فوائد میں شمار کیا گیا ہے جو جہاد کے نتیجے میں غالب آنے والے مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں مگر صرف انہیں بنیاد بنا کر جہاد کرنے کو اسلام نے گوارا نہیں کیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آدمی نے آکر عرض کیا:۔

"اے اللہ کے رسول! ایک شخص مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے، ایک شخص نام کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص ریاکاری کے لئے لڑتا ہے ان میں سے جہاد فی سبیل اللہ کا مصداق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑتا ہے اس کی لڑائی فی سبیل اللہ ہے"۔[1]

ایک مسلمان شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:۔

"اگر کوئی شخص جہاد کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے ذریعہ دنیا کا مال و متاع بھی حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لا اجر لہ" اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی اجر نہیں۔

جب لوگوں نے اس آدمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سنا تو بڑے حیران ہوئے اور اسے کہنے لگے کہ تم اللہ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد: باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا، صحیح مسلم: کتاب الامرۃ: باب من قتل، احمد 4\392۔

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال دوبارہ کرو کیونکہ ممکن ہے کہ تم پہلے اپنے سوال کو واضح نہ کر سکے ہو اس نے دوبارہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ اس نے سہ بارہ یہی سوال کیا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا"۔[۱۲]

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جہاد کا مقصد صرف اور صرف اللہ کے نام کی سربلندی ہے۔

مظلوم کی امداد

مظلوم مسلمانوں کی امداد اور اعانت کے لئے، اور ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھنے کے لئے مسلح جدوجہد کرنا اور مظلوم افراد کو ظالموں سے نجات دلانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا"[۱۳]

ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی اور مددگار پیدا کر۔

---

[۱۲] سنن ابوداؤد: کتاب الجہاد: باب فی من یغزو و یلتمس الدنیا، مستدرک حاکم 2\151۔

[۱۳] قرآن مجید سورۃ النساء ۷۵

Marfat.com

معاہدہ کی پابندی

اگر دشمن سے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اس میں خیانت کر کے لڑائی کرنے کو اسلام نے پسند نہیں کیا بلکہ اسلام اس بات کا متقاضی ہے کہ دشمن کو لڑنے سے پہلے اچھی طرح متنبہ و مطلع کر دیا جائے تاکہ وہ لڑنے یا جزیہ دینے کی ادائیگی پر صلح کرنے یا مسلمان ہونے پر آخری مرتبہ پوری سنجیدگی سے غور کر لے لیکن اس کے باوجود اگر دشمن لڑنے ہی پر آمادہ ہو تو پھر اس کے خلاف لڑائی کی جائے گی۔

دعوت اسلام

جنگ شروع کرنے سے قبل دشمن کو اسلام کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے مسلمان ہو جائیں تو انہیں بھی دیگر مسلمانوں والے تمام حقوق حاصل ہوں گے حتیٰ کہ ان کا علاقہ اور اقتدار وغیرہ بھی انہی کے پاس رہے گا۔ اگر دشمن اسلام کی دعوت سے انکار کر دے تو پھر دوسری شرط یہ پیش کی جائے گی کہ وہ نجی طور پر تو پوری طرح آزاد ہیں لیکن اپنے مذہبی احکام بجالانے، اپنے قوانین کے مطابق اپنے فیصلے کرنے اور اپنے گھر بار اور کاروبار کے مالک رہنے کے باوجود اپنے اقتدار اور سیاسی اثر و رسوخ سے دستبردار ہو جائیں اور مسلمانوں کو مقررہ ٹیکس (جزیہ) ادا کریں جب کہ اس صورت میں ان کے دفاع کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہوگی۔ اگر دشمن اس دوسری صورت پر بھی رضامند نہ ہو تو پھر بالآخر اس کے خلاف جنگی اقدام کیا جائے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

> ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دیئے بغیر کسی قوم کے خلاف جہاد نہیں کیا''۔ [۱۴]

---

[۱۴] مسند دارمی: 5\352، مجمع الزوائد: 5\307۔

Marfat.com

جن سے لڑائی جائز نہیں

اسلام نے غیر مقاتلین سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ غیر مقاتلین سے مراد وہ لوگ ہیں جو لڑنے کے لئے نہ خود میدان میں آئیں اور نہ ہی دیگر لڑنے والوں کی مدد کر رہے ہوں۔ اسلام نے ان سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جیسا کہ درج ذیل دلائل سے ثابت ہے:

> ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں دیکھا کہ ایک عورت قتل کی گئی ہے تو آپ نے اسے ناپسند کیا اور بچوں اور عورتوں کے قتل سے منع کر دیا''۔ [۱۵]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر روانہ کرتے تو انہیں نصیحت فرماتے:

> ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نکلو اور اللہ کے راستے میں کافروں کے ساتھ لڑائی کرو، غدر نہ کرو، خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو، بچوں اور خانقاہ نشیں زاہدوں کو قتل نہ کرو''۔ [۱۶]

انسداد فتنہ

خدا کی زمین کو فتنہ و فساد سے پاک کرنا ''اور ان (دشمنوں) سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ (فساد) نہ رہے۔ [۱۷]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت سپہ سالار مقاصد جنگ کے تعین کے ساتھ ہی طریق جنگ میں بھی تغیر برپا کیا اور اس کیلئے اہل قتال اور غیر اہل قتال کی اصطلاح بتائی

---

۱۵ صحیح بخاری: کتاب الجہاد: باب قتل النساء فی الحرب۔

۱۶ مسند احمد: 266\1۔ ۱۷ قرآن مجید سورۃ البقرہ۔

Marfat.com

اور فرمایا "غیر اہل قتال وہ ہیں جو عقلاً اور عرفاً (یعنی عام طور پر) جنگ میں حصہ نہیں لیتے مثلاً عورتیں (علاوہ ان کے جو باقاعدہ لڑنے والی ہوں) بچے، بوڑھے، بیمار اور عبادت گاہوں کے مجاور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی۔ ایک مرتبہ آنحضرت میدان جنگ میں دشمن کی ایک عورت کی لاش پڑی دیکھی تو ناراض ہو کر فرمایا "یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی اور آئندہ کیلئے حکم فرمادیا کہ کوئی شخص عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہیں کریگا۔[۱۸]

آگ سے احتراز

دشمن کو آگ میں جلانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے کسی کیلئے جائز نہیں ہے۔

قتل عام اور آتش زنی، بلاوجہ عام لوگوں کو قتل کرنے اور عام املاک کو آگ لگانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اسلام نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ دشمن کو آگ میں جلا کر انتہائی وحشیانہ طریقہ سے قتل کیا جائے کیونکہ اسلام سے پہلے غیر مسلموں کے ہاں شدت انتقام میں دشمن کو وحشیانہ طریقہ سے قتل کرنا اور آگ لگا کر اس کے مرنے کے نظارے سے خوش ہونے کا حیوانی مادہ پایا جاتا تھا اور دور حاضر میں ایسی مثالیں دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں مگر اسلام ایسے وحشیانہ فعل کو حرام قرار دیتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

> "اگر تمہیں فلاں فلاں مل جائیں تو انہیں آگ لگا دینا پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دینا لیکن آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے اس لئے

---

۱۸ مسلم

Marfat.com

اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں قتل کرنا آگ میں نہ جلانا''۔ ۱۹

دشمن کی بے حرمتی

دور جاہلیت میں فاتح قوم کے افراد جوش انتقام میں شکست خوردہ قوم کی لاشوں کی بے حرمتی کرتے، لاشوں پر گھوڑے دوڑاتے، ان کا مثلہ کرتے، اعضاء کاٹ کر ہار بناتے اور گلے میں ڈال کر ناچتے، کودتے حتیٰ کہ مقتولین کی کھوپڑیوں میں شراب پیتے اور انتقام کی آگ ٹھنڈی کرتے مگر اسلام نے ایسی تمام اخلاق سوز حرکتوں پر پابندی لگاتے ہوئے دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی ہی سے منع فرمادیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے''۔ ۲۰

عورتوں کا اکرام

دور جاہلیت میں فاتحین جوش انتقام میں مفتوح قوم کی عورتوں کی بے دریغ عصمت دری کو اپنا حق سمجھتے تھے مگر اسلام نے اس سلسلہ میں بھی اسی طرح حدود و قیود اور اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں جس طرح لوٹ مار روکنے کے لئے مال غنیمت کے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں مثلاً سب سے پہلے تو یہی بات قابل غور ہے کہ دشمن قوم کی کسی عورت کی عصمت دری اسلام کی نگاہ میں اسی طرح جرم ہے جس طرح عام حالات میں یہ جرم عظیم ہے پھر اگر دشمن قوم مسلمان ہو جائے تو ان کے تمام حقوق وفرائض اسی طرح قابل تعمیل ہیں جس طرح عام مسلمانوں کے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے اصول جو بتلائے تھے ان میں ایک یہ تھا کہ

---

۱۹ صحیح بخاری: کتاب الجہاد: باب لایعذب بعذاب اللہ۔

۲۰ صحیح بخاری: کتاب المظالم: باب النہی بغیر اذن صاحبہ۔

Marfat.com

عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ دوران جنگ ایک صحابی کی تلوار ایک نوجوان پر اٹھی ابھی سر کے قریب ہی پہنچی تھی کہ اس نے چیخ ماردی۔ آواز نسوانی تھی، لباس مردانہ تھا۔ کام مردانہ تھا، آواز سے معلوم ہوا کہ یہ عورت ہے صحابی نے تلوار اسی وقت روک لی اور کہا کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ یہ الفاظ کہے اور دوسری طرف ہو گئے۔

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر اس عورت کو قتل کر دیا جاتا تو اعتراض نہ بنتا تھا اس لئے کہ وہ بھی برابر کی جنگ میں شریک تھی مگر صد آفرین ہے صحابی پر کہ اس نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا، اور عورت کا احترام کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے آپ کو اللہ ورسول کا مطیع کر دے اپنی من مانی نہ کرے۔

عبادت خانوں کا احترام

دور جاہلیت میں عبادت خانوں کی پامالی کی واضح مثالیں ملتی ہیں اور دور حاضر میں بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ فاتح قوم عام طور پر دشمن قوم کے عبادت خانوں کی حرمت پامال کرتے ہوئے انہیں گھوڑوں کے اصطبل یا شراب اور جوا خانوں میں بدل دیتی ہے مگر اسلام عبادت خانوں کی اس طرح حرمت پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا قطع نظر اس سے کہ وہ کسی دین ومذہب کے معبد ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی سب ڈھائے جا چکے ہوتے جہاں اللہ تعالیٰ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے"۔[1]

---

[1] قرآن مجید سورۃ الحج:40۔

Marfat.com

املاک کی تباہی

فصلوں اور باغات کو تباہ کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا البتہ جنگی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے درختوں کو کاٹنے کی اجازت دی۔

لاشوں کا مثلہ

دور جاہلیت میں جنگوں کا وحشیانہ اصول تھا کہ مقتولین کے لاشوں کا مثلہ کر کے بے حرمتی کی جاتی اور غیظ و غضب کی آگ بجھائی جاتی مگر اسلام نے لاشوں کی بے حرمتی کرنے اور اعضاء کی قطع و برید کرنے سے منع کر کے اس وحشیانہ فعل کا خاتمہ کر دیا۔ مثلہ کی حرمت کے متعلق چند احادیث یہ ہیں:

۱۔ ''اللہ کے راستے میں اللہ کا نام لے کر جہاد کرو، اور کافروں کے ساتھ لڑو۔ جہاد کرو لیکن خیانت نہ کرو، دھوکہ بازی نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور بچوں کو قتل نہ کرو''۔[۲۲]

۲۔ ''اللہ تعالی کے نام کے ساتھ نکلو اور اللہ کے راستے میں کافروں کے ساتھ لڑائی کرو، غدر نہ کرو، خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو، بچوں اور خانقاہ نشیں زاہدوں کو قتل نہ کرو''۔[۲۳]

۳۔ ''اللہ کا نام لے کر جہاد کے لئے نکلو اور کافروں کے ساتھ لڑائی کرو مگر مثلہ نہ کرو''۔[۲۴]

قیدیوں سے سلوک

دشمن کے قیدیوں کو بھوک، پیاس کی تکلیف دینے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۲۲ صحیح مسلم: کتاب الجہاد: باب تامیر الامام الامراء علی البعوث، بیہقی: 15\9۔

۲۳ مسند احمد: 266\1۔

۲۴ ابن ماجہ کتاب الجہاد: باب وصیۃ الامام۔

Marfat.com

منع فرمایا۔ جنگ بدر کے قیدیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ کھانا کھلایا۔ ان میں سے اکثر کو اس عہد پر رہا کر دیا کہ آئندہ وہ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے اور باقیوں کو مسلمان بچوں کا اتالیق مقرر فرمایا۔ اسی طرح غزوہ حنین کے چھ ہزار قیدیوں کو آپ ﷺ نے نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ انہیں کپڑے کے چھ ہزار جوڑے بھی دیئے۔ اسیران جنگ کے متعلق اسلام کا قانون یہ ہے کہ اختتام جنگ پر یا تو بغیر فدیہ کے انہیں رہا کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اگر یہ صورت بھی نہ ہو تو قید میں رکھ کر ان سے نیک سلوک کیا جائے۔

آداب جہاد

جس طرح سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے میں آدمیت کے لئے مثالی نمونہ پیش کیا، اسی طرح جنگی امور میں بھی مجاہدین کے لئے چند اصول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمائے جو کہ درج ذیل ہیں۔

- ☆ جہاد کی ہر کارروائی کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے مبارک نام سے شروع کرو!
- ☆ غرور وتکبر سے بچو!
- ☆ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی سختی سے پیروی کرو!۔
- ☆ مقابلہ کے وقت دشمن کی کسی بات سے غصہ میں نہ آ جاؤ بلکہ صبر وتحمل سے کام لو اور آپس کے فروعی مسائل سے دور رہو!
- ☆ ہر لمحہ اللہ کا ورد کرو اور کسی لمحہ اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہو جس کے لئے جان لٹانے چلے ہو اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

Marfat.com

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط
وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌo ۲۵

ترجمہ۔اے ایمان والوں جب کافروں کی جماعت سے تمھارا مقابلہ ہوتو ان امور کو مدنظر رکھو۔ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ اس کے نام کی برکت سے تم کامیاب ہو جاؤ اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ان کافر لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ اپنے گھروں سے اتراتے اور دکھلاتے ہوئے نکلے وہ لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں اللہ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

☆اپنی کثرت اور ساز وسامان پر نہ اتراؤ۔ارشاد باری تعالی ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ o ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ o ۲۶

ترجمہ:پس تحقیق ہے اللہ نے بہت میدانوں میں تمھاری مدد کی اور حنین کے دن جب تمھاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں مبتلا کر دیا تو تم کو تمھاری کثرت ذرہ برابر کام نہ آئی۔اور زمین باوجود

---

۲۵ قرآن شریف سورۃ الانفال،۴۵تا۴۷۔

۲۶ قرآن مجید سورۃ التوبہ آیۃ ۲۵،۲۶۔

Marfat.com

وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالی نے اپنے سکون اور طمانیت کو اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر نازل فرمایا اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کو سزا دی، اور یہی سزا ہے کافروں کی۔

اور جب جہاد کے لئے سواری پر سوار ہونا چاہو تو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ اس نے تمھارے واسطے کس کس طرح کے سواری والے جانور پیدا فرمائے۔ اور یہ پڑھو:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ o وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o [۲۶]

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہماری سواری کے لئے مسخر کردیا، ورنہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی اور تحقیق ہم سب اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

دوران سفر ہر لحہ اللہ کی کبریائی بیان کرتے رہو، اسی کی تعریف بیان کرو، اسی سے مدد مانگو وہ ہر طرح کی مدد پر قادر ہے۔ فتح و نصرت حاصل کرلو تو اس کامیابی پر مت اتراؤ۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ایک عطا ہے۔ اس نے تو صرف اپنے رحم و کرم سے تم کو یہ فتح عطا فرمائی۔ سرور کونین ﷺ جب جہاد سے تشریف لاتے تو ہمیشہ اللہ جل شانہ کی حمد فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ الفاظ ادا کرتے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ا ٰیِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ سَائِحُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. [۲۷]

---

[۲۶] قرآن مجید سورۃ الزخرف، آیۃ ۱۳

[۲۷] بخاری، مسلم، ترمذی، سنن نسائی

Marfat.com

سامان عیش ونشاط، باجا گاجا اور کتا وغیرہ لشکر کے ساتھ نہیں ہونا چاہئے جہاں یہ مکروہ چیزیں ہوں وہاں اللہ کے مقرب فرشتے نہیں ہوتے۔[۲۸]

جہاد سے جی چرانے والوں کا انجام

مسلمانوں کے لئے یہ امر ہرگز مناسب نہیں کہ وہ جہاد سے جی چرائیں۔ باطل کو اس کے حال پر چھوڑنا خودکشی کے مترادف ہے۔ قرآن حکیم نے جہاد سے منہ موڑنے والوں سے اس طرح خطاب فرمایا:۔

يَـا اَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَالَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰـهِ اثَّـاقَلْتُـمْ اِلَى الْاَرْضِ. اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَـمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ٥ اِلَّا تَـنْـفِـرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْـدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥[۲۹]

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والوں تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم زمین پکڑ لیتے ہو۔ کیا آخرت کے عوض دنیا کی عارضی زندگی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ سنو دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یونہی سی ہے۔، اگر تم نے کوچ نہ کیا تو تمھیں اللہ تعالی دردناک سزا دے گا اور تمھارے سوا اور لوگوں کو بدل لائے گا۔ تم اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

غزوہ تبوک کے موقع پر کئی صحابہ گرمی سے گھبرا گئے اور جہاد سے ٹھٹھک گئے ان میں منافقین تو تھے ہی مگر کئی مسلمان بھی ان میں شامل ہو گئے۔ ان کے واسطے اللہ تعالی کا کلام

۲۸ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ ۲۹ قرآن مجید التوبہ ۳۸، ۳۹۔

Marfat.com

نازل ہوا:۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ط قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○ [30]

ترجمہ:۔ پیچھے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے بیٹھے رہنے پر خوش ہیں انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا ناپسند رکھا اور انہوں نے کہہ دیا کہ اس گرمی میں مت نکلو!۔ (اے رسول مقبول ﷺ) کہہ دیجیے کہ دوزخ کی آگ بہت سخت گرم ہے۔ کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے۔

وہ تمام لوگ جو غزوہ تبوک میں لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھیوں نے ان سے معاشرتی تعلقات توڑ لئے۔ تعلقات اس وقت تک قطع رہے جب تک اللہ نے ان لوگوں کی خطا معاف نہ فرما دی۔

اسی طرح آگے قرآن پاک نے جہاد سے منہ موڑنے والوں کی بیخ کنی اس طرح فرمائی:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ○ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ. وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ [31]

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس موقع پر

---

[30] قرآن مجید التوبہ۔ ۸۱۔ [31] قرآن مجید سورۃ الانفال ۱۵، ۱۶۔

Marfat.com

پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی
جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کرے
گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ
بہت بری جگہ ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی لڑائی سے بھاگنے والوں کی سرزنش کی گئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے دل چرانے والوں کو ان الفاظ میں متنبہ فرمایا۔

حضرت عقبہ بن نافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس نے تیر پھینکنا (فائر) کرنا سیکھا اور پھر اسے ترک
کر دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

فضائل جہاد

اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت والا جو عمل ہے اس کو جہاد کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں متعدد بار اس عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاد کے واسطے اس طرح فرماتے ہیں۔

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتادوں جو تمہیں
دردناک عذاب سے نجات دلادے۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور اس کی راہ
میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم
سمجھو! [۳۲]

ایک اور مقام پر مجاہدوں اور فارغ رہنے والوں کے درمیان فرق کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:۔

---

۳۲ قرآن پاک سورۃ الصف۔ ۱۰، ۱۱۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے
مجاہدین کو گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر ایک گونہ فضیلت عطا فرمائی
ہے۔[۴۳]

آگے اللہ تعالیٰ مجاہدوں کے اموال کا خریدار بن رہا ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید فرقان حمید نے یوں فرمایا:۔

خدا نے ایمان والوں سے ان کے مال اور جان کے بدلے میں
جنت خرید لئے ہیں یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں۔ مارتے بھی
ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔[۴۴]

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات وارشادات سے جہاد کے فضائل کا تذکرہ اس طرح ہوتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ
میں جہاد کرنا سب سے افضل ہے۔[۴۵]

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ ایک اذان کے وقت کی دعا اور
دوسرے میدان جنگ میں مجاہد کی دعا جب فوجیں آپس میں باہم
معرکہ آراء ہوں۔[۴۶]

جس نے مجاہد کے گھر والوں کی خبر گیری کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔[۴۷]

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جہاد کی اہمیت کو اس طرح اجاگر کیا:۔

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے۔ جس نے اس کو چھوڑا

---

۴۳ قرآن پاک سورۃ النساء ۹۵۔ — ۴۴ قرآن مجید سورۃ التوبہ ۱۱۱۔
۴۵ بخاری شریف — ۴۶ ابوداؤد
۴۷ بخاری شریف۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہناتا ہے اور اس پر رسوائی مسلط کر دیتا ہے۔ [۳۷a]

جو قوم راہ حق میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ [۳۸]

مندرجہ بالا امور سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ جہاد ایک لازمی امر ہے اس کے بغیر مسلمان قوم کا وجود نامکمل ہے۔

***

۳۷a حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۸ حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

حصہ دوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

Marfat.com

سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

سپہ سالار کی ذاتی خصوصیات اور فوج کی اعلیٰ تربیت اس لمحے بے سود ہو کر رہ جاتی ہے جب اس کی فوج اور اس کے سالار اعلیٰ کی جنگی حکمت عملی معیاری اور اعلیٰ نہ ہو۔ یہ جنگی حکمت عملی ہی ہوتی ہے جو سالار کی صلاحیتوں اور فوج کی قوتوں کو نتیجہ خیز بناتی ہے۔ کبھی کبھار اعلیٰ ترین حکمت عملی فوجوں کی بڑی بڑی کوتاہیوں پر پردہ ڈال دیتی ہے کیونکہ اس جنگی حکمت عملی سے وہ فوج کامیابی سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ ہم نے مطالعہ کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ہر طرح سے اعلیٰ اور بے نظیر ہوا کرتی تھی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی خصوصیات فوج کو تربیت دینے میں بے مثل ہوا کرتی تھیں اسی طرح میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی بھی بے نظیر رہی۔

عہد جدید کی جنگی حکمت عملیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار مکمل اور کامیاب ترین تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی مندرجہ ذیل امور کے تحت متعین ہوتی تھی۔

مقصد کا تعین اور اس پر عمل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد کو متعین فرماتے اور پھر اس جنگی حکمت عملی پر عمل درآمد کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سب سے پہلا جو معاہدہ کیا تھا وہ اس بات کا بین ثبوت تھا کہ کفار کے خلاف ہر ممکن حد تک محاذ مضبوط کیا جائے۔ غزوہ حدیبیہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جنگی حکمت عملی کو

Marfat.com

اور مضبوط کر ڈالا اس سے مسلمانوں کی نقل وحرکت پر موجود پابندی ختم ہوگئی اور اسلام کی شمع اور موثر انداز سے جگمگا اٹھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر غزوات کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو جنگی حکمت عملی متعین فرماتے اللہ کے کرم سے وہ مکمل ہو جاتی تھی۔ [39]

دشمن پر حملہ کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے غزوہ بدر، اُحد اور خندق کے دشمن پر خود حملہ کیا۔ ان تینوں جنگوں میں کفار نے مسلمانوں پر خود حملہ کر کے اپنی موت کو دعوت دی تھی۔ مسلمانوں کے ہراول دستے (Mobile Intelligence Unit) باہوش تھے اور انہوں نے دشمن کی ہر حرکت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے خلاف ان کے ارادوں سے پہلے ہی کارروائی کر کے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیتے تھے۔دشمن پر حملہ کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ خود چھیڑ خانی کی جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حملہ آوری سے جو فتح ونصرت حاصل کی جاسکتی ہے وہ دفاع سے ممکن نہیں۔

دشمن پر اچانک حملہ کرنا

جنگ کی صورت میں ہمیشہ وہ سالار کامران ہوتا ہے جو بروقت اور غیر متوقع کارروائی کرتا ہے۔غیر متوقع حملہ کرنا میدان حرب میں سب سے موثر حربہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ہمیشہ اس حربہ پر منحصر رہی۔کامیاب غیر متوقع حملہ کے لئے مندرجہ ذیل امور لازمی ہیں۔

۱۔جنگی ضرورت کے پیش نظر اپنی طاقت اور ارادوں کو مخفی رکھنا۔

۲۔ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف تیزی سے حرکت کرنا۔

۳۔غیر متوقع راستوں کو اپنانا۔

---

[39] طبری۔ج ۲،ص ۶۲۳

Marfat.com

۴۔ غیر متوقع ہتھیاروں کو استعمال کرنا۔

۵۔ غیر متوقع وقت کا انتخاب کرنا۔

۶۔ نیا اسلوب حرب متعارف کرانا۔

اگر ہم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا مطالعہ کریں تو مندرجہ بالا تمام امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا جزو لاینفک رہے ہیں۔ مدینہ کفار کے جاسوسوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ ہر لحہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کے آگے وہ تمام بے بس ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ تو بنی لحیان پر کرنا ہے مگر فوجیں شمال کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور اچانک پن حاصل کر کے دشمن پر حملہ کیا گیا تو وہ بوکھلا گیا اور میدان سے فرار ہوا۔ سیف البحر کی کارروائی سے سریہ اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ان ہی جنگی حکمت عملیوں پر انحصار کرتی ہیں۔ [۴۰]

مناسب طاقت کا حصول

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز وحی سے ہی اپنے الہامی مشن پر کام شروع کر دیا اور اللہ کے فضل سے اسلام کو وہ قوت حاصل ہوگئی جس نے عرب وعجم کی منظم فرعونیت کو ختم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل سے معاہدے کر کے ان کو اپنا حلیف بنایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ اسلام لے آئے اور اسلامی لشکر کے جزو لازم بن گئے۔ [۴۱]

مناسب وسائل کا مناسب استعمال

اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑے دشمن کو روکنے کے لئے موجودہ وسائل کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے۔ تا کہ ایسے اسباب مہیا ہو جائیں، جو زمان و مکان دونوں لحاظ سے مسلمانوں کے لیے مفید ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ طاقت کو استعمال کرنے میں بڑی احتیاط برتی۔

---

[۴۰] طبقات ابن سعد۔ ج ۲، ص۔ ۷۹ [۴۱] حدیث دفاع۔ ۱۸۰

Marfat.com

امن پسندی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا سب سے اہم مقصد صرف امن کا قیام ہی تھا۔ امن اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب اپنی فوج دشمن کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہے اور دشمن کو اپنی فوج سے متعلق معلومات حاصل نہ کرنے دی جائیں۔ صرف اسی طرح ہی امن کا قیام ممکن ہوسکتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رازوں کی حفاظت کی خاطر مربوط نظام مرتب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح یہودیوں کی شازشوں کو پہچان لیا، کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رقعے کا علم حاصل کیا اور آپ نے کس طرح ابوسفیان کی آمد کا راز حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رازوں کی حفاظت اور دشمن کے رازوں سے آگاہی کے خواہش مند تھے تا کہ امن برقرار رہے۔[۴۲]

لشکر کشی کا طریقہ کار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز لشکر کشی سب سے جدا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بڑے تحمل سے لشکر کشی کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنے لشکریوں کو ایک ضابطہ جنگ دیتے کہ فلاں کام کرنا اور فلاں کام سے باز رہنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے تھے۔ اور کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدموں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم چومتی تھی۔

باہمی تعاون

اگر فوج آپس میں باہمی تعاون کرنے کا جذبہ رکھتی ہے تو کامیابی اس کا ساتھ دیتی ہے۔ دولت مند حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ممکن حد تک اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرتے تھے تا کہ وہ بھی برابر کا سامان حرب حاصل کرلیں۔ اس کے علاوہ اگر میدان جنگ میں لشکری

---

[۴۲] کتاب الخراج ۱۲۱

Marfat.com

اپنے کمانڈر سے تعاون نہ کریں تو کامیابی دھری کی دھری رہ جاتی ہے جس طرح میدان اُحد میں ہوا تھا۔ تیراندازوں نے اپنے کمانڈر کی بات سے تعاون نہ کیا تو پوری اُمت مسلمہ فوراً تباہی کے دہانے پر آ لگی۔ مگر جونہی آپس میں تعاون کا سلسلہ جڑا کفار فوراً میدان سے بھاگ گئے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی مجاہدوں کے درمیان تعاون کو خصوصی مقام دیا۔

ضروریات زندگی کا بندوبست

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگی حکمت عملی میں ہر مجاہد کی ضروریات زندگی کا احترام کیا کہ کس مجاہد کو کس چیز کی کس وقت ضرورت ہے۔ اور اسکی ضرورت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرمایا اور اس کی اہلیت کے مطابق اس مجاہد کو ٹاسک دیا اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی سدا کامران رہی۔

دوران جنگ قوت فیصلہ

کسی بھی جنگی حکمت عملی کا سب سے اہم پہلو دوران لڑائی کمانڈر کی قوت فیصلہ پر منحصر ہے۔ اگر کمانڈر کا فیصلہ مبنی برحق ہو گا تو کامیابی ممکن ہو گی۔ میدان بدر میں انفرادی لڑائی میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مطلوبہ نتائج نہ ملتے کیونکہ مدمقابل بڑے بہادر اور جری تھے۔ خندق میں معاملہ کچھ اور ہوتا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے بروقت معیاری نہ ہوتے۔ حدیبیہ کا بروقت فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کا سب سے بڑا سنگ میل تھا۔ اس کے علاوہ جس طرح خیبر کی لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم عطا کر کے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا اسی طرح اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم دے کر کہا کہ یہ مجاہد بھی کامیاب ہو گا اور اللہ کے کرم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مکمل ہوا۔

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل تقلید ہونے کی ایک دو وجوہات درج

Marfat.com

ذیل ہیں۔تمام انسانوں کے لیے وہی شخص نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے جس میں یہ کمالات پائے جائیں۔

اوّل:۔ اسے زندگی کی ساری ضرورتیں اور مسائل درپیش ہوں اور وہ انہیں بحسن وخوبی حل کر سکے۔

دوم:۔ اس کے بنائے ہوئے اصول وضوابط ہر لحاظ سے کامیاب رہے ہوں تاکہ کوئی انسان اگر اس کے بنائے ہوئے اصولوں پر چلے تو منزل مقصود پر پہنچ جائے، مثلاً ایک شخص ایک ہی وقت میں باپ وخاوند، مدبر حربیات وسپہ سالار ہو۔ یہ واقعی ایک کمال ہے، لیکن ان سے زیادہ کمال یہ ہے کہ اس کی زندگی کے ان تمام پہلوؤں میں سے ہر ایک پہلو اپنی جگہ کامل ہو، ناقص نہ ہو۔ اب ہم انہی پہلوؤں میں سے ایک پہلو یعنی بحیثیت سپہ سالار کو زیر بحث لاتے ہیں۔

سپہ سالارِ کی خصوصیات

کسی بھی جرنیل کو ایک عظیم سپہ سالار ثابت کرنے کے لیے جو معیار دنیا والوں نے مقرر کر رکھے ہیں پہلے ان سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔

۱۔ برتر وکم تر فوجوں کو لڑانے کے ہنر سے واقفیت۔

۲۔ دشمن کی طاقت کا صحیح اندازہ لگانے کی صلاحیت۔

۳۔ مشکلات وخطرات وفاصلوں کا صحیح اندازہ کرنیکی صلاحیت۔

۴۔ شہرت اور ریاکاری سے اجتناب۔

۵۔ سپاہ سے اپنی اولاد کی طرح محبت۔

۶۔ نازک موقع پر اعلیٰ ترین معیار کے مظاہرے کی صلاحیت۔

۷۔ جوانوں کو راشن اور جنگی سامان کی فراہمی۔

Marfat.com

مستقل مزاجی اور کفایت شعاری

دور جدید کے ماہرین نے جنگ میں ایک سپہ سالار کے لیے جن اوصاف کا تذکرہ کیا ہے وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موجود تھے وہ اوصاف اس طرح ہیں:۔

۱۔ انسانیت کا علم اور اس سے دلچسپی یعنی انسان کی نفسیات و مزاج کی واقفیت رکھنا۔
۲۔ فتح کا عزم مصمم۔
۳۔ شجاعت و بہادری۔
۴۔ خود اعتمادی اور دوسروں میں اعتماد پیدا کرنے کی صلاحیت۔
۵۔ فراخ دلی۔
۶۔ انتظامی مہارت۔
۷۔ فوجی تربیت دینے کی قائدانہ صلاحیت۔
۸۔ ذہنی اور جسمانی تندرستی۔

سپہ سالار کی شخصیت

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ سپہ سالار کی شخصیت جنگ کا محور ہوتی ہے۔اس کی سمجھداری الجھے ہوئے معاملات سلجھاتی ہے اور آنے والے خطرات کا سد باب کرتی ہے اس کی ثابت قدمی بڑے بڑے طوفانوں کا رخ پھیر دیتی ہے۔اس کی بصارت سے سپاہ اپنی بصیرت منور کرتی ہے۔سپہ سالار کے خلوص کی وجہ سے سپاہی موت کو گلے لگا لیتا ہے۔اس کی نگاہ دشمن کے منصوبوں کو بھانپ لیتی ہیں۔جبکہ سالار کی ذرا سی غفلت میدان کا نقشہ بدل دیتی ہے۔ایک معمولی سی غلطی قوم کے صدیوں کے وقار کو خاک میں ملا دیتی ہے۔سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہر طرح کے اوصاف سے مزین ہے۔

Marfat.com

سپہ سالارِ عالم ﷺ کے تدبیراتی عوامل

قائد، کمانڈر، امیر اور سپہ سالار تقریباً ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ کوئی جماعت، لشکر، یونٹ، پلاٹون اپنے قائد کے بغیر کسی میدان میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتی جس طرح گھر میں ایک سربراہ ہوتا ہے اور گھر کے تمام افراد اُس کی سربراہی میں کام کرتے ہیں اور یہ گھر اس کی سربراہی میں کامیابی سے چل رہا ہوتا ہے اسی طرح میدان جنگ میں بھی سپہ سالار کی ضرورت ہوتی ہے۔ سالار کے بغیر کامیابی حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تدبیراتی عوامل مندرجہ ذیل تھے۔

فوجی تربیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے یوں ملت اسلامیہ ایک نئے دور میں داخل ہوئی اس وقت کفر کے ساتھ ٹکراؤ ہونا یقینی تھا۔ اسلئے صحابہ کرام کی مختصر سی جماعت کو تربیت کے کٹھن مراحل سے گزارا گیا جو زمانہ امن میں کسی بھی فوج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ نظم و ضبط، جسمانی صحت، اسلحہ کے استعمال پر قدرت، سپہ سالار پر اعتماد، نصب العین کی عظمت کا احساس یہ تمام اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ، سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور فیض نظر سے مجاہدین اسلام میں یہ صفات پیدا ہو چکی تھیں۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عسکری قیادت اور حُسن تدبر کا واضح ثبوت ہے۔

روحانی تربیت

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت مسلمہ کی روحانی تربیت اس طرح فرمائی کہ ان کی روح معطر ہوگئی۔ اور وہ دُنیا پر آخرت کو ترجیح دینے لگے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھی کہ وہ آگ پر بھی احد احد کہہ رہا تھا۔ اور جب کسی لشکر کے لوگوں

Marfat.com

کی روحانی تربیت اچھے انداز سے ہوگی تو وہ بلاشبہ اپنی ہر طرح کی ذاتی ضروریات سے بالا تر ہو کر اپنی روحانی آواز کی طرف دھیان دے گا۔

اخلاقی تربیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کی اخلاقی اور ذہنی اصلاح پر اپنی خاص توجہ مرکوز فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی کا ایک بلند معیار مقرر فرمایا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ایک پاکیزہ تصور اپنی امت کو دیا۔ فوجی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی پاکیزگی کا بھی خیال رکھا گیا۔ کسی سپہ سالار کی عظمت کا اندازہ اس کی سپاہ کی اخلاقی بلندی اور ذہنی تربیت سے کیا جاسکتا ہے اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا یہ پہلو انتہائی روشن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سپاہ کے سامنے ایک نصب العین رکھا ان میں یقین محکم پیدا کیا اور ان کے قلوب کو اپنے فیض نظر سے ایسی قوت عطا کی کہ وہ مقصدِ اعلیٰ کی طرف بڑھتے ہی گئے۔ طوفانوں سے ٹکرا گئے۔ موت کو سینے سے لگالیا اور کسی نے شکوہ تک نہ کیا۔ وہ مقصد کیا تھا، یہی تھا کہ خدا کی زمین کو فتنہ فساد سے پاک کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیقت سے بالکل واقف تھے کہ میدان جنگ میں اسلحہ کی طاقت سے زیادہ ایمان اور اخلاق کی طاقت کام آتی ہے۔ اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی اخلاقی تربیت ایسی عمدہ کی کہ آج تک کوئی ایسی تربیت نہ دے سکا۔ صحابہ کرام نے بھی ایسی قربانیاں پیش کیں جو کہ آج تک کوئی نہ کرسکا۔

فطری عوامل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطرت کے منکر نہیں تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فطرت پر اصل عمل کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے سے تمام صحابہ جان نثاری کے لیے حاضر ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہل عربیوں کی اس طرح تربیت کی۔ وہ راہزن تھے راہبر بن گئے۔ وہ ڈاکو تھے امانت دار بن

Marfat.com

گئے الغرض زندگی کے ہر شعبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے اسیر ہو گئے۔

قائدانہ صلاحیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود سب سے بڑے قائد ہیں جس کا بھی آپ سے واسطہ پڑا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کے لئے ایک محبوب ترین شخصیت بن گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سرایت کر گئیں جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار بھی اس عالم کے بڑے قائد بن کر سامنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں نے اپنے اخلاق سے لوگوں کے دل جیت لیے اور یہی ایک وجہ تھی کہ اسلام پوری دنیا کے لئے ایک آسان اور عام فہم دین بن کر سامنے آیا۔

دور حاضر کے جنگی قائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو جان کر انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں اور حیرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی بحیثیت فوجی قائد تعریف کرتے ہیں۔ جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار کا مقابلہ صرف ۳۱۳ بے سروسامان مجاہدوں سے کروایا۔ یہ ایک عظیم قائد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

من گھڑت باتوں کا انسداد

من گھڑت باتیں کسی بھی فوج کے مورال پر براہ راست اثر انداز ہوتیں ہیں۔ جس طرح غزوہ احد میں لوگوں نے یہ من گھڑت بات پھیلا دی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اس بات سے مسلمانوں کے مورال پر بڑا اثر پڑا اور تمام مسلمان دشمن کو چھوڑ کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں نڈھال ہو چلے جس سے دشمن نے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں پر یلغار کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی افواج کی اس طرح تربیت فرمائی کہ مسلمان مجاہد کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللہ کا شاکر رہے۔ یہ زندگی اور موت، کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی ایک آدمی کے مر جانے سے اسلام ختم نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر طرح کے سنگین سے سنگین حالات میں بھی دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرو! آزمائش اور

Marfat.com

پریشانی انسان کے ایمان کو پختہ کرتی ہے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تمھاری آزمائش تمھاری اولاد لے کر، تمھارے جان و مال لے کر اور تم پر کڑا وقت ڈال کر کریں گے۔ اس طرح کے ماحول میں صرف اللہ ہی کی طرف دیکھو۔ تمھاری جان و مال اور سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔

باہمی مشاورت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیا وہ ہے باہمی مشاورت یعنی کہ اگر کوئی اہم کام کرنا ہو تو کسی دوسرے ساتھی سے رائے لی جائے۔ ہو سکتا ہے اس کی رائے محکم ہو اور اس سے پورے دستے کو کامیابی مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ آپ کی راہنمائی فرماتے تھے مگر پھر بھی آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لے لیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کی لڑائی سے پہلے آپ نے اپنے کئی صحابہ سے مشورہ لیا۔ فوجی کارروائیوں میں مشاورت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اچھے مشیر کی رائے سے صورتحال کا پانسہ بدلا جا سکتا ہے۔

پہل کرنا

حربی لڑائی ہمیشہ اس کی جھولی میں گرتی ہے جو پہل کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل عرصہ کفار مکہ کے دکھ برداشت کیے مگر جب لڑائی کا حکم ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی کارروائی سرانجام دی اس میں پہل کی۔ جب فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں پہلے اسلام کی دعوت دی پھر دشمن کو مبارزت کا موقع دیا اور اللہ کے کرم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر میدان میں کامیابی ہوئی۔

فنی مہارت

آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نصیحتوں اور خطبات کی مدد سے فن حرب وضرب میں مسلمان سپاہیوں کو لیس کیا۔ اگر دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

پاس کونسی اکیڈمی تھی جس کے فارغ تحصیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ اکیڈمی اصحاب صفہ تھی وہاں پر مسلمانوں کو فنی تربیت دی جاتی تھی جہاں سے فارغ تحصیل جرنیل دین و دنیا میں چھا گئے۔ اور اپنی فنی مہارت کو قابل تقلید بنا گئے۔

نظم وضبط

نظم وضبط ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے بغیر کوئی لڑائی نہیں لڑی جا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اس طرح سمجھایا کہ میدان جنگ ہو یا امن احکامات کی تعمیل کی جائے اور نظم وضبط برقرار رکھا جائے میدان جنگ میں تھوڑی سی غلطی سے جنگ کا نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ ایک میدان جنگ میں کوئی سالار ہے اور دوسرے میدان جنگ میں وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے لڑائی لڑتا ہے۔ اس طرح کے نظم وضبط کی مثال صرف اسلام ہی میں ملتی ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا معجزہ تھا۔ وگرنہ آج کا کمانڈر تو اس طرح کی بات کو اپنی توہین کہہ کر بغاوت کر دے گا اور خون خرابے کا ایک لا متناہی سلسلہ کھڑا کر دے۔ اس طرح کا سخت نظم وضبط صرف اسلام ہی میں ممکن ہے۔

ذاتی کردار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کردار بڑا اعلیٰ وارفع تھا۔ آپ کے اس اعلیٰ کردار کی وجہ سے تو اسلام ہر سو پھیلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو اسلام کے لئے بلایا تو لوگوں سے کہا کہ اگر میں کہوں کہ اس صفاء پہاڑی کے پار دشمن کی ایک فوج حملہ کے لئے کھڑی ہے تو کیا تم اسے مان لوگے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا ہاں! کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اور زبان ایک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہتے ہیں وہ سچ ہوتا ہے۔ کردار کی سچائی وہ ہوتی ہے جس کی دوسر۔ شہادت دیں۔

Marfat.com

باہمی رابطہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے باہمی رابطہ ہر وقت رکھتے تھے۔ اسلام میں باہمی رابطے کا سب سے بہترین ذریعہ نماز ہے۔ اور مسجد اس رابطے کا بہترین مرکز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس فریضہ کی ادائیگی کا حکم دیا کہ اس فریضے کو ہر حال میں ادا کرو! اور یہی حکم اللہ کا ہے اور آپس میں رابطے کا ایک ذریعہ بھی۔

عدل وانصاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس خوبی نے سب سے زیادہ عظیم بنا دیا وہ تھا عدل و انصاف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے خادم آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں کہ مجھے بھی ایک خادم عطا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے معذوری ظاہر کی کہ میں ایسا نہیں کرسکتا ان پر اُمت مسلمہ کا حق ہے۔ اس کے علاوہ ایک جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کی صفیں درست فرما رہے تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے میرے پیٹ پر چھڑی ماری ہے جس سے مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ مجھے میرا بدلہ چاہیئے۔

آپ ذرا اندازہ فرمائیں کہ لڑائی کا لمحہ موجود ہے۔ مگر حق والے کو حق دیا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہے۔ آپ اپنا بدلہ لے لیں۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ چھڑی دی گئی جس سے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف آئی تھی۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری جلد ننگی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیض پہنی ہوئی ہے۔ اس لئے اپنی قمیض ہٹائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیض ہٹالی۔ یہاں معرفت اور محبت کی بات شروع ہو جاتی ہے وہ صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ جاتا ہے تاکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جسم کو چھولوں! لڑائی کی گھڑی ہے نہ جانے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوئے بغیر شہید

Marfat.com

ہو جاؤں اور دل کی حسرت دل میں رہے مگر مرے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تو انصاف کا تھا۔ایسا سب کچھ صرف اور صرف اسلام میں ہی ممکن ہے اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مبارکہ کی روشنی میں۔

وحدت کمانڈ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپاہ میں باہمی ہم آہنگی، اتحاد اور یگانگت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔وہ سارے کے سارے ایک ہی حکم میں بندھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں اتنا نظم وضبط تھا کوئی صحابی اپنی جگہ سے بلا اجازت ہلنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا سارے میدان جنگ پر نظر رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہیڈ کوارٹر ایک ایسی جگہ بناتے تھے جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کارروائی نظر آتی تھی۔اور اس طرح فوج کا ڈسپلن برقرار رہتا تھا

زمین کا استعمال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران لڑائی ہمیشہ اس زمین کا انتخاب کرتے تھے جو حربی لحاظ سے بے مثال ہوا کرتی تھے۔عام دیکھنے سے وہ جگہ کم تر تو ہوسکتی تھی مگر اس کے نتائج ہمیشہ اعلیٰ و اولیٰ رہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ہر میدان سے کامران ہو کر نکلی۔

رازداری

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حربی امور کو خفیہ رکھتے اور ساری کارروائی رازداری سے مکمل کرتے تاکہ دشمن متوقع کارروائی کا بروقت توڑ تیار نہ کرلے۔ایسا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب سالار اعلیٰ کا کردار اور انداز حرب نرالا اور مضبوط ہو۔

حرکت پذیری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افواج کو مناسب وقت پر مناسب حرکت کرواتے اور

Marfat.com

مناسب جگہ پر پہنچ کر مناسب عمل کرواتے جس کا نتیجہ ہمیشہ کامیابی کی شکل میں نکلتا۔ میدان جنگ میں ہمیشہ کامیابی ان لوگوں کا مقدر بنتی ہے جن کی قوت ارادی مضبوط اور ارادے پختہ ہوں اور کمانڈر اپنی فوجوں کو صحیح انداز میں مناسب تدبیراتی نوعیت کی زمین پر لا کر لڑانے کے فن کا ماہر ہو۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس طرح کی کامرانیوں سے بھری پڑی ہے۔

اندرونی استحکام

قرآن کریم کی تعلیمات نے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی نعمت عطا کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب تم میں دشمنی تھی پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی پھر اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ [۴۳]

یوں ذاتی عداوتیں دور ہوئیں باہمی اعتماد قائم ہوا۔ خاندانی جھگڑے مٹ گئے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُسْلِمُ اِخْوَۃُ الْمُسْلِمِ (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے) فرما کر تمام مسلمانوں کو ایک رشتہ میں جوڑ دیا۔ ایک اور اہم کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قدم رکھتے ہی سرانجام دیا وہ مدینہ کے یہود کے ساتھ تعلقات استوار کرنا تھے۔ دور اندیش سپہ سالار کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہود کے ساتھ ایک مشہور معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہتے ہیں۔ اس کی شرائط پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے وقت کو کس قدر پہلے سے بھانپ لیا تھا اور اندرونی دشمنوں کے ہاتھ پاؤں کس حسن تدبیر سے باندھ دئے تھے۔

---

[۴۳] قرآن مجید سورۃ آل عمران۔

Marfat.com

اسلام کے عظیم جرنیل صلی اللہ علیہ وسلم کا تدبر اور جنگی حکمتِ عملی

ہر دانش مند سپہ سالار اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ دشمن کو ایسے مقام پر مقابلے کے لیے مجبور کیا جائے جو اپنے لیے آسان اور دشمن کیلئے دشواریوں کا موجب ہو۔ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجی نقل و حرکت کے ذریعے ایسی تدابیر اختیار کیں جن سے دشمن کی تجارت اور اس کی قوت کو سخت نقصان پہنچا اور ہر غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی تدابیر اختیار کیں اور نئی نئی جنگی پالیسیاں بنا کر دشمن کو ناکام و نامراد واپس لٹا دیا۔ چند ایک تدابیر یہ ہیں۔

غزوہ بدر میں اپنی فوج کی صف بندی فرمائی۔ عرب میں تنظیم کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی رواج نہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی صف بندی کی تو کفار مکہ کو یہ بات عجیب لگی اور ان کے دلوں میں رعب طاری ہو گیا۔ دراصل اس صف بندی میں تین حکمتیں مضمر تھیں۔

۱۔ قطار کی صورت میں قلت تعداد کو چھپایا جا سکتا تھا۔

۲۔ قطار در قطار سے مقصود دشمن کو مرعوب کرنا تھا۔ تاکہ وہ اس بات کا تصور بھی نہ کر سکیں کہ پہلی قطار کے پیچھے کس قدر جری لوگ کھڑے ہیں۔

۳۔ قطار بندی سے تنظیم اور وحدت کا اظہار مقصود تھا۔

غزوہ اُحد میں اپنی سپاہ کے لیے مناسب جگہ کا انتخاب کیا جس کے عملی فوائد یہ تھے۔

۱۔ پہاڑی کو لشکر اسلام کی پشت پر رکھا جس کے نتیجے میں اس طرف سے حملے کا خطرہ نہ رہا۔

۲۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ اگر لشکر اسلام پسپا ہو تو پہاڑی کے نشیب و فراز میں مورچہ بند ہو کر طویل جنگ لڑ سکے۔

۳۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پچاس تیر اندازوں کو متعین فرما دیا تاکہ دشمن اس طرف

Marfat.com

سے حملہ آور نہ ہو سکے۔

۴۔ پہاڑی کے دامن میں بے شمار چھوٹے چھوٹے پتھر تھے جنہیں بوقتِ ضرورت بطورِ ہتھیار استعمال میں لایا جا سکتا تھا۔

غزوہ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تدابیر اختیار کیں۔ ایک تو یہ کہ مدینہ میں رہ کر جنگ کی جائے اور اسے طول دیا جائے کیونکہ جنگ جتنی طویل ہو گی حملہ آور قبائل میں باہم غلط فہمیاں پیدا ہونگی اور وہ واپس چلے جائیں گے۔ دوسری تدبیر یہ فرمائی کہ اتنی چوڑی اور گہری خندق کھودی کہ اسے کوئی گھڑ سوار عبور نہیں کر سکتا تھا۔ خندق کا کھودنا عربوں کے لیے ایک نئی بات تھی۔ غزوہ حنین کے موقع پر ایک نیا ہتھیار استعمال کیا جسے منجنیق کہتے ہیں اور جسے اس دور کی توپ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی سنگباری سے دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے۔

تجزیہ

مندرجہ بالا تحریر میں کئی جگہ جنگ کے اجزائے ترکیبی پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ہر جنگ کا انحصار بڑی حد تک سپہ سالار اور سپاہیوں کی صلاحیت اور اخلاقی حالت پر ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں اس حقیقت پر مہر تصدیق لگاتی ہیں کہ وسائل اور افواج کی کثرت کسی دور اندیش سپہ سالار اور کفن بدوش لشکر کے مقابلہ میں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص انداز میں مجاہدینِ اسلام کی ذہنی اخلاقی اور عملی تربیت کی تھی جس کی بدولت ان کی قدریں بدل گئیں۔

موت کی ہیبت ان کے دل سے زائل ہو چکی تھی اور مشکلات کا کوئی تصور ان کے نزدیک باقی نہیں تھا۔ انہیں اپنے سالار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی۔ انہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے عشق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جان دینا ان کے لیے باعثِ افتخار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو کے اشارے پر متاعِ حیات کو لٹا دینا باعثِ نجات تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی نے صبر آزما حالات میں بھی سکندرِ اعظم کے

Marfat.com

سپاہیوں کے برعکس آگے بڑھنے سے انکار نہیں کیا اس نے حضرت موسیٰؑ کے سپاہیوں کی طرح اپنے سالار سے یہ نہیں کہا کہ دشمن قوی ہے تم اپنے خدا کے ساتھ جاؤ اور اس کا مقابلہ کرو بلکہ وہ اپنے سالار صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانہ وار لپٹا رہا اور ہر نوبت پر با آوازِ بلند کہتا رہا:۔

"یارسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جواب نہ دیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ تم اپنے خدا کے ساتھ جاؤ اور لڑو۔ بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے۔ غرض ہر طرف سے جمع ہو کر اور قدم بقدم ہو کر لڑیں گے اور اپنی جانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کریں گے۔"[۴۴]

اور یہی جوشِ عقیدت تھا کہ غزوۂ اُحد کی ہلاکت خیزیوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کی کوشش میں کٹ گیا اور جب تیروں کی بارش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھا کر لشکر کفار کو دیکھنا چاہا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاں نثاری نے سے کہا:۔

"یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر نہ اُٹھایئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے۔ جب تک ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے سپر بنا ہوا ہے کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو چھو نہیں سکے گا"۔

غزوات کی تاریخ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا پرستی کا ایک نہایت روشن باب ہے جو عساکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنی شجاعت و پامردی سے آنے والی نسلوں کو زندگی بخشی ہے اور سرفروشی کی ایک نہ مٹنے والی نظیر

---

[۴۴] بخاری۔

Marfat.com

ابد تک قائم کر دی۔

تخلیقی جہاد کی ضرورت

آج پھر انسان کی عظمت اور اس کے خون کی حرمت پر حملے ہو رہے ہیں۔ کشمیر کی گردن میں غلامی کا طوق ڈالا جا چکا ہے مسلمانوں کو فلسطین سے بے دخل کیا جا چکا ہے انسانیت دم توڑ چکی ہے۔ اولادِ آدم کی روحانی اور اخلاقی قدریں مجروح ہو چکی ہیں۔ دنیا صیہونی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکی ہے۔ وقت کی آواز ایک نئی قسم کے جہاد کا اعلان کر رہی ہے۔ اخلاصِ فکر و عمل کے ساتھ دعوتِ حق کا میدان کھلا ہے۔ قدرت پرستارانِ حق کی طرف بے چینی سے دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ دنیا، کفر اور باطل کی آگ میں جل رہی ہے اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا دعوتِ حق کا کام اب افرادِ اُمت ہی کو کرنا ہے۔

***

Marfat.com

حصہ سوم

انٹیلی جنس سسٹم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ جنگ ہو یا امن کسی بھی ملک کے لئے اس کے دشمن ممالک میں ہونے والی عسکری تیاریوں سے باخبر رہنا اشد ضروری ہوتا ہے۔ دشمن کے بارے میں جب یہ پتہ چل جائے کہ اس کے اقتصادی حالات کس طرح کے ہیں۔ اس کی معاش کے ذرائع کون سے ہیں اس کی دفاعی صلاحیت کس طرح کی ہے۔ اس کے پاس کس قسم کا جنگی ساز و سامان ہے۔ اس کی عوام اور حکومت میں کس طرح کا اعتماد موجود ہے۔ اس کے پڑوسی ممالک سے کس طرح کے تعلقات ہیں اور آڑے وقت میں اس کے قریبی ممالک کس حد تک اس کی مدد کریں گے۔ ان کے عوام وطن کے لئے کیا کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

دنیا میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جہاں عوام کے اندر جذبۂ حب الوطنی ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔ جہاں ذاتی مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دینے کی زندہ و تابندہ مثالیں روشن ہوں ایسی اقوام ترقی کی منازل طے کرتیں ہیں اور جن کا خواب دنیا میں اسم الٰہی کی سربلندی ہوتا ہے۔ ابتداء میں یہی حالت اُمت مسلمہ کی تھی۔ اس کے جیالوں کا مقصد حیات قومی تھا یعنی اسلامی تھا۔ ان کا نعرہ تھا اسلام کی راہ میں اگر کام آ گئے تو شہید اگر بچ نکلے تو غازی:۔

ادھر بھی ہیں عبادتیں، ادھر بھی ہیں عبادتیں

قرآن فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو! ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور

Marfat.com

نہیں ہوتا'' ۴۵

ضرب وحرب میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اسے عرف عام میں جاسوسی کہتے ہیں یہ کام دشمن ملک کے علاقے میں جا کر ہوتا ہے اس کی تیاری اپنے ملک میں ہوتی ہے اس کے نتائج بڑے بھیانک اور کبھی بڑے سودمند ہوتے ہیں۔ وہ آدمی جو کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ کسی کو ایک تھپڑ بھی مارنے کی جرات سے محروم ہو مگر اس کی فراہم کردہ معلومات پورے معاشرے بلکہ ملک کی موت کا سبب بن جاتیں ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ جو جاسوس ایک بار پکڑا جاتا ہے وہ دوران تفتیش ہی اپنی جان گنوا دیتا ہے۔ اوراس کی لاش کو عموماً کسی خفیہ کھڈ یا پھر کسی کونے کھدرے میں دبا دیا جاتا ہے، یا پھر رات کو چوری چھپے کسی قبرستان کے ایک گوشے میں دبا دی جاتی ہے۔

جاسوس کے انجام کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ وہ گھر والوں کی خوشی میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس کے لواحقین کو اس کی موت زندگی کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی ۔ یہ وہ راز ہے جس کا ہر جاسوس کو پتہ ہوتا ہے مگر جذبہ حب الوطنی اس آدمی سے سب کچھ کروا دیتا ہے۔ اور وہ آدمی اپنے بچوں اپنی محبوبہ، اپنے دوست احباب، اپنے والدین اور اپنی دنیا سے دور ہو کر اپنے وطن کی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر اس پُر خطر سفر کو اختیار کرتا ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعبے یعنی فوجی حکمت عملی کی نمایاں مثالیں قائم کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پکڑے ہوئے جاسوس پر تشدد کرنے کی بجائے اس کو اسلام کا امن وسلامتی والا پیغام دیا، وہ قیدی اسلام کے پیغام کی نعمت پا کر کہہ اٹھتا۔

لا الہ اللہ محمد رسول اللہ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہیں۔

---

۴۵ قرآن مجید سورۃ البقرہ۔۱۵۴۔

Marfat.com

جو آدمی بھی اس کلمے کا داعی ہو جاتا ہے ساری دنیا کی سلامتی اس کا مشن بن جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں آپ لوگوں کے سر پہ دست شفقت ہی رکھ سکتے ہیں انہیں سزا دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں شامل نہیں۔

اس طرح جنگی فنون کے بارے میں قرآن مجید کا یہ حکم ہے:۔

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا○"

ترجمہ:۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہو، پھر جیسا موقع ہو الگ الگ ٹولیوں کی صورت میں نکلو یا اکٹھے ہو کر ایک گروہ کی شکل میں نکلو![۴۶]

جاسوسی

جاسوسی سے مراد وہ تدابیر ہیں جن کو بروئے کار لا کر دشمن کی تدبیراتی نوعیت کی خفیہ معلومات حاصل کرنا، مثلاً دشمن کی فوجوں کی تعداد، سامان جنگ، دشمن کی سپاہ کی نقل وحرکت دشمن کے متوقع منصوبے، دشمن کے موجودہ یا مستقبل کے عزائم اور دشمن کے ٹروپس کی ڈپلائمنٹ کے بارے میں پتہ لگانا۔ ان معلومات کو بنیاد بنا کر اپنی فوج یہ فیصلے کرتی ہے کہ اس نے کس وقت، کب، کیسے، کہاں اور کس سطح کی کارروائی کی منصوبہ بندی کرنا ہے۔

اس کارروائی میں شامل ہونے والی سپاہ کی نفری کا دارومدار مندرجہ ذیل امور پر ہوتا ہے:۔

۱۔ کام کی نوعیت۔

۲۔ ٹارگٹ تک فاصلہ۔

۳۔ راستوں کی نوعیت۔

۴۔ ٹارگٹ پر متعین دشمن کی متوقع نفری۔

---

۴۶ قرآن مجید۔ سورۃ النساء ۷۱۔

Marfat.com

۵۔مہیا شدہ وقت۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھنے کے علاوہ جاسوسی یونٹوں کو یہ حکم سختی سے دیا جاتا ہے کہ وہ ہر حال میں دشمن کی مڈبھیڑ سے باز رہیں۔اگر دشمن کی متوقع آمد ہو تو فوراً چھپ جائیں۔ان کا کام صرف معلومات حاصل کرنا ہوتا ہے۔اور ان کو ہمیشہ ان علاقوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں دشمن کی نقل و حرکت ہوتی ہے۔تاہم اگر کوئی پلاٹون اس لئے بھیجی گئی ہو کہ اس کا کام دشمن کو ہراساں کرنا ہو تو وہ دشمن سے ٹکرا سکتی ہے۔

جاسوسی یونٹوں کی اقسام

انٹیلی جنس یونٹس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں

۱۔موبائل انٹیلی جنس یونٹ۔

۲۔انٹیلی جنس یونٹ۔

۳۔حفاظتی انٹیلی جنس یونٹ۔

۴۔انٹیلی جنس پوسٹ۔

اب ہم ان یونٹوں کی ڈیوٹیوں سے متعلق دیکھیں گے۔

موبائل انٹیلی جنس یونٹ

اس ٹولی کا کام چل پھر کر اپنا مشن مکمل کرنا ہوتا ہے۔اس یونٹ کو عموماً دشمن کی حساس نوعیت کی تنصیبات سے متعلق معلومات حاصل کرنا، ان پر موجود دفاعی امور کا جائزہ لینا، دشمن کے نازک حصے کی نشان دہی کرنا، حملہ کے لئے راہیں تلاش کرنا، دشمن کی مصنوعی رکاوٹوں کو تلاش کرنا، دشمن کی حفاظتی یونٹوں کے کام میں رکاوٹ ڈالنا، دشمن پر نفسیاتی دباؤ ڈالنا اور دشمن کو یہ باور کرانا کہ انکی مدمقابل افواج زیادہ مضبوط اور فعال ہیں۔

وہ تمام فوجی دستے، (Units) جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۰ سے ۱۵۰ مجاہدین کے درمیان روانہ فرمائے ان کو اس گروہ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ اس پارٹی کو جلدی حرکت کرنا ہوتا ہے اس لئے اس کی تعداد اور سامان ہلکا پھلکا ہوتا ہے تا کہ حرکت

Marfat.com

میں رکاوٹ نہ ہو۔ اس کے علاوہ اگر دشمن سے لڑائی ہو بھی جائے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مناسب سپاہ بھی موجود ہو۔ سرور کون مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح کی سارے یونٹس کامیابی سے اپنا مشن سرانجام دے کر واپس آئیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی کئی یونٹس دشمن کے علاقے میں اس لئے ارسال فرمائیں کہ دشمن کے علاقے میں جا کر اسلام کی قوت کا اظہار اور ان کی معاندانہ کارروائیوں کو روکنا تھا۔

لڑاکا انٹیلی جنس یونٹ

اس یونٹ کی نفری نسبتاً موبائل یونٹ سے زیادہ ہوتی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سرایا بھیجے اور ان کی نفری ۱۵۰ مجاہدین اسلام سے زیادہ تھی وہ اس زمرے میں آتے ہیں۔ اس یونٹ کا مقصد دشمن کی اطلاعات حاصل کرنا بوقت ضرورت لڑائی بھی لڑی جا سکتی ہے۔ اس یونٹ کا مشن لڑائی کرنا تو نہیں البتہ اگر کہیں موقع آ کھڑا ہو تو لڑائی سے گریز بھی نہیں کیا جاتا۔ اس کو ہمیشہ ان علاقوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں دشمن کی آمد کا قوی امکان ہو یا وہ دشمن کی راہ گزر ہو یا وہاں سے دشمن کی کوئی بڑی کارروائی متوقع ہو۔ پل، درہ، گھاٹی اور دریاؤں ندی نالوں کی گزرگاہ وغیرہ اس کے اہم ٹارگٹ ہوتے ہیں۔

اس یونٹ کو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل مشن سونپے تھے:۔

۱۔ دشمن کے کسی جارحانہ قدم سے پہلے ان کی معیشت پر اثر انداز ہونے والے اقدام اُٹھانا۔ کفار مکہ کے تجارتی کاروانوں کو ہراساں کرنا اور ان کو یہ باور کرانا کہ تمھاری معیشت وتجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے وہ جب جی چاہے تمھاری تجارت کو روک سکتے ہیں۔ اور ضرورت کے وقت ان سے لڑائی بھی کرنا۔

۲۔ چونکہ مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے وہ اردگرد کے ماحول سے واقف نہ تھے، اور اردگرد کے ماحول سے وقفیت حاصل کرنا لازمی تھا۔ اس گروہ کو یہ بھی ٹاسک دیا گیا تھا وہ مدینہ منورہ کے اردگرد کے جغرافیائی حالات کا مطالعہ کرنا تھا

Marfat.com

۔اس کے علاوہ چھپے ہوئے راستوں کا کھوج بھی لگانا تھا۔

۳۔ اس سے پہلے کہ دشمن سے بڑی لڑائی ہو اس کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے چھوٹے چھوٹے معرکے لڑنا تاکہ دشمن کی طاقت کمزور ہو اور وہ مسلمانوں سے لڑائی تاخیر سے کرے۔

۴۔ دشمن کے سر پر خطرہ بن کر منڈلانا تاکہ وہ اپنی زیادہ تر توجہ اس طرح کی چھوٹی کارروائیوں پر مبذول رکھے، اور اس طرح کی کارروائیوں کا مطلب یہ بھی ہے کہ کفار اسلام کی طاقت سے مرعوب رہیں۔اور کوئی بڑی کارروائی سے رکیں رہیں۔

۵۔ اس گروہ کا ایک اہم کام یہ بھی تھا کہ وہ تمام گروہ جنہوں نے دشمن کے ساتھ معاہدے کئے ہوئے ہیں ان سے خود معاہدے کرنا اوران گمراہوں کو سزا دینا جو اسلام سے منکر ہوئے۔

۶۔ دشمن کو اپنے علاقے میں آکر کارروائی کرنے سے روکنا۔اس کے علاوہ حلیف قبائل کو احساس حفاظت مہیا کرنا کہ ان کی حلیف سلطنت مضبوط ہے اور وہ ہی تمھاری حفاظت کرسکتی ہے۔

سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی کارروائیوں پر زیادہ دھیان دیا ان کارروائیوں سے کفار مکہ ہراساں ہوئے اوران کی معیشت کا دائرہ محدود ہو کر رہ گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار مکہ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی مشرکین کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں، ہمارے بزرگوں کے دین کو جھٹلاتے ہیں۔اسی لئے وہ اسلام کے مخالف ہوئے۔

حفاظتی انٹیلی جنس یونٹ

ایسے فوجی جن کی تعداد ۲۰ سے ۱۰۰ مجاہدین اسلام کے درمیان تھی۔ان کو اس ضمن میں شامل کیا جاسکتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام یونٹس جو کسی قافلے یا کسی اہم مشن

Marfat.com

کی حفاظت کے لئے روانہ فرمائیں۔ان کا کام اپنے قافلہ وغیرہ کو حفاظت مہیا کرنا ہوتا ہے یہ دشمن سے لڑے بغیر اطلاعات حاصل کرتی ہے۔

سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی چراگاہوں اور اپنے حلیف قبائل کی مدد کے لئے جو کارواں ارسال فرمائے ان کا کام دشمن کی جارحیت سے حلیف گروہوں کو محفوظ رکھنا ہوتا تھا۔

انٹیلی جنس پوسٹ:

یہ یونٹ صرف چند افراد پر مشتمل ہوتی ہے اس کا کام دشمن کے علاقے میں گھس کر دشمن کی معلومات حاصل کرنا ہوتا ہے۔اس یونٹ کو اس کام کی خاطر ایک خاص قسم کا COVER اختیار کرنا پڑتا ہے۔یہ یونٹ ایک آدمی سے لیکر چند آدمیوں تک ہوتی ہے اس کا کام دشمن کے علاقے میں جا کر مطلوبہ معلومات حاصل کر کے واپس لوٹنا ہوتا ہے اس کا کام دشمن کی صفوں میں گھس کر پروپیگنڈا کرنا دشمن کی پالیسیوں پر تنقید کرنا اور ان کی سپاہ میں اضطراب پیدا کرنا ہوتا ہے۔اس کا اہم مشن لڑے بغیر دشمن کو تباہ کرنا ہوتا ہے۔

اس یونٹ کا سب سے اہم کام یہ ہوتا ہے کہ وہ دشمن کی زیادہ سے زیادہ اطلاعات حاصل کریں اور دشمن سے ہرگز نہ لڑیں بلکہ ان کو یہ باور کرائیں کہ وہ تو ان کے حلیف ہیں اس یونٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ دشمن کی فوجی قوت کا پتہ لگانا اور اس کے حلیف گروہوں کا بھی کھوج لگانا۔

۲۔ دشمن کی افواج کا مطالعہ کرنا۔اس کی موبلائیزیشن کا پتہ چلانا اور اس کے مستقبل قریب اور بعید کے مشن کا کھوج لگانا۔

۳۔ عسکری اہمیت کے علاقہ جات کی تدبیراتی نوعیت کا پتہ لگانا اور اپنی فوج کو ہر تبدیلی سے آگاہ کرنا۔

۴۔ اردگرد کی آبادیوں کا معائنہ کرنا اور ان میں ان کی اپنی فوج کے خلاف عنصر داخل کرنا۔مقامی آبادی کے لوگوں کے جذباتی لگاؤ کو محسوس کرنا۔

Marfat.com

۵۔ قریبی دوستوں سے کمک کے حصول کے ذریعے اور راستوں کا پتہ لگانا اور ان راستوں میں دراڑ ڈالنا۔

۶۔ عرب میں چونکہ پانی کی قلت تھی اس لئے ذرائع آب کا کھوج لگانا۔ اس کی رسائی کے راستوں سے متعلق انفارمیشن حاصل کرنا۔ اور اس جگہ کے اردگرد ماحول کا جائزہ لینا۔

۷۔ دشمن کے سپلائی پوائنٹ کا کھوج لگانا اور رسد کی ترسیل کے ذرائع بھی دیکھنا تاکہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال کیا جا سکے۔

اس یونٹ کی جاسوسی نظام میں بڑی اہمیت ہے اس کے ذریعے دشمن کے منصوبوں سے متعلق اطلاعات حاصل ہو جاتیں ہیں نہ صرف اطلاعات بلکہ دشمن کی تیاری، دشمن کے عزائم، دشمن کے حملہ کرنے کی صلاحیت اور دشمن کی قوت کا اصل اندازہ ہو جاتا ہے بلکہ یہ فیصلہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ دشمن کب حملے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اس کی خاص کمزوری کیا ہے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار اپنے چچا مکرم کے ہمراہ سفر تجارت کے لئے شام اور دوسرے علاقوں میں گئے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام گئے تھے اور یہ روٹ مکہ کے لئے تجارتی نقطہ نظر سے بہت ہی اہم تھا اگر اس کو کاٹ دیا جاتا تو دشمن اپنی موت خود ہی مر جاتا۔ مگر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں صرف ڈرانے دھمکانے پر اکتفاء کیا تاکہ وہ اسلام لے آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں اور دوسرے اردگرد رہنے والوں کی مدد سے اپنا مواصلاتی نظام بہت مضبوط بنا لیا تھا اور اس نظام کی وجہ سے آپ دشمن کے علاقے میں ہونے والے ہر واقعے سے باخبر تھے۔ حضرت جرائیل امین ؑ بھی آپ کو اطلاعات دیا کرتے تھے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جانوروں اور چیزوں کی رمض بھی سمجھتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنان اسلام کی کارروائیوں سے بخوبی واقف تھے۔ اسی خوبی کی وجہ سے اللہ کے کرم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے کئی گنا بڑی فوج کو شکست فاش دی۔ اس کا ذکر قرآن حکیم نے اس طرح فرمایا:۔

Marfat.com

"قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ لا كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥"

کئی بار ایسا ہوا کہ ایک چھوٹی سی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گئی۔ [۴۷] اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسلام اور انٹیلی جنس

اسلام میں جاسوسی کے شعبے نے ہجرت مدینہ کے بعد سے اپنے قدم اسلامی ریاست میں رکھے۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی اطلاعات حاصل کرنے کے واسطے سے انٹیلی جنس یونٹ روانہ کیں۔ اس کے علاوہ کفار کے جاسوس بھی اسلامی ریاست میں موجود تھے۔ ان میں سے اکثر یہودی تھے۔ یہودی عموماً اس طرح کا کام عورتوں سے کرواتے تھے۔

علم کے بارے میں اسلام کا تصور یہ ہے کہ یہ انسان کا گمشدہ مال ہے۔ یہ جہاں اور جس وقت جس حالت میں ملے اس کو حاصل کرلے۔ فن جاسوسی بھی ایک علم ہے اس کام کو بغیر کسی اعلیٰ سوچ سمجھ کے انجام دینا بہت مشکل ہے۔

دور جہالت میں اس طرح کا کام عورتیں کیا کرتیں تھیں۔ یہودی سردار اپنی خوبصورت عورتیں دشمن سردار کے گاؤں میں بھیجا کرتے تھے تاکہ ان کے احوال سے متعلق معلومات حاصل کی جاسکیں۔ کیونکہ عورت انسان کے نزدیک ہو جاتی ہے اور آدمی اس پر اعتماد بھی کر لیتا ہے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد فوراً انٹیلی جنس کے شعبے کو منظم کیا۔ اس نیٹ ورک میں کچھ لوگ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق اپنے فرائض

[۴۷] قرآن مجید سورۃ البقرہ ۲۴۹۔

Marfat.com

انجام دیتے رہے۔

فتح مکہ سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ مسلمانوں کی تیاری کی کفار مکہ کو بالکل خبر نہ دی جائے مگر ایک بدری مسلمان حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ قرابت داری مکہ میں تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رشتہ داروں کی فکر ہوئی کہ کہیں حملہ میں ان کو نقصان نہ ہو اس لئے اس نے ایک خط لکھا اور اپنی ایک کنیز کو دیا کہ وہ خط سردار مکہ کے حوالے کر دے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ نادان سی حرکت تھی اگر یہ خط سرداراں مکہ کو مل جاتا تو وہ مقابلہ کی تیاری کر لیتے اور زیادہ خون خرابہ ہوتا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط کی اطلاع بذریعہ وحی مل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کچھ آدمی حضرت علی شیر خداؓ کو دیئے اور کہا کہ روضہ خاخ تک جا پہنچو! اور ادھر رک کر ایک جاسوسہ کا انتظار کرو وہ جاسوسہ ایک خط لے کر جا رہی ہے اس سے وہ خط لے کر میرے پاس لے آؤ۔ دو تین دن کے بعد ایک عورت ادھر سے گذری وہ روضہ خاخ رکی اور آگے چل دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اس پر شک ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی جامہ تلاشی مگر اس سے خط نہ ملا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑنے کا ارادہ چاہا مگر پھر اس عورت سے کہا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے وہ خط نکال دو ورنہ یہ تلوار تمھارا کام کر دے گی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے بالوں سے نکال کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ وہ خط لے کر سردار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے جب اس عورت سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو تو اس نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ مجھے انہوں نے بھیجا تھا۔ تمام صحابہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی اس حرکت سے خفا ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اجازت ہو تو اس کا سر قلم کر دوں! چونکہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سچے

Marfat.com

مسلمان تھے انہوں نے اپنا مدعا بیان فرمایا اور معذرت کی تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا۔

آئیں اب ہم سنگین جرائم کو بھی معاف فرما دینے والے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انٹیلی جنس نظام کی ترویج سے متعلق مطالعہ کرتے ہیں۔ یہی نظام آج کے ترقی یافتہ دور میں جدید شکل اور جہت میں موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت اسلام میں انٹیلی جنس نظام کے بانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں کامیاب جرنیل کی اعلیٰ خصوصیات کامل طور پر پائی جاتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہی جرنیل کامیاب جرنیل ہوتا ہے جو اپنے دشمن سے اچھی طرح باخبر ہو اور یہ بات ایک مربوط نظام کی بدولت ہی ممکن ہو سکتی ہے اور وہ ہے انٹیلی جنس نظام۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فہم و فراست کے خزانے عطا فرمائے۔ اور یہ اصول حقیقت پر مبنی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عقل و خرد اور بصارت رکھنے والی ہستیاں انبیاء کرام ہوا کرتی ہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور امام ہونے کے ساتھ ساتھ ہر طرح سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں جتنی خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ کسی اور میں نہیں پائی جاتیں اور جو شجاعت و بہادری کے وصف آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے وہ کسی اور میں کہاں مل سکتے ہیں۔ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور گھمسان کی جنگ شروع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت و حوصلہ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر بھی استقامت و حوصلہ پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان جنگ کی تیاری ایک عرصہ پہلے سے ہی شروع فرما دیتے تھے۔ یعنی کہ دشمن کی تیاری کا توڑ آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم ہر وقت رکھتے اور میدان جنگ دشمن کی تیاری کو مدنظر رکھ کر سجاتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دشمن سے باخبر اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ اُحد کی جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمعقب سے حملہ کرنے کے خطرے کے پیش نظر تیرانداز دستے کو درے پر متعین فرمایا تھا۔ اگر وہ تیرانداز دستہ ادھر ڈٹا رہتا تو مجاہدین اسلام میدان جنگ میں قدم جمائے رکھتے۔ مگر اس دستے نے حکم عدولی کی۔ یہ ایسا حادثہ تھا جس سے بہادر ترین جرنیل کے پاؤں اکھڑ سکتے تھے۔ مگر اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ نے کسی خطرے کی پرواہ نہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت نے مسلمانوں کو کفار پر غالب آنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

جہاد میں انٹیلی جنس سسٹم کی اہمیت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دشمن کی خبر میرے پاس کون لائے گا؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا 'میں حضور' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا 'میں حضور' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ [۴۸]

حواری کے معنی خصوصی معاون ومددگار کے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامیاب ترین کمانڈر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں میں ایک نام الملاحم بھی ہے جس کا معنی ہے جنگوں والے نبی۔ خود حضور

---

۴۸ صحیح البخاری۔ ص ۳۹۹ ج۔۱۔

Marfat.com

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا نَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَ نَبِیُّ التَّوْبَةِ وَاَنَا الْمُقَفِّیْ وَاَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِیُّ الْمَلَاحِمِ. [۴۹]

ترجمہ:۔ میرا نام محمد ہے اور احمد ہے اور نبی الرحمۃ ہے اور نبی التوبہ ہے اور میں مقفی (آخری نبی) ہوں اور حاشر ہوں اور نبی ملاحم ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی فرماتے ہیں کہ ملاحم ملحمہ کی جمع ہے۔ ملحمہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں بہت کثرت سے قتل وقتال ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی وجہ ظاہر ہے کہ جہاد جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہوا۔ اتنا کسی نبی کی امت میں نہیں ہوا۔ نیز اس امت میں جہاد ہمیشہ رہے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے کہ میری امت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا حتی کہ اخیر حصہ امت دجال سے قتال کرے گا۔ [۵۰]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنگی امور وفنون کی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی تدابیر اور حکمتوں کو دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے تھے کہ "الحرب خدعہ" جنگ تو تدبیر اور حیلے کا نام ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگی امور میں صراحت کی بجائے ذومعنی لفظ استعمال فرماتے تھے تاکہ جنگ کا معاملہ خفیہ رہے۔ خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگی تیاری اور ارادے کو انتہائی مخفی رکھا اور تمام حالت پر کڑی نظر رکھی۔ جب ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تھوڑی سی چوک ہوئی اور انہوں نے مشرکین مکہ کو خبر کرنے کی کوشش کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کوشش کو ناکام فرمادیا اور اتنی بڑی تیاری کو اتنا خفیہ رکھا کہ مشرکین کو اس وقت خبر ہوئی جب آپ

[۴۹] شمائل ترمذی ص ۲۵۔ [۵۰] خصائل نبوی ص ۲۷۷۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جراران کے سروں پر پہنچ گیا اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مکہ مکرمہ بغیر خون خرابے کے فتح ہوا۔ سوائے ایک آدھ مقام پر تھوڑی سی مزاحمت کے۔ یہ ایک بڑی جنگی حکمت عملی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اللہ کے دشمنوں سے برسر پیکار رہتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی ایک ایک چال پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ دشمن ہر وقت تاک میں لگا ہوا ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کی بدولت اور اپنے دشمن پر کڑی نظر رکھنے کی بدولت اسلام کے خلاف ہونے والی کئی بڑی شازشوں کو پنپنے سے قبل ختم کر دیا گیا۔ ان شازشوں میں خالد بن سفیان ھذلی، کعب بن اشرف اور مسجد ضرار کی شازشیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

خالد بن سفیان ھذلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک لشکر تیار کر رہا تھا۔ کعب بن اشرف کفار مکہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن وار کی تدبیر بنا رہا تھا۔ مسجد ضرار یہودیوں اور منافقوں کی بڑی شازش تھی جس کو پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔

انہی جنگی چالوں میں ایک اہم چال دشمن کے لشکر کی خبر گیری ہے جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیار ہو گئے۔ جس پر انہیں بارگاہ رسالت سے حواری کا لقب عظیم ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگی امور میں اس قدر دلچسپی لینا اور اس قدر توجہ فرمانا اللہ رب العزت کے احکام کی بدولت تھا۔ آج بھی مسلمانوں کے لئے موقع ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالی کے ان احکامات کو زندہ کر کے اپنے دشمن کو زیر کر سکتے ہیں اور اسلامی عظمت کا دور واپس لوٹ سکتا ہے۔ اب ہم جنگی تدابیر کے ماہر سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خفیہ معلومات حاصل کرنے سے متعلق کارروائوں کا جائزہ لیں گے۔

Marfat.com

انٹیلی جنس سسٹم اور نبی کریم ﷺ کی حکمتِ عملی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی زندگی میں دشمنان اسلام کے خلاف جو جارحانہ کارروائیاں فرمائیں ان کا مقصد اسلامی سلطنت کی سرحدوں کی وسعت نہ تھا بلکہ دین اسلام کی تبلیغ تھا۔ ان جنگی کارروائیوں کا حال پیش خدمت ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑی جانے والی جنگیں

نمبر شمار	سن ہجری جس میں لڑائی لڑی گئی	غزوات کی تعداد	سرایا کی تعداد	نتائج
۱۔	۱ھ	--	۳ سرایا	مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے۔
۲۔	۲ھ	۸ غزوات	۴ سرایا	کفر کے ایوانوں میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی
۳۔	۳ھ	۴ غزوات	۲ سرایا	مسلمان اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔
۴۔	۴ھ	۳ غزوات	۳ سرایا	اسلامی کی تبلیغ کا کام رواں ہوا
۵۔	۵ھ	۴ غزوات	۱ سرایا	اسلام کا تفویض کردہ مشن جاری رہا۔
۶۔	۶ھ	۳ غزوات	۱۱ سرایا	اہل کفر پر غلبہ حاصل ہوا
۷۔	۷ھ	۲ غزوات	۱۱ سرایا	اللہ نے اہل اسلام سے لشکروں پر فتح یابی کا مژدہ سنایا

Marfat.com

۸۔	۸ھ	۳غزوات	۱۰سرایا	اسلام اپنی تکمیل کی طرف گامزن ہوا
۹۔	۹ھ	۱غزوہ	۶سرایا	اہل روم پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔
۱۰۔	۱۰ھ	--	۲سرایا	نجران اور یمن کی طرف اسلام کے قدم اُٹھے۔
۱۱۔	۱۱ھ	--	۱سریہ	اہل روم سے دوسری اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی فیصلہ کن لڑائی
۱۲۔	کل تعداد☆	۲۸	۵۴سرایا	

غزوات

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمالی خاکہ

نمبر شمار	نام غزوہ	سن وقوع	تعداد مجاہدین	مد مقابل گروہ
۱۔	غزوہ ابواء	۲ھ	۶۰ مہاجرین	قافلہ قریش اور بنو حمزہ
۲۔	غزوہ بواط	۲ھ	۲۰۰ مہاجرین	قافلہ قریش
۳۔	غزوہ عشیرہ	۲ھ	۲۰۰ مہاجرین	قافلہ قریش
۴۔	غزوہ بدر اولیٰ	۲ھ	۲۰۰ مہاجرین	کرز بن جابر الفہر ی
۵۔	غزوہ بدر کبریٰ	۲ھ	۳۱۳	قافلہ قریش اور قبائل عرب
۶۔	غزوہ قرقرہ الکدر، سلیم	۲ھ	۔	قبائل سلیم اور غطفان

Marfat.com

۷۔	غزوہ بنوقینقاع	۲ھ	۔	بنوقینقاع
۸۔	غزوہ سویق	۲ھ	۲۰۰	ابوسفیان
۹۔	غزوہ غطفان	۳ھ	۴۵۰	قبیلہ غطفان
۱۰۔	غزوہ نجران	۳ھ	۳۰۰	قبیلہ بنوسلیم
۱۱۔	غزوہ اُحد	۳ھ	۷۰۰	مشرکین مکہ
۱۲۔	غزوہ حمراء الاسد	۳ھ	۔	مشرکین مکہ
۱۳۔	غزوہ بنی نضیر	۴ھ	۔	یہودی بنی نضیر
۱۴۔	غزوہ بدر موعد	۴ھ	۱۵۰۰	مشرکین مکہ
۱۵۔	غزوہ ذات الرقاع	۴ھ	۴۰۰	بنی محارب، بنی ثعلبہ
۱۶۔	غزوہ دومۃ الجندل	۵ھ	۱۰۰۰	کفار دومۃ الجندل
۱۷۔	غزوہ المریسیع	۵ھ		قبیلہ بنومصطلق
۱۸۔	غزوہ خندق	۵ھ	۳۰۰۰	ابوسفیان مع کفار مکہ، یہود اور بعض قبائل عرب
۱۹۔	غزوہ بنی قریظہ	۵ھ	۔	بنی قریظہ
۲۰۔	غزوہ بنی لحیان	۶ھ	۲۰۰	بنی لحیان
۲۱۔	غزوہ ذی قرد	۶ھ	۵۰۰،۷۰۰	عینیہ بن فرازی
۲۲۔	غزوہ حدیبیہ	۶ھ	۱۵۰۰	مشرکین مکہ
۲۳۔	غزوہ خیبر	۷ھ	۱۶۰۰	قبائل یہود

Marfat.com

۲۴۔	غزوہ عمرۃ القضاء	۷ھ	۳۰۰۰	کفار مکہ
۲۵۔	غزوہ موتہ	۸ھ	۳۰۰۰	شام
۲۶۔	غزوہ مکہ	۸ھ	۱۰۰۰۰	مشرکین مکہ
۲۷۔	غزوہ حنین	۸ھ	۱۰۰۰	بنو ہوازن
۲۸۔ ☆	غزوہ تبوک ☆	۹ھ	۳۰۰۰۰	کفار روم

موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق، واقدی، ابن اسعد، ابن جوزی نے غزوات کی تعداد ۲۷ بتائی ہے سعید بن مسیب سے عبدالرزاق بسند صحیح کے مطابق ۲۴ ہے، جابر بن عبداللہ سے ۲۱ اور زید بن ارقم سے ۱۹ مروی ہے۔ یہ غزوات کی تعداد میں تفاوت حقیقی نہیں ہے بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے بعض غزوات کے مقامات ایک دوسرے سے قریب تھے اور بعض غزوات ایک ہی سفر میں پیش آئے۔ اور اس لئے بعض حضرات نے ان غزوات کو ایک ہی غزوہ شمار کیا۔ اور دیگر حضرات نے ان سب غزوات کو الگ الگ شمار کیا اس لئے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوگئی ہے۔ مثلاً غزوہ ودان اور ابواء کیونکہ ایک دوسرے کے قریب تر ہیں اس لئے بعض نے ان کو ایک غزوہ شمار کیا اور بعض نے دو شمار کیا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ صلح سے ختم ہوا اس لئے اسے کسی غزوہ میں شمار نہیں کیا۔ اس طرح غزوہ حنین اور طائف ایک ہی سفر میں پیش آئے اس لئے بعض نے ان کو ایک غزوہ شمار کیا اور بعض نے دو۔ یہ امور غزوات کی کمی بیشی کا سبب بنے۔ لیکن ان سے حقیقت حال متاثر نہیں ہوتی۔

جبکہ سرایا کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ ابن سعد ۴۰ ابن البر ۳۵ اور ابن اسحٰق سے اڑتیس واقدی سے ۴۸ اور ابن جوزی سے ۵۶ کی تعداد منقول ہے۔ [۵۱]

سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

۵۱ علامہ زرقانی ج۔ ۱ص ۳۸۸۔

Marfat.com

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰ مہاجرین کرام

☆ منزل مقصود:۔ سیف البحر

☆ مشن:۔ ابوجہل کے لشکر سے متعلق معلومات

☆ نتیجہ:۔ لڑائی نہیں ہوئی۔

☆ کفار کا کمانڈر:۔ ابوجہل

☆ تاریخ:۔ رمضان ۱ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے اپنی مملکت خداداد کے دفاع کے واسطے منصوبہ بندی شروع کر دی، اور چھوٹے فوجی دستے دشمن کی معلومات کے حصول کے لئے روانہ فرمائے۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادھر آئے ہوئے سات ماہ ہی ہوئے تھے کہ رمضان المبارک ۱ھ میں تیس مہاجرین کے ایک گروہ کو سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا تا کہ قریش کے تین سو سواروں کے لشکر کو یہ باور کرایا جائے کہ مسلمان زندہ ہیں اور جاگ رہے ہیں۔ وہ لشکر ابوجہل کی قیادت میں شام سے مکہ کو آرہا تھا جب انہوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو ان کو محسوس ہوا کہ مسلمان پوری طرح چوکنے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی پہلی اقتصادی ناکہ بندی (Economic Blockade) کی کارروائی تھی۔ جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔

اسلامی فوجی دستہ جب سیف البحر آیا تو ابوجہل کی فوج سے سامنا ہو گیا دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے قریب تھا کہ لڑائی ہوتی۔ وہاں کے ایک قبائل کے سردار مجدی بن عمرو جہنی نے درمیان آکر دونوں لشکروں میں بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اس طرح اسلام کا یہ پہلا دستہ جس کو ہم حفاظتی یونٹ کہہ سکتے ہیں سلامتی کے ساتھ مدینہ طیبہ آگیا۔ [۵۲]

۵۲ طبقات ابن سعد۔ ج ۳، ص:۲

Marfat.com

سریہ حضرت عبیدۃ بن حارث رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۸۰ سوار

☆ منزل مقصود:۔ رابغ

☆ مشن:۔ دشمن کی نقل وحرکت دیکھنا

☆ نتیجہ:۔ لڑائی نہیں ہوئی۔

☆ کفار کا کمانڈر:۔ ابوسفیان یا عکرمہ بن ابی جہل یا مکرز بن حفص

☆ تاریخ:۔ شوال ۱ھ

ہجرت کے آٹھ ماہ بعد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی کے چند روز بعد یہ فوجی دستہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عبیدۃ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا گیا تا کہ دشمن کفار کے حملے کی قبل از وقت اطلاع مل سکے۔ اس دستہ میں کوئی انصاری شامل نہ تھا۔ یہ ٹولی ثنیات المرعیٰ تک گئی۔ رابغ پہنچ کر قریش کے دوصد سواروں سے مسلمان فوجی دستہ کی مڈبھیڑ ہونے لگی مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کی طرف ایک تیر چلا اور یہ تیر اسلام کا پہلا تیر تھا جو دشمن کی طرف چلایا گیا تھا۔ دشمنوں کی جماعت کا کمانڈر عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

یہاں ایک اور واقعہ ہوا کہ حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت عتبہ بن غزوان چونکہ مسلمان ہو چکے تھے وہ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے مسلمان مہاجروں کے ساتھ مدینہ نہ آسکے تھے وہ اس لشکر کے ساتھ آئے اور اسلامی لشکر کے ساتھ مل گئے۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو اور حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن غزوان سے کفار مکہ کی بہت سی اطلاعات ملیں۔ [۵۳]

---

۵۳ زرقانی۔ ج ۱، ص: ۳۹۱

Marfat.com

سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ تعداد لشکر:۔۲۰ مہاجرین۔

☆ منزل مقصود:۔وادی خرار۔

☆ مشن:۔دشمن کی نقل و حمل کی اطلاعات معلوم کرنا۔

☆ نتیجہ:۔مطلوبہ معلومات حاصل کر کے لشکر خیریت سے مدینہ مکرمہ آیا۔

☆ تاریخ:۔ذی قعدہ ۱ھ

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کفار کا ایک کاروان مدینہ کے نواح سے گزرے گا۔اس کارواں کی نوعیت اور مشن کا حال معلوم کرنے کی غرض سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں ۲۰ مہاجرین کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ وہ مسلح ہو کر آئیں، جب وہ مسلح ہو کر آئے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

> ''خراز جحفہ کے قریب ایک وادی ہے جس کے نزدیک غدیر خم بھی ہے اس کے نزدیک جاؤ اور چھپ کر دشمنوں کی اطلاعات حاصل کرو!۔''

یہ انٹیلی جنس یونٹ اس وادی میں پہنچ کر دن کو چھپ جاتی اور رات کو اپنی کمین گاہ سے نکل کر مطلوبہ اطلاعات حاصل کرتی۔ جب یہ دستہ وادی خرار میں آیا تو اطلاع ملی کہ قریش مکہ کا لشکر ادھر سے گزر گیا ہے۔اسلامی دستہ خیریت سے واپس آ گیا۔

غزوہ ابواء

☆ سالار عسکر:۔سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔٦٠ مہاجرین

☆ منزل مقصود:۔ابواء کا علاقہ۔

Marfat.com

☆ مشن:۔ مقام ابواء پر قریش کے قافلے کی نوعیت کی اطلاعات اور بنوضمرہ کو مرعوب کرنا۔

☆ تاریخ:۔ صفر ۲ھ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کارواں بنوضمرہ اور مقام ابواء کے اردگرد موجود ہے اور اس کی سرکوبی لازمی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ مہاجرین کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فوجی دستے کے ہمراہ مقام ابواء کی طرف بڑھے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی ریاست کا حکمران بنایا گیا۔ اس فوج کا علم حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ جب یہ اسلامی لشکر مطلوبہ مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ کفار کا قافلہ ادھر سے نکل گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس علاقے کے ایک سردار مخشی بن عمرو سے ملاقات ہوئی وہ اسلام کا حامی بنا اس سے مسلمانوں کی حمایت کا عہد لے کر اسلامی فوج واپس لوٹی۔ بنو ضمرہ کے سردار نے وعدہ کیا کہ وہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی امداد کرے گا۔ مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے گا، وہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے پندرہ روز صرف ہوئے۔ اس سفر میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ ابواء ایک پہاڑ کا نام ہے، جو ینبع کے قریب ہے یہ مدینہ سے اڑتالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ ودان سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس لئے اس کارروائی کو غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔[۵۵]

غزوہ بواط

☆ سالار عسکر:۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔ بواط کا علاقہ

---

۵۵ عیون الاثر۔ ج ۱، ص ۳۲۶۔

Marfat.com

☆ مشن:۔مکہ کے تجارتی کارواں کا راستہ روکنا۔

☆ مدمقابل کمانڈر:۔امیہ بن خلف۔

☆ تاریخ ربیع الاول ۲ھ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی کارواں ادھر سے مکہ کو رواں دواں ہے۔اس کا راستہ روکنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول ۲ھ میں ۲۰۰ صحابہ کرام کے ایک دستہ کو لے کر مقام بواط کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت سائب بن عثمان بن مظعون کو جو سابقین اولین تھے کو اسلامی سلطنت کا حاکم نامزد فرمایا۔قریش کے اس تجارتی کارواں میں ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔اس کی حفاظت امیہ بن خلف ۲۰۰ چھاپہ مار سواروں کے ہمراہ کر رہا تھا۔بواط آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مکہ کا قافلہ ادھر سے نکل چکا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ہمراہ خیریت سے مدینہ طیبہ آ گئے۔[۵۶]

غزوہ عشیرۃ

☆ سالار عسکر:۔سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆ تعداد لشکر:۔۲۰۰ مجاہدین۔

☆ منزل مقصود:۔عشیرہ۔

☆ مشن:۔قریش کے قافلہ سے متعلق معلومات حاصل کرنا۔

☆ تاریخ:۔جمادی الاول ۲ھ

جمادی الاول کے اول عشرے میں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰۰ مہاجرین کو جنگی تیاری کے لئے حکم فرمایا جب وہ مجاہدین تیار ہو کر آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ

---

۵۶ علامہ زرقانی۔ج ۱۔ص ۳۹۲

Marfat.com

وسلم ان کے ہمراہ ہو لئے۔اس بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اسلامی حکومت کا سربراہ مقرر فرمایا اور مدینہ سے وادی ذاق الساق سے ہوتے ہوئے ذوالعشیرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔اس فوجی دستے کے پاس صرف تیس عدد اونٹ تھے جن پر تمام باری باری سوار ہوتے، اور باری باری پیدل چلتے۔

اس دستے کی منزل مقصود عُشیرہ کا مقام تھا۔اور مشن یہ تھا کہ ادھر سے قریش کا ایک قافلہ گزرے گا تا کہ اس کا راستہ روکا جائے۔مگر ادھر آ کر معلوم ہوا کہ وہ تو کئی دن قبل ادھر سے گزر گیا ہے۔اس وقت عشیرہ وادی میں بنو مدلج کا قبیلہ رہتا تھا۔یہ دستہ وہاں جمادی الثانی تک رکا رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مقیم بنو مدلج کے ساتھ ایک معاہدہ کر کے واپس آ گئے۔بنو مدلج کے ساتھ ہونے والے معاہدے کا متن اس طرح تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم . یہ معاہدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنو ضمرہ کے لئے ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبیلہ کی جان و مال، سب کچھ مسلمانوں سے محفوظ رہیں گے۔اور جو شخص مسلمانوں سے یا بنو ضمرہ سے جنگ کا ارادہ رکھے گا تمام مل کر اس کا جواب دیں گے۔اس میں ایک شرط رکھی گئی کہ بنو ضمرہ اسلام کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں کریں گے یہ شرط ہمیشہ کے لئے رہے گی۔سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو مدد کے لئے بلائیں گے وہ اسی وقت حاضر ہونگے۔

یہ ان پر اللہ اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے اور جو آدمی ان میں نیک اور متقی ہے اور رہے گا اس کی ہر طرح سے مدد کی جائے گی۔"[57]

---

[57] روض الانف۔ج:۲ص:۵۸۔

Marfat.com

مندرجہ بالا تین کارروائیوں کو غزوات بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ میں ان سابقہ غزوات کی ترتیب کا اختلاف ہے، محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ان غزوات کی ترتیب یہ ہے۔ ابواء، بواط، اور عشیرہ ہے مگر ابن ہشام کے مطابق ان معرکوں کی ترتیب یہ ہے۔ اول غزوہ ودان، دوم سریہ عبیدہ بن الحارث، سوم سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چہارم غزوہ بواط اور پھر غزوہ عشیرہ ہے اور ان تمام غزوات اور سرایا کو ۲ھ میں شمار کیا ہے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

☆ سالار عسکر:۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۲ مہاجرین۔

☆ منزل مقصود:۔ مقام نخلہ۔

☆ مشن:۔ کفار کی نقل و حرکت سے اسلامی حکومت کو باخبر رکھنا۔

☆ نتیجہ:۔ مطلوبہ معلومات حاصل کیں۔

☆ تاریخ:۔ شعبان ۲ھ

رجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور کہا کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلح سالاروں کا دستہ لیں اور مقام نخلہ میں جا کر چھپ جائیں۔ اور دشمن کی اطلاعات حاصل کریں۔ اور ان اطلاعات سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بروقت آگاہ فرمائیں۔ اس دستہ کو انٹیلی جنس پوسٹ کہا جا سکتا ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار دستہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط بھی دیا اور کہا کہ اس کو دو دن کے سفر کے بعد کھولیں۔ چنانچہ ہدایات کے مطابق حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط کو کھولا تو لکھا تھا کہ:۔

Marfat.com

''وادی نخلہ جاؤ۔ اور قریش کے گھات میں بیٹھو!'' ۵۸ ابن سعد ج:۲،ص ۱۰

ابن اسحاق لکھتے ہیں

''کہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کی وادی جاؤ۔اور قریش کی نقل وحرکت پر نگاہ رکھ کران کے منصوبے و پلاننگ سے اسلامی دارالحکومت کو آگاہ کرو!''۔ ۵۹

جس وقت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی انٹیلی جنس یونٹ قریش کی نقل وحرکت کا جائزہ لے رہی تھی۔اسی وقت قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ جو کہ شام سے تجارتی معاملات حل کر کے آ رہا تھا۔وہ قافلہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی یونٹ کے قریب سے گزرا،غلطی سے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا،جس کے نتیجے میں ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی اور عمرو حضرمی نامی ایک آدمی جو کہ قریشی تھا مارا گیا،نیز اس کے دو ساتھیوں کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا،مسلمانوں کے ہاتھ کافی مال غنیمت لگا۔جس کو لیکر وہ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔اور واپسی پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرہ کہہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سارے ماجرے کو سن کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔اور ناراض ہو کر فرمایا:۔

''میں نے تمہیں ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی تھی''۔ ۶۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال غنیمت لینے سے انکار کر دیا۔دوسرے حضرات گرامی بھی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراض ہوئے۔قریش کا جو آدمی مارا گیا تھا اور جو قیدی تھے وہ قریش کے ایک اعلیٰ خاندان کے افراد تھے۔وہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے حرب بن امیہ ابوسفیان کا والد تھا۔

---

۵۸ روض الانف۔ج:۲ص:۵۸۔

۵۹ ابن ہشام ج:۱،ص۶۰۲۔ ۶۰ محمد زرقانی۔ ۱،ص:۳۹۷

Marfat.com

کفار مکہ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی سیخ پا ہو گئے اور سخت گرم ہوئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے محترم ماہ میں خون ریزی کروائی ہے۔ بلکہ یہ لڑائی تو شعبان کے ماہ میں ہوئی تھی۔ بہر حال کفار مکہ اور ان کے حلیفوں کو مسلمانوں کے خلاف ایک بڑا پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو ہدف تنقید بنایا اور کہنا شروع کر دیا کہ یہ ہے مومن لوگوں کا عمل۔ اسی وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی:۔

> ترجمہ:۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ اس میں قتال کرنا جرم عظیم ہے اور اللہ تعالی کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنا، اور مسجد حرام کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے ان کو اس سے خارج کر دینا اللہ تعالی کے نزدیک جرم عظیم ہے۔ اور فتنہ پردازی کرنا قتل سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ کفار! تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ جاری رکھیں گے۔ اس غرض سے کہ اگر قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پھر کفر کی حالت میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جہنمی ہوتے ہیں اور یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ [۱۲]

بلاشبہ ماہ حرام میں لڑنا بری بات ہے مگر اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کے منہ کو زیب نہیں دیتا جنہوں نے مسلمانوں پر ۱۳ سال مسلسل ظلم ڈھایا ان کا قصور تھا کہ وہ ایک خدا پر ایمان لائے ہیں۔ پھر ان کو اتنا تنگ کیا کہ وہ جلاوطن ہونے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ مسجد حرام کا راستہ مسلمانوں پر بند کر دیا۔ حالانکہ مسجد حرام کسی کی مملوکہ

---

۱۲ قرآن مجید سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۱۷۔

Marfat.com

جائز نہیں تھی۔اس سے اول کسی کو کسی نے اس کی زیارت سے نہیں روکا۔اب ان ظالموں! کو دیکھ لیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

ایک معمولی سی جھڑپ پر اتنا شور کر رہے ہیں کہ بہت بڑا ظلم ہو گیا ہے۔حالانکہ سارا کام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہی ہوا۔بہر حال مسلمانوں کو اس آیت کے بعد کچھ سکون ہوا کہ کوئی بڑا کام سرزد نہیں ہوا۔بلکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت اور قیدی قبول فرمائے۔دو جو قیدی تھے ان کو دو مسلمان قیدیوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے میں رہا کر دیا۔یہ مسلمان قیدی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انٹیلی جنس یونٹ میں شامل تھے مگر دوران سفر راستہ بھول گئے اور کفار کے ایک قافلہ کے آگے آگئے انہوں نے ان صحابہ کرام کو قیدی بنا لیا۔ممکن ہے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے کفار کے قافلہ پر حملہ کیا ہو اور ضروری تھا کہ کفار کے بھی دو قیدی بنا لئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

نخلہ کا یہ واقعہ کوئی اتنا اہم نہ تھا مگر کفار کے شور نے اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔وہ اس لئے زیادہ پریشان تھے کہ یہ واقعہ ان کے گھروں کے قریب ہی ہوا۔

اہل مکہ مقتول کے خون بہا لینے کے علاوہ اس بات سے زیادہ سیخ پا تھے کہ یہ سارا واقعہ ان کے قرب و جوار میں ہوا ہے اور وہ اس سے حواس باختہ ہو گئے۔اور مسلمانوں سے بدلہ لینے کی تیاری کرنے لگے۔

غزوہ بدر اولیٰ

☆ سالار عسکر:۔سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔۷۰ مہاجرین۔

☆ منزل مقصود:۔کرز بن جابر الفہری کا تعاقب:۔کرز بن جابر الفہری نے جو

Marfat.com

مسلمانوں کے جانور چوری کیے تھے ان کو بازیاب کرانا۔

☆ نتیجہ:۔ حملہ آور بھاگ گئے۔

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ کرز بن جابر الفہری۔

☆ تاریخ:۔ جمادی الثانی ۲ھ

غزوہ عشیرہ سے واپسی پر سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مشکل سے چند دن ہی ٹھہرے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے پالتو جانور جن میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانور بھی تھے۔ چوری کر کے لے گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً کرز کے تعاقب کے لئے کھڑے ہوئے۔ جتنے صحابہ وہاں موجود ملے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر کیا۔ اسلامی لشکر نے کرز کا تعاقب سفوان تک کیا مگر وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا۔

اس غزوے کو غزوہ بدر صغریٰ اور غزوہ سفوان بھی کہتے ہیں۔[۶۲]

غزوہ بدر کبریٰ

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۱۳ مجاہدین

☆ منزل مقصود:۔ بدر کی وادی

☆ مشن:۔ کفار کے حملہ کا جواب

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ ابو جہل

☆ تاریخ:۔ رمضان المبارک ۲ھ

---

۶۲ ابن ہشام ج:۱۔ص:۱۰۱۔

Marfat.com

وَ لَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ بِبَدْ رٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ.

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی تھی (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔[۶۳]

تاریخ اسلام کا یہ پہلا معرکہ ہے کہ جب اسلام اور کفر، حق و باطل، سچ اور جھوٹ کی پہلی کھلی ٹکر ہوئی اس معرکہ میں فرزندان اسلام کی تعداد لشکر کفار کی تعداد سے ایک تہائی کم تھی۔ وسائل اور اسلحہ کے اعتبار سے بظاہر کمزور تھے۔ جزیرہ عرب کا ماحول سراسر انکے خلاف تھا۔ انتہائی خوش فہمی کے باوجود اسلام کے غلبہ اور فتح مند ہونے کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی تھی۔ کفر ہر قسم کے جنگی کیل کانٹوں سے لیس ہو کر بے سروسامان اہل حق سے نبرد آزما ہونے کے لئے تین گنا فوج لیکر بڑے غرور اور رعونت سے میدان جنگ میں آیا تھا لیکن اسے ایسی فیصلہ کن ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جس نے اسکی کمر توڑ دی۔ پھر اُسے کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس تکبرانہ انداز سے داعیان حق کو للکار سکے۔ مورخین اس معرکہ کو غزوہ بدر الکبریٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن رب قدوس نے اسے اپنی کتاب مقدس میں یوم الفرقان کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ یعنی وہ دن جب حق اور باطل کے درمیان فرق آشکارا ہو گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

"اور جسے ہم نے اُتارا (یعنی تائید غیبی) اپنے (محبوب) بندے پر فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر"[۶۴]

اہل مکہ کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض وعناد کی وجہ فقط یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا درس دیتے تھے اور انہیں شرک سے منع کرتے تھے۔ مشرکین بتوں کی پوجا کرتے اور اس گمراہی پر غرور و تکبر سے ڈٹے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں انمیں اخلاقی اور معاشرتی برائیاں بھی پائی جاتی تھیں۔ اسلام کے پرستار نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں بڑے مستعد تھے۔ یہ صورتحال ان کیلئے پریشان کن تھی کہ

---

[۶۳] قرآن مجید سورۃ آل عمران: ۱۲۳ [۶۴] قرآن مجید۔ سورۃ الانفال۔ آیت: ۴۱

Marfat.com

وہ اپنی جہالت، گمراہی اور اکھڑ مزاجی کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام حق کو سننے کے لیے بھی تیار نہ تھے۔ جب شمع اسلام کے پروانوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور انہی میں سے زیرک ترین، خوش خصلت اور حق کو قبول کرنے کے لائق لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے تو انہیں اپنے اقتدار کی فکر لاحق ہوئی اور انہیں اپنے غرور و تکبر کے صنم کدوں میں زلزلوں کے آثار واضح دکھائی دینے لگے تو وہ شمع اسلام کو ہی گل کر دینے کے خبط میں مبتلا ہو گئے اور مسلمانوں پر جور و ستم کی انتہا کر دی۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بھی انکی لرزہ خیز ستم ظریفیوں سے محفوظ نہ تھی۔ آوازیں کسنا، پھبتیاں اڑانا، طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگانا راستے میں کانٹے بچھانا۔ حرم پاک میں سجدہ کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گردن پر بدبودار اوجھری اُٹھا کر ڈال دینا یہ ان کا معمول تھا۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ جنکو کفار مکہ طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:۔

> ''یارسول اللہ ہم مشرک تھے تو عزت و آبرو کی زندگی گزارتے تھے اور جب سے ہم نے ایمان قبول کیا ہے انہوں نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ ہمیں ان سے جنگ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو مجھے ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔

پیغمبر اسلام کی مدینہ منورہ میں فوجی حکمت عملی:

مدینہ پہنچنے پر نئی صورتحال سے نمٹنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری اقدامات فرمائے۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں آباد مختلف قبائل اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دستور کا پابند کر کے کمال حکمت سے اندرونی اضطراب پر قابو پانے کی کامیاب کوشش کی۔ اس کے بعد کفار مکہ کو انکے معاندانہ رویے سے باز رکھنے، اسلام اور اہل

Marfat.com

اسلام کے خلاف انہیں سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے روکنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ اسکا آسان اور موثر طریقہ یہ تھا کہ انکی تجارتی شاہراہ پر اپنی گرفت مضبوط کی جائے۔ جو بحر احمر کے کنارے کنارے یمن سے شام کی طرف جاتی تھی جس پر اہل مکہ، اہل طائف اور دوسرے قبائل کے تجارتی کارواں اپنا بیش قیمت سامان لے کر جاتے تھے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس شاہراہ کے اردگرد بسنے والے قبائل سے دوستی کے معاہدے کیئے تا کہ کفار ان قبائل کو اپنے مقاصد کے لیئے استعمال نہ کر سکیں۔ ان قبائل کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد کفار مکہ کو مرعوب کرنے اور ان کو اپنی بالادستی کا احساس دلانے کے لیئے گاہے بگاہے چھوٹے چھوٹے فوجی دستے بھیجنے شروع کر دیئے۔

کفار مکہ کی تیاریاں

اہل مکہ مدینہ پر چڑھائی کی برملا تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اسکی دھمکیاں بھی دی تھیں۔ یہ تیاریاں وسیع پیمانے پر علی الاعلان ہو رہی تھیں۔ ایسی تیاریوں کے لیئے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے انہوں نے ایک فقید المثال قافلہ مال تجارت لے جانے کے لیئے تیار کیا۔ تا کہ اس کی آمدنی سے وہ مسلمانوں کے خلاف حملے کے اخراجات پورے کر سکیں۔ ابوسفیان جو اس قافلے کا سردار تھا اسکا قول ہے کہ بخدا! مکہ میں کوئی قریشی مرد اور قریشی عورت ایسی نہیں تھی جس کے پاس کچھ سرمایہ ہو اور اس نے اس قافلہ میں نہ لگایا ہو۔

ذی عشیرہ کی انٹیلی جنس یونٹ کی معلومات

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہل مکہ کا یہ تجارتی قافلہ شام کو جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لیئے اپنے ۲۰۰ رفقاء کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ان مجاہدین کا تعلق مہاجرین سے تھا۔ اس مہم کا پرچم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عُشیرہ کے مقام تک اس قافلہ کے تعاقب میں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ قافلہ کچھ روز پہلے نکل گیا ہے۔ آپ نے کچھ روز

Marfat.com

قیام کیا اور بنو مدلج کے ساتھ معاہدہ کر کے اپنا حلیف بنالیا۔

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چند روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ مقام نخلہ کی طرف بھیجا جو مکہ سے ایک رات دن کی مسافت پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کو ایک خط دیکر فرمایا تھا کہ دو دن کے بعد اس کو کھولنا۔ جب انہوں نے خط کھولا تو اسمیں تحریر تھا کہ۔ ''تم وہاں قریش کا انتظار کرنا اور اُن کے بارے میں ہمیں مطلع کرنا''۔ اتفاق یہ ہوا کہ قریش کے چند آدمی جو شام سے تجارت کا مال لیئے آ رہے تھے ان سے سامنا ہوا۔ حضرت عبداللہ نے اُن پر حملہ کیا۔ اس قافلے کا سردار عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ دو گرفتار ہوئے اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔

غزوہ بدر کا اہم سبب

علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ جو لوگ گرفتار اور قتل ہوئے وہ بڑے معزز خاندان کے لوگ تھے۔ عمر بن الحضرمی جو مقتول ہوا عبداللہ حضرمی کا بیٹا تھا۔ جو حرب بن امیہ کا حلیف تھا۔ حرب قریش کا رئیس اعظم تھا۔ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے وہ مغیرہ کے پوتے تھے۔ مغیرہ حرب کے بعد دوسرے درجے کا رئیس تھا۔ اس بناپر اس واقعہ نے تمام قریش کو مشتعل کر دیا۔ معرکہ بدر کا سلسلہ اسی واقعہ سے وابستہ ہے۔

شروعات

جس قافلے کے تعاقب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو پچاس مہاجرین کے ہمراہ نکلے وہ تجارتی قافلہ اب واپس آ رہا تھا جسکی حفاظت کے لئے چالیس مسلح آدمی متعین تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قافلے کی واپسی کا انتظار تھا۔ جب اطلاع ملی کہ قافلہ واپس آ رہا ہے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ اس قافلے کے تعاقب کے لیئے نکلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''یہ ہے ابوسفیان جو اپنے قافلہ سمیت

Marfat.com

واپس آرہا ہے۔ نکلو شائد اللہ تعالیٰ ان کے اموال ہمیں مرحمت فرمادے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر چند افراد تو ہمرکاب ہوئے اور کچھ پیچھے رہ گئے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ جنگ تک نوبت آئیگی۔ ان حضرات نے یہی خیال کیا کہ قافلہ کے ساتھ چالیس کے لگ بھگ محافظوں کا دستہ ہے ان کو دبوچ لینا کوئی ایسا کام نہیں جس کے لیئے سب مسلمانوں کا ساتھ جانا ضروری ہو۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب کو اس مہم میں شرکت کا حکم نہیں دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا۔

> "جس کی سواری حاضر ہے وہ تو سوار ہو جائے اور ہمارے ساتھ چلے اور جن کی سواریاں وہاں موجود نہ تھیں (بلکہ انکی چراگاہوں میں تھیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا انتظار نہ فرمایا"۔

مسلمانوں کی طاقت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو تیرہ جانثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ مسلمان لشکر کے پاس دو گھوڑے ستر اونٹ اور آٹھ تلواریں تھیں۔ باقی مجاہدین پیدل تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا کہ جس کے پاس سواری کا اونٹ ہے وہ تو اپنے اونٹ پر سوار ہو جائے اور باقی پیدل سفر کریں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ایک اونٹ مقرر فرمادیا جس پر وہ باری باری سوار ہوا کرینگے۔ علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بھی اپنی ذات کے لیئے مخصوص نہیں فرمایا۔

ابوسفیان کی تشویش

اسی اثناء میں ابوسفیان کو بھی اطلاع ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری واپسی کی خبر ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر تمہارے قافلہ پر حملہ

Marfat.com

کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گئے ہیں۔ جب یہ قافلہ حجاز کی حدود میں داخل ہوا تو ابوسفیان کو بڑی فکر ہوئی۔ اس نے سارے علاقے میں اپنے جاسوس پھیلا دیئے۔ تاکہ مسلمانوں کی طرف سے ہر قسم کی سرگرمی کے متعلق اُسے اطلاع ملتی رہے۔ اس نے جب حضورؐ کے آنے کی تصدیق کر لی تو بنی غفار کے ماہر شتر سوار ضمضم غفاری کو اجرت دی اور کہا کہ بجلی کی سرعت سے مکہ پہنچے اور قریش کو آگاہ کرے کہ تمہارے تجارتی کارواں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے ہیں۔ اس لیے اس قافلہ کو بچانے کے لئے فوراً پہنچیں۔

اہل مکہ کو اطلاع

ضمضم غفاری جب مکہ پہنچا تو اس نے اپنے اونٹ کے ناک اور کان کاٹ دیئے تھے۔ اپنے اونٹ کے کجاوے کو الٹا کر دیا اور اپنی قمیض آگے اور پیچھے سے پھاڑ ڈالی اور چیخ چیخ کر یہ اعلان کر رہا تھا۔ "اے گروہ قریش! تمہارا مال واسباب جو ابوسفیان کے قافلہ میں تھا ان پر محمدؐ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت حملہ کر دیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کی حفاظت کر سکو گے۔ فریاد کو پہنچو! فریاد کو پہنچو!"۔

کفار مکہ کی تیاری وروانگی

یہ سنتے ہی ابوجہل نے لوگوں کو جنگ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے تھوڑی دیر میں نو سو پچاس آزمودہ کار سپاہیوں کا لشکر تیار ہو گیا جس میں چھ سو زرہ پوش تھے اور سو سواروں کا دستہ تھا۔ بڑے کروفر سے یہ لشکر اپنے قافلہ کی حفاظت کو نکلا۔ راستہ میں انہیں اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سلامت مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل آیا ہے۔ اس پر کئی لوگوں نے یہ رائے دی کہ ہماری مہم کا مقصد پورا ہو گیا اب ہمیں واپس جانا چاہیے لیکن ابوجہل اور لشکر کی بھاری اکثریت اس پر راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ انکا ارادہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی اس مختصر جمعیت کو آج ہی ٹھکانے لگا دیا جائے تاکہ انکا مذہب اور انکی تجارتی شاہراہ جو انکی رگ حیات ہے اس مہیب خطرہ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور اس کے

Marfat.com

اردگرد بسنے والے قبائل بھی ہراساں اور خوفزدہ ہو جائیں کہ انکی طرف آنکھ اُٹھانے کی جرأت بھی نہ کرسکیں۔

حضور ﷺ کی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاورت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی مکرم تین سو تیرہ مسلمانوں کی معیت میں مدینہ سے نکلے جن میں ۸۳ مہاجر، ۶۱ اوس اور باقی ۱۷۰ کے قریب قبیلہ خزرج کے انصار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی ذفران میں پہنچے تو اطلاع ملی کہ ابوجہل ایک لشکر جرار لیکر مدینہ کی طرف آرہا ہے۔ اب مسلمانوں کا مدمقابل وہ تجارتی قافلہ نہ تھا۔ جس کے محافظوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی بلکہ جنگجو اور بہادروں کا ایک لشکر جرار تھا جس کی قیادت مکہ کا مشہور سردار ابوجہل کر رہا تھا۔ جو تعداد میں مسلمانوں کی اس مختصر جماعت سے تین گنا زیادہ ساز وسامان اور اسلحہ میں مسلمانوں کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بھی گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ اگر آج کمزوری دکھائی گئی تو صرف یہی نہیں کہ کفار مکہ کے حوصلے بڑھ جائینگے اور وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی مساعی کو تیز تر کردینگے بلکہ خود مدینہ میں مسلمانوں کے لیئے زندہ رہنا مشکل ہوجائیگا اس لیئے اب موقع تھا کہ جرأت وہمت سے کام لیکر کفار کی قوت سے ٹکر لی جائے۔

لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ایک مجلس مشاورت طلب کی گئی جس میں مہاجرین اور انصار نے شرکت کی ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری صورتحال پیش فرمادی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے پرزور انداز میں اپنے جذبہ جانفروشی کا اظہار کیا۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ! جیسے اللہ کا حکم ہے تشریف لے چلیے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں بخدا ہم حضور کی خدمت میں وہ بات نہیں کرینگے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو یہ عرض کرینگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کا رب دشمن سے نبردآزما ہوں ہم

Marfat.com

سب آپ کے ساتھ ہیں"۔

اسی طرح حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان سے بڑھ کر بیان سرفروشی کیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی کارروائی کے کرنے سے پہلے ارادہ فرمایا کہ دشمن کی اصل صورتحال سے آگاہی لازمی ہے اور اس صورتحال سے لڑائی کی حتمی پالیسی مرتب کی جائے گی۔ چند مقتدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقدس مشن کے واسطے دشمن کے علاقے میں بھیجا۔ جن میں حضرت بسبس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں جن کا تعلق قبیلہ جہنیہ سے تھا اس مشن پر بھیجا کہ وہ کفار کا لشکر جو اسلامی ریاست کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی خبریں معلوم کرے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کرے۔

حضرت عدی بن ابی الزغباء کو الگ مشن ملا آپ کا تعلق بھی جہنیہ کے قبیلہ سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ملا کہ جنگ بدر سے قبل کفار کے احوال سے ہمیں آگاہ کرو۔
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قبیلہ بنو مذحج سے تعلق رکھتے تھے کو حکم ملا کہ جب دشمن خیمہ زن ہو جائے تو ان کے کیمپ سے متعلق تمام معلومات ہمیں پہنچائیں۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ہذیل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے کو حکم ملا کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسرے زاویے پر رہ کر دشمن کے کیمپ کی اطلاعات ہمیں دیں تاکہ حتمی فیصلہ ہو سکے کہ کارروائی کی نوعیت کیا ہو گی اور کس طرح ہو گی۔ مدینہ سے ایک میل دور بیرابی عتبہ کے مقام پر اسلامی لشکر کی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی جو کفار کی معلومات کے لیے مکہ گئے تھے

Marfat.com

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ کے لشکر کے نکل جانے کی اطلاع دی۔ اسلامی لشکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بیت السفیا آ کر رکا جہاں پر لشکر کا جائزہ لیا گیا۔ اور حتمی پالیسی مرتب کی گئی۔

جنگ کی کارروائی

یہ عہد و پیمان کر کے آپ کے یہ جانثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا کے ہمراہ میدان بدر میں فروکش ہوئے۔ مشیران سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم یوں سوال کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ٹھہرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا اچھے مقام کا انتخاب کرنے کی بھی اجازت ہے۔ باہمی مشورہ سے بدر کے ذخائر آب کو قبضہ میں لیا گیا اور اپنے لشکر کے لئے پانی کا حوض بنایا گیا تا کہ کسی بھی ہنگامی ضرورت کے پیش نظر فراہمی آب بغیر کسی دقت کے میسر ہو۔ میدان جنگ کا منظر یہ تھا کہ آیت قرآنیہ کے ساتھ ساتھ باران رحمت کا بھی نزول ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات جاگ کر اپنے پروردگار سے فتح و نصرت کی نیاز مندانہ التجا کرتے رہے جس سے مسلمانوں کے دلوں پر سکون طاری ہو گیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مسلمانوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر کیا۔

> ''اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کر دے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست کو۔ اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو''۔[٦٦]

امام ترمذی سنن ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سرِ شام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کی ترتیب وغیرہ ایسے امور سر انجام دے لئے تھے۔ صبح کو یہ تازہ دم مجاہد جو آسمان سے نازل ہونے والے سکون کے مزے لیکر اُٹھے تھے۔ وہ اب پوری انسانیت کا بخت بیدار کرنے پر آمادہ نظر آ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایمان کی وہ چنگاریاں جو اُن کے دامن

---

٦٦ قرآن مجید۔ سورۃ الانفال۔ آیت ١١۔

Marfat.com

میں سلگ رہی تھیں وہ اب دشمنان دین پر شعلے بن کر گرنے کو تھیں۔

اُدھر سے یکا یک ''ھل مِن مُّبارزٍ'' کا نعرہ بلند ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیکر مسلمانوں کے مقابل کھڑے ہیں اور دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔ تین انصاری نوجوان حضرات، عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اُن سے مقابلے کے لیئے نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق انصار سے ہے۔ انہوں نے باآواز بلند کہا۔ ہمارے ساتھ پنجہ آزمائی کے لیئے ہماری قوم سے مد مقابل بھیجو۔ سرور عالمؐ نے ان کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا اے عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اُٹھو، اے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اٹھو، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم اٹھو۔ اللہ کے یہ تینوں شیر جب ان کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ کیونکہ زرہ پہنی ہوئی تھی۔ ہتھیار سجے تھے اس لیئے پہچان نہ سکے۔ ان تینوں نے اپنا اپنا نام لیکر تعارف کرایا یہ سن کر وہ کہنے لگے۔ بے شک تم معزز مقابل ہو۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کو للکارا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید کو للکارا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مد مقابل کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ بجلی کی سرعت سے اپنی شمشیر خارا شگاف سے اس پر وار کیا اور آن واحد میں اُس کے ٹکڑے کر دیئے اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ولید کو مہلت دیئے بغیر اسکا سر تن سے جدا کر دیا البتہ عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حارث اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کرتے رہے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کو زخمی کر دیا اور عتبہ کی تلوار انکی ٹانگ میں لگی وہ بھی زخمی ہو گئے۔ اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حریفوں کا کام تمام کر کے اُن کی طرف بڑھے اور عتبہ کو جہنم واصل کر دیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی حالت میں اُٹھایا اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے وہاں لا کر لٹا دیا۔

قریش کے جب یہ تینوں سردار اسلام کے بہادروں نے موت کے گھاٹ اُتار

Marfat.com

دیئے تو اس اندیشہ سے کہ کفار حوصلہ نہ ہار دیں ابو جہل نے بلند آواز سے یہ نعرہ لگایا۔ ہمارا مدد گار عزیٰ ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ (بت کا نام) نہیں جو تمہاری مدد کرے۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے مجاہدین کو حکم دیا کہ اس کے جواب میں نعرہ بلند کرو "اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

یہ تھا آغاز جنگ جو مشرکین کے لیئے نہایت ہی ذلت بخش تھا اور اس سے وہ حد درجہ مشتعل ہوئے۔ مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور سواروں نے مل کر عام حملہ کر دیا مگر مسلمانوں کی صفوں میں شگاف پیدا نہ ہوا۔ وہ اپنی جگہ چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ انہوں نے بھی مشرکین پر تیروں کی بارش کر دی۔ بالخصوص ان کے سرداروں کو نشانہ بنانے کی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ مشرکین کے آدمی تیروں سے بُری طرح گھائل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست اسلامی لشکر کی سالاری فرما رہے تھے۔ مسلمانوں کی صفیں آہستہ آہستہ لیکن مضبوط قدموں کے ساتھ مشرک فوج کی طرف بڑھنے لگیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکین کی صفیں منتشر اور پراگندہ ہو گئیں۔ اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔

مسلمانوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف کا بیان ہے کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوخیز جوان معاذ، معوذ تھے۔ میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ انکی جگہ اگر میرے دائیں بائیں آزمودہ کار اور مضبوط جوان ہوتے تو بہتر تھا۔ کانوں میں یہ سرگوشی سنائی دی کہ عم محترم "ابو جہل" کونسا ہے۔ میں نے اس کمسن نوجوان سے کہا کہ بیٹا تمہیں اس سے کیا غرض۔ اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ شخص میرے آقا کے بارے میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ "بخدا! اگر میں اُسے دیکھ لُوں تو میرا بدن اُس کے بدن سے جُدا نہ ہو گا جب تک ہم دونوں میں وہ نہ مر جائے جسے مرنے کی جلدی ہو"۔

اُس نے بمشکل اپنی بات ختم کی تھی کہ دوسرے کان میں بھی اسی قسم کی بات سنائی دی۔ اچانک میں نے ابو جہل کو رجز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان نوجوانوں کو بتایا یہ ہے وہ

Marfat.com

شخص۔ وہ عقابوں کی طرح جھپٹے اور اُس پر حملہ آور ہوئے اور اُسے گھائل کر دیا۔ وہ بے حس و حرکت زمین پر جا پڑا۔ اور رُسوا کُن موت سے دوچار ہُوا۔ اُمیہ بن خلف جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اذیتیں دیا کرتا تھا وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے ہی واصل جہنم ہوا۔

مسلمان کفار کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہ ہمت ہار کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سامان اور بھاری زرہیں تک اُتار پھینکی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے'' اور سختی کرو'' یعنی انکا تعاقب کرو۔ مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا، قیدیوں کو رسیوں سے باندھ رہے تھے اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ یہ دن شام تک اسی انداز سے گزرا۔

شام تک جنگ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اختتام جنگ کے تین دن بعد تک مسلمان بدر کے مقام پر اقامت گزین رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اور کفار کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔ انکے بڑے بڑے سردار تقریباً سبھی مارے گئے۔ جن میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید، امیہ بن خلف وغیرہ جیسے لوگ شامل تھے۔ بدر کے مقتولین کی تعداد ستر ہے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔ جنہیں بعد میں فدیہ لیکر رہا کر دیا گیا۔ کچھ سے صرف یہ کام لیا گیا کہ وہ ۱۰ مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔ کچھ کو بلا معاوضہ رہا کر دیا گیا۔ چودہ مجاہدین اسلام نے جام شہادت نوش فرما کر اس روئے زمین پر افضل ترین شہداء ہونے کا شرف حاصل کیا۔

غزوہ بنو سلیم

☆ سالار عسکر:۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔ چشمہ الکدر

Marfat.com

☆ مشن:۔ بنوسلیم اور بنوغطفان کے اجتماع کو منتشر کرنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان بغیر لڑائی کے کامیاب لوٹے

☆ تاریخ:۔ شوال ۲ھ

غزوہ بدر سے مسلمان کامیاب ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاسوسوں سے اطلاع ملی کہ بنوسلیم اور بنوغطفان کے لوگ جارحانہ حملوں کا رادہ رکھتے ہیں تا کہ مسلمانوں کی طاقت کو کچلا جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اطلاع کو پا کر فوراً ۲۰۰ مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ چشمہ کدر پر پہنچا تو ادھر سے ایک گڈریے سے معلوم ہوا کہ بنوسلیم اور بنو غطفان کے مسلح گروہ ادھر سے دوڑ کر سمندر کی طرف چلے گئے ہیں۔ اسلامی لشکر ادھر تین دن تک قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلا قتال کے واپس لوٹ آیا۔ اس لڑائی کو قرقرة الکدر بھی کہا جاتا ہے۔

وہاں سے مسلمانوں کو ۵۰۰ اونٹ مال غنیمت کے طور پر ملے۔ اس غزوہ سے ہر مجاہد کو دو اونٹ ملے۔ اور اس غزوہ کا قیدی یسار تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا۔

ابن سعد کے مطابق یہ غزوہ محرم میں پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائے۔ اور اسلامی حکومت کے حاکم حضرت سباع بن عرطفہ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ [67]

غزوہ سویق

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰۰

☆ منزل مقصود:۔ ابوسفیان کا تعاقب

---

67 علامہ زرقانی۔ ج:۱۔ ص:۴۵۴۔

Marfat.com

☆ مشن:۔ابوسفیان کے حملہ کا جواب

☆ نتیجہ:۔بلا قتال کے مسلمان لوٹے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ابوسفیان

☆ تاریخ:۔۵ ذی الحجہ ۲ھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے پوری طرح آگاہ تھے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگرانی اور احتیاط میں کوئی کمی نہ کی۔اور نہ اچانک حملے سے غافل ہوئے بلکہ اپنی دفاعی تیاریوں میں مشغول رہے اپنے دفاع کے لئے اپنے جاسوس اور موبائل یونٹ وقفے وقفے سے روانہ کرتے رہے۔تاکہ دشمن کے ارادوں اور نقل وحرکت کی بروقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل سکے۔

بدر سے جب کفار کا شکست خوردہ لشکر واپس لوٹا تو ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک میں مدینہ منورہ پر حملہ نہ کروں اس وقت تک غسل جنابت نہ کروں گا۔اس لئے اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے واسطے ذی الحجہ میں ۲۰۰ سواروں کو ہمراہ لے کر مدینہ پر چھپ کر حملہ کی غرض سے روانہ ہوا۔کفار کا لشکر مدینہ منورہ سے تین میل دور عریض کے مقام پر ایک کھجور کے باغ میں جا گھسا وہاں دو مسلمان کھیتی باڑی کے کام میں مشغول تھے۔ان دونوں کو قتل کیا گیا۔کچھ درخت کاٹ کر جلا ڈالے،اور سمجھا اب ہماری قسم پوری ہوگئی ہے اور وہ وہاں سے واپس بھاگ گے۔

اس اچانک حملے کی خبر جب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ۲۰۰ مجاہدین کا تیز رفتار فوجی دستہ لے کر روانہ ہوئے تاکہ ابوسفیان کا تعاقب ہوسکے مگر وہ کافی دور جا چکا تھا چلتے وقت کفار اپنے ساتھ لائے ہوئے خوراک کے سامان اور ستو کے تھیلے گرا کر دوڑتے رہے تاکہ وزن سے آزادی حاصل کر کے آسانی سے دوڑا جاسکے گا اس لئے اس غزوہ کو غزوہ سویق کہتے ہیں یعنی ستو والا غزوہ۔[۶۸]

---

۶۸ علامہ زرقانی،ج:۱۔ص،۴۵۸

Marfat.com

غزوہ غطفان

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر: ۴۵۰ مجاہدین، اسلام

☆ منزل مقصود:۔ ذی امر کا مقام

☆ مشن:۔ گمراہ ٹولے کو منتشر کرنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ سردار بنو غطفان دعثور بن حارث بن محارب

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۳ھ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ ربیع الاول میں یہ اطلاع ملی کہ بنو غطفان نجد میں ذی امر کے مقام پر لڑنے کے لئے اپنی افواج اکٹھی کر رہا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۴۵۰ مجاہدین اسلام کے فوج دستے کے ہمراہ جن میں کچھ گھوڑے بھی تھے ذی امر کی طرف روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا کہ ان کو منتشر کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت روانگی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کو اسلامی حکومت کا سربراہ نامزد کیا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع دشمنوں کو ہوئی تو وہ ڈر کے مارے بھاگ کر پہاڑوں میں چڑھ گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس طرح چند لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:۔ (اس غزوہ کو "انمار ذی امر اور غزوہ" غطفان کہتے ہیں)۔

ترجمہ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم اس فکر میں تھی کی تم پر دست درازی کرے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اہل

Marfat.com

ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیے۔''٦٩

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ذوالقصہ کے مقام پر آیئے تو مسلمانوں کو ایک آدمی جبار بن ثعلبہ ملا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کدھر جا رہے ہو! اس نے کہا کہ روزی تلاش کرنے مدینہ جا رہا ہوں اس کو پکڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس سے گمراہوں کے بارے میں مفید معلومات ملیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا۔ جہاں اس نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا، اس نے اسلامی فوج کی مدد کی اور ذی امر کے چشمے کے پاس لے آیا۔ وہاں خوب بارش ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک بھیگ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آئے اور کپڑے مبارک خشک کرنے لگے تمام صحابہ کرام آرام میں مشغول ہو گئے۔ ایک مشرک نے دیکھا اور اپنے سردار دعثور سے کہا کہ وہ جائے اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکیلا ہے اسے قتل کر آئے۔ دعثور دبے پاؤں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور تلوار کس کر کہا کہ! اے محمد! بتاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے دھڑک کہا کہ میرا اللہ مجھ کو بچائے گا۔ یہ جواب سن کر اس مشرک پر خوف طاری ہو گیا اور اس کی تلوار گر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا کر کہا اب آپ کو ہم سے کون بچائے گا۔ مشرک نے کہا کوئی نہیں۔ اور کہا! لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ۔ اور میں اب کبھی بھی اسلام پر لشکر کشی نہیں کروں گا۔

اس مہم جوئی میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرہ روز صرف ہوئے۔ ٧٠

غزوہ نجران

- ☆ سالارِ عسکر:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- ☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰۰ مجاہد
- ☆ منزلِ مقصود:۔ وادی نجران

---

٦٩ قرآن مجید سورۃ المائدہ۔ آیت نمبر ۱۱ ٧٠ سبل الہدیٰ، ج۔۴، ص ۲٦۱۔

Marfat.com

☆ مشن:۔ گمراہوں کے گروہ کو منتشر کرنا

☆ نتیجہ:۔ بلا قتال کے مسلمان واپس لوٹے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ بنو سلیم کا سردار

☆ تاریخ:۔ جمادی الاول ۳ھ

غزوہ غطفان سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول مدینہ منورہ میں گزارا ربیع الثانی میں آپ کو اطلاع ملی کہ مقام نجران جو کہ حجاز کا معدن ہے وہاں پر ایک قبیلہ بنو سلیم رہتا ہے اور وہ اسلام کا بڑا دشمن ہے۔ اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سنتے ہی مسلمانوں کو لڑائی کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۳۰۰ مسلمانوں کے ہمراہ نجران کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی مملکت کی کمانڈ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی۔

بنو سلیم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع ملتے ہی ادھر اُدھر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چند دن رہے اور بغیر قتال کے واپس لوٹ آئے۔[۱]

سریہ زید بن حارثہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰۰ مجاہد

☆ منزل مقصود:۔ صفوان کا تجارتی کارواں

☆ مشن:۔ تجارتی کارواں کو روکنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ صفوان بن امیہ

☆ تاریخ:۔ جمادی الاول ۳ھ

۱؎ طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۱۶۰

Marfat.com

ماہ جمادی الاآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں ۱۰۰ مجاہدین کو تیار کیا اور اس کو نجد کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔
یہ پہلا موقع تھا جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا گیا۔

اس فوجی دستے کا مقصد قریش کے قافلے کا تعاقب کرنا تھا اور قریش کے ارادوں کا پتہ کرنا تھا۔ جس کی قیادت صفوان بن امیہ کر رہا تھا اور اس تجارتی کارواں کی مالیت تین لاکھ درہم تھی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی مہم میں کامیابی عطا ہوئی۔ معمولی مزاحمت کے بعد دشمن فرار ہو گیا۔ سارا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور دو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ قریش کے اس قافلے کی اطلاع فرات بن حیان نے دی تھی جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔

غزوہ بدر میں شکست کے بعد قریش نے بدلہ لینے کے لئے کھلم کھلا تیاری شروع کر دی تھی اور اس تجارتی کارواں کے تمام منافع سے ہتھیار اور جنگی ساز و سامان خریدنا تھا۔ صفوان کا قافلہ اس سلسلے کی کڑی تھا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش باہم برسر پیکار تھے اس لئے ان کے تجارتی راستے کا مسدود کرنا ایک لازمی امر بن گیا تھا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقصد کے لئے ہی بھیجا گیا تھا کہ قریش کوئی اور تجارتی روٹ تلاش کریں۔

اس کے علاوہ اسلامی ریاست نے اپنے جاسوس سارے علاقے میں پھیلا دیئے تھے اور جگہ جگہ جاسوسی چوکیاں (Check Post) بنا دی گئیں تھیں تا کہ دشمن کی کارروائی کی بروقت اطلاع مل سکے۔[۲]

غزوہ اُحد

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
☆ تعداد لشکر:۔ ۷۰۰ مجاہدین۔ ۳۰۰ منافقین کا گروہ الگ ہو گیا تھا
☆ منزل مقصود:۔ اُحد کی وادی

۲ے ابن الجریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج۔۲، ص ۴۹۲۔

Marfat.com

☆ مشن:۔ کفار کی یلغار کا جواب دینا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ ابوسفیان

☆ تاریخ:۔ شوال ۳ھ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝[1]

ترجمہ:۔ اور جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے اور مسلمانوں کو جنگ کرنے کیلئے (مناسب) مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی دوسری بڑی اہمیت کی حامل جنگ غزوہ احد ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال سپہ سالاری، تدبر، شجاعت اور جانبازی کی وجہ سے کفر کا غرور ٹوٹا۔ یہ جنگ احد کے پہاڑ کے دامن میں لڑی گئی۔ اسی مناسبت سے اسے غزوہ احد کہا جاتا ہے۔

عرب میں صرف ایک شخص کا قتل لڑائی کا ایک طویل سلسلہ چھیڑ دیتا تھا۔ جو سینکڑوں برس ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ لیکن بدر میں تو کفار کے ستر آدمی تہ تیغ ہوئے تھے۔ ان میں ان کے چوبیس نامی گرامی سردار بھی شامل تھے۔ کفار مکہ یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں نے خانہ کعبہ میں جا کر قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں سے انتقام لیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ چنانچہ تین ہزار کا مسلح لشکر تیار ہوا۔ جوانوں کا لہو گرم رکھنے کے لیے شعراٗ کی خدمات بھی حاصل کر لی گئیں۔ کچھ عورتیں بھی شریک ہوئیں کہ وہ مردوں کو غیرت دلا کر مسلمانوں پر حملے کرنے کیلیے آمادہ کریں۔ یہ لشکر انتہائی جوش و خروش اور جنگی ساز و سامان کے ساتھ ۳ھ میں مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضورؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک مکہ میں قیام کر رہے تھے۔ انہوں نے خفیہ طور پر حضورؐ کو کفار کے عزائم

[1] سورۃ آل عمران آیت ۱۲۱

Marfat.com

سے آگاہ کردیا۔

تحقیق احوال کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آدمی وہاں پہلے ہی موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مونس بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ کے بارے میں مکمل اطلاع فراہم کرتے ہوئے ان کے ارادوں سے بھی آگاہ فرمادیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی اطلاع دی کی کفار کا لشکر اتنے دن میں مدینہ آجائے گا فراہم کردہ اطلاعات مطابق کفار کا لشکر بڑے کروفر کے ساتھ سوئے مدینہ رواں ہوا تا کہ مسلمانوں کا زور توڑ دے اور اپنی تجارتی شاہراہ کو آزاد کروالے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مدینہ کے گرد پہرے بٹھادیئے۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا ایک رائے یہ تھی کہ شہر بند ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا جائے کچھ لوگ کھلے میدان میں مقابلہ کیلئے اصرار کررہے تھے۔ آنحضورؐ گھر میں تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر آئے۔ اور میدان جنگ کی طرف روانگی کا فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ فرمالینے کے بعد سرور عالمؐ ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے۔

حضرت حباب بن منذر جن کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا لشکر کفار کی کمین گاہ اور لشکر کی ترتیب کے معائنے کے لئے بھیجا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹھیک ٹھیک لشکر کا مطالعہ کیا اور ساری اطلاعات اسلامی لشکر کے سپہ سالار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں۔ اسلامی لشکر اپنی منصوبہ بندی کرکے میدان اُحد کی طرف بڑھا۔ اس وقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوخثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا تعلق گروہ اوس سے تھا کو اسلامی لشکر کا راہبر مقرر فرمایا کہ وہ اسلامی لشکر کو ٹھیک منزل پر لے جائے۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہوگیا۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہ گئے۔ ان میں سے ایک سو کے قریب زرہ پوش تھے۔ فوج کا از سر نو جائزہ لیا گیا۔ کمسن بچوں کو واپس کردیا گیا یہاں سے روانہ ہوکر لشکر اسلام پہاڑ کے دامن تک پہنچ گیا۔ مجاہدوں کو مورچوں میں بٹھایا اور انہیں ضروری ہدایات دیں قرآن کریم کا ارشاد اسی موقع کیلئے ہے۔ اور جب آپ صبح کے وقت

Marfat.com

اپنے گھر سے چلے اور مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کیلئے جمار ہے تھے۔قریش بھی اُحد پہاڑ کے سامنے کھلے میدان میں صف آرا ہو چکے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا کیا۔حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواروں کے امیر مقرر ہوئے۔حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدمتہ الجیش مقرر فرمایا۔اس میدان کے ایک طرف درہ تھا۔اور اس درے کی سنگینی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی جاسوسوں نے بتادی تھی۔درہ دیکھنے میں بھی بڑا خوفناک نظر آرہا تھا اور یہ درہ اسلامی لشکر کی پشت پر تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درے کی خطرناکی کو بھانپ لیا اور اس خطرہ کے پیش نظر کہ دشمن اس راستہ سے حملہ نہ کردے۔حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں اس پر پچاس تیرانداز بٹھا دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی صورت میں بھی درہ کو نہ چھوڑیں چاہے جنگ میں فتح ہی حاصل کیوں نہ ہو جائے۔

قریش کو بدر کا سبق یاد تھا اب کی دفعہ انہوں نے بڑی احتیاط سے صف آرائی کی خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ فوج کے مختلف حصوں کے سالار مقرر ہوئے۔دو سو سوار جو آخری ضرب لگانے والی طاقت کے طور پر کھڑے تھے جن کی قیادت قریش کے جواں سال سالار خالد بن ولید کو دی گئی تھی کیونکہ وہ فن ضرب وحرب کا ماہر مانا جاتا تھا۔

سب سے پہلے قریش کی خواتین دف پر رجزیہ اشعار پڑھتی ہوئی آگے بڑھیں وہ اپنے بہادروں کو غیرت دلا رہی تھیں ہم آسمانوں کے تاروں کی بیٹیاں ہیں۔ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گی۔اور پیچھے ہٹو گے تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔اس کے بعد انفرادی مقابلے ہوئے۔دشمن کی صفوں سے ابو عامر اور علمبردار طلحہ میدان میں اترے ان کے مقابلے کیلئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے۔اور انہوں نے آگے بڑھ کر دونوں مشرکوں کو قتل کر

Marfat.com

دیا۔ پھر عام جنگ شروع ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی صفوں کے اندر دور تک چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمائی تھی اور وہ اس کا حق ادا کر رہے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر تلوار چلاتے جاتے تھے۔ کسی کو ان کے سامنے آنے کی جرات نہ تھی۔ کہ اچانک وحشی نامی ایک حبشی غلام نے حربہ پھینکا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس حبشی غلام کو آزادی کا وعدہ دلا کر یہاں لایا گیا تھا۔ دشمن کے علمبردار متواتر قتل ہوتے رہے مگر انہوں نے ہمت نہ ہاری اور انتہائی استقامت سے مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن مسلمانوں کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ آخر دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ان کی وہ عورتیں جو انہیں جوش دلانے آئی تھیں ادھر ادھر بھاگنے لگیں۔ کچھ دیر کے بعد دشمن پسپا ہو گیا۔

جب درّہ والے تیراندازوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ فتح حاصل ہو گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب پورا ہو گیا ہے۔ وہ درہ خالی چھوڑ کر نیچے اتر آئے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت روکا مگر بے سود۔ خالد بن ولید جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے موقع کی تاک میں کھڑے تھے اپنے سوار دستہ کو لے کر درہ کی طرف بڑھے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چند ساتھیوں نے آخری دم تک مقابلہ کیا اور دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ لیکن وہ خالد کے حملے کو نہ روک سکے۔ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ سخت بھگدڑ کے عالم میں دوست دشمن کی تمیز نہ رہی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چند جاں نثار باقی رہ گئے ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر چٹان کی طرح جمے رہے۔ دشمن کا ریلہ تھمنے میں نہیں آتا تھا۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی یہ مٹھی بھر جان نثار ڈھال کا کام دے رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے بچاتے ایک ہاتھ سے محروم ہو گئے۔ دشمن کے حملہ میں ہر لحظہ شدت پیدا ہو رہی تھی کفار کے ایک جنگجو شخص نے صفیں چیر کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کیا جس سے خُود کی دو کڑیاں ٹوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار اطہر میں پیوست ہو گئیں اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ ابن ہشام کے پتھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بازو زخمی ہوا۔ اور عتبہ کے پتھر سے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ چاروں طرف سے تلواریں اور تیر برس رہے تھے۔

لیکن رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے. رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِی فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اس نازک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنی جگہ پر جمے رہے بلکہ ساتھیوں کی ہمت بندھاتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تیر مارتے جاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ اور خود اٹھ کر تیر کا نشانہ دیکھتے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے نرغے میں آ کر تھوڑی دیر کیلئے عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے ایک صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ کسی نے یہ افواہ اڑا دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ بڑے بڑے بہادروں پر مایوسی طاری ہو گئی اور ان میں سے اکثر ہتھیار ایک طرف ڈال کر کہنے لگے۔ اب لڑائی کس کے لئے کرنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر مدینہ میں پہنچی تو بہت سے جانثار بے تابی سے دوڑتے ہوئے دامن اُحد میں جا پہنچے۔ ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چٹائی جلا کر

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ دشمن کا ریلہ ذرا تھما تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند جانثاروں کے ساتھ پہاڑی کے اوپر چڑھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ کفار تک پہنچی تھی۔ اس لئے ابوسفیان نے تصدیق کرنے کیلئے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آواز دی۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو مسرت سے نعرہ مارا۔ سب مارے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضبط نہ ہوسکا۔ تو کہا اے دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اعل ھبل (بت کا نام) تو اونچا رہ۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جواب دیا۔ اللہ اعلی واجل (خدا ہی اونچا اور بڑا ہے)۔ ابوسفیان نے کہا۔ لنا العزی ولاعزی لکم۔ (ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارے پاس نہیں)۔ صحابہ نے کہا۔ اللّٰہ مولانا ولا مولی لکم۔ خدا ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا کوئی ساتھی نہیں۔

ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے اور پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود زخمی ہونے کے، صحابہ کرام کو از سرنو منظم کیا اور چند میل تک دشمن کا تعاقب کیا۔ ادھر سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمن کے تعاقب کے لئے روانہ فرمایا گیا کہ علی جاؤ! اور دشمن کو دیکھو وہ کدھر کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، گئے اور دشمن کا صحیح ارادہ معلوم کر کے لوٹے۔ آپؐ کو جب یقین ہو گیا کہ اب اس میں دم خم نہیں رہا تو واپس لوٹے۔

اس معرکہ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ قریش مکہ اگرچہ فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس ہوئے تھے مگر ان کو یہ یقین تھا کہ مسلمانوں کی طاقت مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔ اس لئے انہوں نے واپس چلے جانے میں عافیت سمجھی۔ قریش کی خواتین نے بدر کے مقتولوں کے جوش انتقام میں میدان اُحد میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ

Marfat.com

کیا۔ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی سخت بے حرمتی کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناک، کان اور ہونٹ کاٹ کر اس نے گلے کا ہار بنایا اور ان کے سینہ کو چاک کر کے جگر کو چبا گئی لیکن نگل نہ سکی اور اگل دیا (بخاری)۔

اس میں شک نہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا زیادہ جانی نقصان ہوا اسی بنا پر اس نقصان کی وجہ سے قرآن نے اس لڑائی کو قرح یعنی زخم کہا ہے۔اس طرح غزوہ بدر سے مسلمانوں کا جو وقار اور شان بڑھی تھی اس میں بھی بظاہر کمی ہوئی اور کفار کے حوصلے بلند ہوئے۔

اس صورتحال سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے سے تائید غیبی بھی ساتھ نہیں دیتی اور جہاں اُخروی نقصان ہے وہاں دینوی نقصان بھی ہے۔

دوسرا امر یہ واضح ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانثاری اور انفرادی کردار خوب نمایاں ہوا اور جس جانثاری کا ثبوت اس حال میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا وہ ہمیشہ قابل تقلید رہے گا۔[۴۳]

غزوہ حمراء الاسد اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ سالار عسکر:۔حمراء الاسد اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
- ☆ تعداد لشکر:۔تمام اُحد کے غازی
- ☆ منزل مقصود:۔روحاء
- ☆ مشن:۔کفار کے لشکر کو دوبارہ مدینہ پر حملے سے روکنا
- ☆ نتیجہ:۔مقصد حاصل ہوا

۴۳؎ ضیاء النبی ج ۳۔ص ۴۵۷ تا ۵۴۲

Marfat.com

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ابوسفیان

☆ تاریخ:۔۱۶شوال ۳ھ

معرکہ اُحد کے آخری لمحات مسلمانوں کے لئے کچھ مشکل ہوئے مگر اللہ کے کرم سے مسلمان متحد ہوگئے اور کفار پر پلٹ کر حملہ آور ہوئے مسلمانوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اس طرح مسلمان ایک بار پھر ایک مضبوط طاقت بن کر سامنے آئے کفار ڈر کے مارے بھاگے کہ اگر کچھ دیر اور رکے تو مسلمان ہم کو ختم کر ڈالیں گے۔وہ میدان جنگ سے الگ ہوگئے۔اور قریش احد سے دوڑ کر روحاء کے مقام آ لگے۔

انہوں نے خیال کیا کہ ہم نے کس کس کو مارا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ۔ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں۔تمام بڑے بڑے مسلمان زندہ ہیں تو ہم نے کن لوگوں کو شہید کیا۔انہوں نے ارادہ کیا کہ مسلمان کافی تعداد میں زخمی ہیں کیوں نہ ابھی پلٹ کر حملہ کیا جائے۔مسلمان اس لمحے ہمارے حملے کی تاب نہ لا کر تباہ ہو جائیں۔صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر ہے مکہ لوٹ رہو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جوش میں بھرے ہوئے ہیں ممکن ہے وہ دوسرے حملے میں تم کو جان سے مار ڈالیں۔اور تمہیں مزید نقصان اٹھانا پڑے۔

۱۵شوال کو کفار روحاء میں آ لگے۔اور رات کو یہ گفتگو ہوئی، یہ رات ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دے دی تھی کہ کفار کا کیا ارادہ ہے۔اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج کر منادی کرادی کہ فوراً لڑائی کے لئے جمع ہو جاؤ۔اور فقط وہ لوگ ہی جمع ہوں جو کل معرکہ اُحد لڑے تھے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے میں بہنوں کی خبر گیری کے واسطے جنگ میں حصہ نہیں لے سکا تھا، مجھے اجازت عطا فرمائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔اس کارروائی کا مقصد صرف یہ تھا کہ کفار یہ بات نہ سمجھیں کہ مسلمان کمزور ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جرار روحاء کی طرف رواں ہوا، اور حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس اسلامی لشکر کا راہبر مقرر فرمایا گیا کیونکہ وہ اس علاقے کے سارے نشیب و فراز سے واقف تھے۔ حضرت ثابت بن ضحاک اسلامی لشکر کو ایک مقام جو حمراء الاسد کے نام سے عام تھا لے آئے، ادھر آ کر رکے ہی تھے کہ ادھر قبیلہ خزاعہ کا ایک سردار معبد خزاعی اُحد کی خبر سے دل گیر بغرض تعزیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے مدینہ کی طرف آ رہا تھا، سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہید، زخمی اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کی جو اُحد کی لڑائی لڑے تھے۔ معبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے ملا اور ابوسفیان نے دوبارہ مدینہ پر حملہ کا اظہار کیا تو معبد نے اسے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑا عظیم لشکر لے کر تمھاری طرف آ رہے ہیں۔ ابوسفیان اس بات کو سن کر مکہ کی طرف دوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تین روز قیام کر کے مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔[۴]

اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

ترجمہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی اس کے باوجود کہ ان کو زخم آئے تھے تو ایسے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔[۵]

اگر مسلمانوں کا جاسوس یہ اطلاع نہ دیتا کہ کفار لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اسلامی ریاست کا بہت زیادہ نقصان ہو سکتا تھا مگر اسلام کے جاسوسوں نے اپنا کام درست طریقے سے کیا اور مدینہ کی ریاست کو کسی بڑے نقصان سے بچایا۔

سریہ ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت ابی سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴ے فتح الباری ج ۷۔ ص ۲۸۷

۵ے قرآن مجید سورۃ آل عمران، آیۃ: ۱۷۲

Marfat.com

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۵۰ مہاجرین

☆ منزل مقصود:۔ بنی سعد کا قبیلہ

☆ مشن:۔ بنی سعد کے قبائل کو منتشر کرنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ طلیحہ اور سلمہ

☆ تاریخ:۔ محرم ۴ھ۔

محرم ۴ھ میں سرور عالم کو ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ بنو اسد کے سردار خویلد کے دونوں بیٹے طلیحہ اور سلمہ اپنی قوم بنو اسد کو مدینہ پر حملہ کے لئے اُکسا رہے ہیں اور ان سب نے مل کر مدینہ منورہ پر حملے کی تیاری کر رکھی ہے۔ وہ کسی بھی وقت مسلمانوں کے لئے کوئی بڑا مسئلہ کھڑا کر سکتے ہیں اس امر کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک فوجی دستہ لے کر بنو اسد کے لئے روانہ ہو۔

حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس فوجی دستہ کے ہمراہ ان کے علاقہ میں پہنچے تو ان گمراہوں کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچانے میں عافیت سمجھی۔ حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گاؤں میں گئے تو آبادی خالی تھی۔ ان کے کثیر تعداد اونٹ اور بیشمار بھیڑ بکریاں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ مسلمانوں نے ان تمام کو مال غنیمت کے طور پر اکٹھا کیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

جس جاسوس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو سعد کی کارروائی کی اطلاع دی تھی اور پھر لشکر اسلام کی راہنمائی کی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مالا مال کر دیا۔ اور باقی مال اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تقسیم کر دیا۔

حضرت ابی سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ اُحد میں زخمی ہو گئے تھے۔ مرہم پٹی کرنے سے وہ زخم اچھے ہو گئے تھے مگر اس مہم کی وجہ سے وہ زخم پھر ہرے ہو گئے۔

---

۷۶ امتاع الاسماع۔ ج ۱۔ ص ۱۴۴

Marfat.com

دوبارہ پھر تکلیف ہونا شروع ہوگئی اس تکلیف سے آپ کو شہادت کا اعزاز ملا۔ ۶ھ

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی مہم جوئی

☆ منزل مقصود:۔ قبیلہ الحیان

☆ مشن:۔ خالد کا قتل

☆ نتیجہ:۔ مشن کامیاب ہوا

☆ مدمقابل:۔ خالد بن سفیان

☆ تاریخ:۔ ۵ محرم ۴ھ

قبیلہ الحیان کے سردار خالد بن سفیان نے محرم ۴ھ میں مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کارروائی کی بروقت اطلاع مل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور اس باغی قبیلہ کے سردار کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اس خفیہ مشن پر روانہ ہوئے۔ کہ کسی طرح خالد بن سفیان الہذلی کو قتل کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اُسے جا کر ملے اور اسے لطائف الحیل لے آئے جہاں موقع پا کر اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس ہوئے۔ راستے میں اس گروہ کے کئی آدمی حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تو حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ چونکہ ایک ماہر جاسوس تھے ایک غار میں چھپ گئے، مکڑی نے فوراً جالا بن دیا اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے والے آگے نکل گئے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ رات کو چلتے اور دن کو غار میں چھپ جاتے۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ۲۳ محرم کو مدینہ پہنچے اور دشمن اسلام خالد بن سفیان کا سر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو ایک عصاء انعام میں عطا کیا اور

Marfat.com

ارشاد فرمایا۔

''اس لاٹھی کو پکڑ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا لے کر چلنے والا کوئی شاذ و نادر ہی ہوگا''۔

اور مزید فرمایا:

''یہ میرے اور تیرے درمیان میں ایک نشانی ہے''

ساری عمر تک حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اس لاٹھی کی حفاظت کرتے رہے۔ مرتے وقت یہ وصیت کی کہ یہ لاٹھی میرے ہمراہ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب خالد بن سفیان قتل ہوا تھا لوگوں کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن سفیان کی موت کی اطلاع دے دی۔ [۷۷]

مبلغین اسلام سے دھوکہ

صفر ۴ھ میں قبیلہ کلاب کے سردار ابوابرأ عامر ابن مالک الکلابی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مبلغین اسلام کا تقاضا کیا کہ وہ اس کے قبیلہ میں جا کر اسلام کی تعلیم کا کام کریں، کیونکہ ہمارے لوگ جاہل اور ناخواندہ ہیں اس لئے ان کی مناسب تعلیم ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی غداری سے واقف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو ہچکچاہٹ ظاہر کی مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبلغین کی حفاظت کا مکمل اطمینان ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبلغین کے بھیجنے پر راضی ہو گئے۔ آپ نے ۷۰ انصار صحابہ کو اس مشن پر مامور کیا۔ راستے میں مبلغین اسلام بئر معونہ کے مقام پر رکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط دیا کہ وہ اس خط کو عامر بن طفیل کو دے جو کہ ابوابراء کا چچازاد بھائی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔

عامر بن طفیل نے نہ صرف حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا بلکہ آس پاس کے قبائل کو بلا کر مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بھڑکایا۔ اور ایک صحابی رضی اللہ

۷۷ الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ج ۲، ص ۳۵۔

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر باقی تمام کو شہید کر دیا۔ جو زندہ بچے ان کا نام حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اُمیہ تھا۔ ان کو یہ کہہ کر آزاد کیا کہ تجھے میں اپنی ماں کی قسم کے بدلے چھوڑ رہا ہوں۔ اسی معرکہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے جن کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔

جب اس وقعہ کی اطلاع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ پریشان ہوئے کہ تمام عمر کبھی اتنا پریشان نہیں ہوئے تھے۔ اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس اطلاع کی خبر دی کہ تمھارے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام دے دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔[۸]

غزوہ بنونضیر

☆ سالار عسکر:۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ مدینۃ النبی کے سارے مسلمان

☆ منزل مقصود:۔ بنونضیر کی بستی

☆ مشن:۔ بنونضیر کو جلاوطن کرنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل:۔ یہودی

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۴ھ

مدینہ منورہ میں کئی گروہ ایسے تھے جو کسی بھی وقت مسلمانوں کے لئے کوئی بڑا مسئلہ کھڑا کر سکتے تھے۔ ان میں یہود اور منافقین سرفہرست تھے۔ وہ آئے روز مسلمانوں سے کئے گئے

---

۸ الخصائص الکبریٰ۔ ج:۱،ص۲۲۵۔

Marfat.com

وعدوں سے منحرف ہو جاتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان غزوہ اُحد سے کمزور ہو چکے ہیں وہ ہمارا محاسبہ کرنے سے عاجز ہیں اس خیال سے ان کا حوصلہ اور بڑھ جاتا۔ اور اپنی من مانی کرنے لگے۔

ان کارروائیوں سے کفار مکہ بھی باخبر تھے انہوں نے اہل یہود کو خط لکھا کہ مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم تم پر حملہ کریں گے۔ بنو نضیر، بنو عامر کے حلیف تھے اور ان دونوں کا مسلمانوں سے امن کا معاہدہ ہوا تھا۔ کسی طرح ایک مسلمان سے دو آدمی جو کہ بنو عامر کے تھے قتل ہو گئے تھے۔

قصہ اس طرح ہے کہ بئر معونہ سے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آرہے تھے اس کے ساتھ دو یہودی بھی ہو لئے۔ جن کو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی طرح دوران آرام قتل کر دیا تھا۔ معاہدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں مقتولوں کا خون بہا ادا کرنا چاہتے تھے۔ اور معاہدہ کی رو سے ایک کا خون بہا بنو نضیر کے حصے میں آتا تھا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کے ہمراہ بنو نضیر سے ملنے گئے تا کہ معاملہ حل ہو۔ یہود ظاہری طور سے وہ خوش اخلاقی سے پیش آئے مگر دل میں ان کے کھوٹ تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونچی دیوار کے نیچے بٹھا دیا ان کا ارادہ تھا کہ اوپر سے ایک پتھر گرا کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے۔ اس کام کے لئے انہوں نے عمرو بن جحش کو کہا کہ وہ یہ کام کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چال کا علم ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکل آئے۔

اہل یہود کی اس چال سے مسلمانوں کو بڑا افسوس ہوا۔ یہود نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ہماری چال سے بچ گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے دوبارہ کہا کہ آپ ۳۰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ہمارے ہاں آئیں تا کہ معاہدہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے مگر کوئی معاہدہ طے نہ پایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے پاس گیے اور ان سے معاہدہ کر کے لوٹے۔ دوبارہ پھر آپ سے صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں ہم معاہدہ کے لئے تیار ہیں۔ بنو نضیر نے ارادہ بنایا کہ جونہی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قلعے میں آئیں ان کو فوراً شہید کر دیا

Marfat.com

جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ لوٹ آئے اور محمد ابن مسلمہ سے مندرجہ ذیل پیغام بھیجا:۔

"اے بنو نضیر! میرے شہر کو چھوڑ دو، میرے قتل کی سازش کر کے تم نے اس معاہدے کو توڑ دیا ہے جو میرے اور تمہارے درمیان ہوا تھا میں تمہیں صرف دس دن کی مہلت دیتا ہوں"

بنو نضیر انتہائی مغرور اور شر پسند تھے ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی کیونکہ ان کے پاس مضبوط قلعے تھے اور ان کو قریش کی پشت پناہی حاصل تھی۔ جب عبداللہ بن ابی سلول کو اس کی خبر ملی تو اس نے بنو نضیر کو کہا کہ اپنے علاقے کو ہرگز خالی نہ کرو، بنو قریظہ اور منافقین ان کے ساتھ ہی میں رہیں۔قرآن مجید نے ان کے بارے میں کہا:۔

ترجمہ:۔"کیا آپ نے ان منافقیں کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیوں سے جو کفار اہل کتاب ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کا کبھی کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں[۷۹]

کچھ یہودیوں نے خیبر جانے کا منصوبہ بنایا۔مگر ان کے سرداروں نے بالخصوص حیی بن اخطب نے ان کو روک لیا اور یہ طے پایا کہ اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ۱۵ دن تک ان کا محاصرہ کیا اس دوران فوج کا راستہ صاف کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے باغات کے کچھ پیڑ کٹوانے کا حکم دیا۔اور چند ایک پیڑ کاٹے گئے تھے جن کو عربی زبان میں لناب نام کی کھجور کہا جاتا ہے، جو عربوں میں عام طور پر کھانے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔[۸۰]

---

۷۹ قرآن مجید سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۱۔

۸۰ عبدالرحمان سہیلی الروض الانف۔ج ۲۔ص ۱۷۷

Marfat.com

قرآن مجید نے اس واقعہ کی طرف اس طرح حکم فرمایا:۔

ترجمہ:۔ ''جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو ان کی جگہ پر کھڑا رہنے دیا، سو دونوں باتیں اللہ ہی کے حکم کے مطابق ہیں اور تا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے'' [81]

علامہ شبلی نعمانی کے نزدیک دفاعی حکمت عملی کے تحت ان درختوں کا کاٹنا لازمی تھا۔ اس لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درخت کٹوائے۔

محاصرہ کے دوران بنو نضیر کو جو اکساتے تھے مدد کے لئے نہ آئے بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس درخواست پر مدینہ چھوڑنے کی اجازت چاہی کہ وہ اپنے ساتھ کچھ سامان لے جائیں اور یہ کہ ان کی جان بخش دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی اور وہ اونٹوں پر جتنا سامان لاد کر لے جا سکتے تھے لے گئے۔ کچھ لوگ خیبر چلے گئے اور کچھ لوگ شام اور اسکے اطراف میں جا بسے۔ حالانکہ وہ جلاوطن ہو رہے تھے۔ لیکن تب بھی انہوں نے ایک شاندار جلوس نکالا اور گاتے ڈھول بجاتے ہوئے گئے۔ مسلمانوں کو مال غنیمت میں ۵۰ زرہ بکتر، ۵۰ خود، ۳۴۰ تلواریں اور ان کے باغات اور زمینیں ملیں اس پورے واقعے کو قرآن مجید نے ایک الگ سورۃ الحشر میں کھول کھول کر بیان کیا۔ [82]

غزوہ بدر موعد اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ سالار عسکر:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- ☆ تعداد لشکر:۔ ۱۵۰۰ مجاہدین اسلام
- ☆ منزل مقصود:۔ مقام بدر اور ابوسفیان کا لشکر
- ☆ مشن:۔ دشمن کو ہراساں کرنا

---

[81] قرآن مجید سورۃ الحشر آیت ۔۵۔

[82] عمدۃ القاری۔ ج ۲۔ ص ۱۹۱،

Marfat.com

☆ نتیجہ:۔دشمن مقابلہ پر نہیں آیا

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ابوسفیان

☆ تاریخ:۔رجب ۴ھ

اُحد کی لڑائی سے بھاگتے ہوئے ابوسفیان وعدہ کر کے گیا تھا کہ اگلے سال پھر معرکہ ہوگا۔ابن ہشام کے مطابق ایک قریشی نعیم کے ذریعہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان اس سال مسلمانوں پر حملہ کرنے کی بھرپور تیاری کر رہا ہے۔

حقیقت میں وہ کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہا تھا، بلکہ اس نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایک قریشی نعیم کو ۱۰۰ اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ مدینہ جا کر ان کی تیاری کی دھوم مچائے ۔لہذا اس نے حسب وعدہ اپنا کام کیا۔مسلمان اس سال کافی جنگوں میں حصہ لے کر کافی تھک چکے تھے۔لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صورتحال سے نمٹنے کے لئے تیاری کا حکم دیا تمام مسلمان تیار ہو کر آئے۔اسلامی لشکر کی کل تعداد ۱۵۰۰ تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اسلامی حکومت کا سربراہ مقرر فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر جرار کو لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔حضرت علی کرم اللہ وجہ اس لشکر کے علمبردار تھے۔مسلمانوں کی تیاری کی خبر سن کر ابوسفیان کے سامنے لڑائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔چنانچہ وہ ۲۰۰۰ کفار کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوا اور الظہران کے مقام پر آ کر رک گیا ادھر مسلمانوں کے جاسوسوں نے اسے ڈرایا اور اسے مسلمانوں کا صحیح عدد معلوم ہوا۔وہ سابقہ لڑائیوں میں مسلمانوں کے چھوٹے گروہوں کی جانبازی کو دیکھ چکا تھا۔اس لئے وہ ۱۵۰۰ مجاہدین حق سے مقابلہ کرنے کی ہمت کا حامل نہیں تھا۔

ابوسفیان دلی طور پر دل ہار بیٹھا تھا۔اور اس بہانے سے مکہ واپس لوٹ گیا کہ وہ قحط کی وجہ سے سامان رسد نہیں لے کر آیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر اس کا آٹھ دن تک انتظار کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے

اس غزوہ کو بدر صغریٰ یا بدر آخر بھی کہا جاتا ہے۔اس زمانہ میں بدر کے مقام پر ایک

Marfat.com

میلہ بھی لگتا تھا۔اس میں مسلمانوں نے خوب جی بھر کر خرید و فروخت کی اور کافی منافع کمایا۔[۸۳]

غزوہ ذات الرقاع

☆ سالار عسکر:۔سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔۴۰۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔قبیلہ غطفان

☆ مشن:۔گمراہوں کو منتشر کرنا

☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب نکلے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔غطفان کے سردار

☆ تاریخ:۔محرم ۵ھ

قریش اور یہود کے جاسوسوں نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان تمام قبائل کو مسلمانوں کے خلاف کرنے میں اپنی ہر توانائی صرف کردی۔جس کے نتیجہ میں بہت سے قبائل مسلمانوں کے خلاف ہو گئے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاموشی کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق تیاریاں شروع کردی۔

۵ھ کے ابتدا میں غطفان،انمار اور ثعلبہ قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک مشترکہ لشکر تیار کیا،جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴۰۰ جانباز مجاہدوں کی فوج تیار کی اور ۱۰ محرم ۵ھ کو کفار کے لشکر کو اچانک (ذات الرقاع) نجد کے مقام پر جالیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دیکھ کر وہ پہاڑوں میں چھپ گئے مسلمان معمولی مال غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آئے

اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں اس غزوہ کے لئے چلتے چلتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پھٹ گئے تھے۔اور انہوں نے اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ لیں تھیں تاکہ تکلیف کچھ کم ہو۔اور اس غزوہ کو اسی نسبت سے ذات الرقاع کہنے لگے یعنی

۸۳۔ ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،ج۲،ص۷۰۔

Marfat.com

چیتھڑوں والا غزوہ۔

اس غزوے کی تاریخ میں بڑا اختلاف ہے امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد ہوا یعنی ۷ھ میں۔ محمد بن اسحاق اس غزوے کو ۴ھ میں فرماتے ہیں۔[۸۴]

غزوہ دومۃ الجندل

☆ سالار عسکر:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ دومۃ الجندل

☆ مشن:۔ گمراہوں کو کارروائی سے باز رکھنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان بغیر لڑائی کے کامیاب ہوئے۔

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ دومۃ الجندل کے سردار:۔

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۵ھ

ربیع الاول ۵ھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ شمالی عرب کے علاقے میں ایک دومۃ الجندل نامی بستی ہے اس کے باسی مسلمانوں کے خلاف کارروائی کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لوگ مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو بھی تنگ کر رہے ہیں۔ یہ گرمی کا مہینہ تھا اور گرمی میں ریگستانی سفر ایک کٹھن کام تھا۔ اس سے قبل زیادہ تر بڑے بڑے غزوات جاڑے کے موسم میں پیش آئے تھے۔ ناساز گار اور تکلیف دہ موسم کے باوجود مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور تیاری کرنے لگے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۰ مومنوں کے ساتھ دومۃ الجندل کے لئے روانہ ہوئے۔ اس اسلامی فوج کے راہبر حضرت مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ عذرہ کا فرد تھا وہ اسلامی فوج کو مدینہ سے دومۃ تک لے گئے۔ اس دوران حضرت سباء بن عرفطہ الغفاری کو

[۸۴] الطبقات ابن سعد۔ ج ۲، ص ۶۱

Marfat.com

اسلامی حکومت کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ مسلمان رات کو سفر کرتے تھے اور شائد گرمی کی وجہ سے دن میں آرام کرتے تھے، دس منزلیں طے کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومتہ الجندل کے مقام پر آرام کیا۔ یہ جگہ بحر احمر اور خلیج فارس کے بیچ میں واقع تھی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا سن کر دشمن دومتہ الجندل کے گورنر کیساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ مدینے تشریف لے آئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک عرب سردار عیینہ ابن حصن نے اپنے جانوروں کو مدینہ منورہ کے گرد چرانے کی اجازت چاہی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش دلی سے اجازت دے دی۔[۸۵]

غزوہ بنی مصطلق

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تعداد لشکر:۔ ۷۰۰

☆ منزل مقصود:۔ مریسیع کا مقام

☆ مشن:۔ تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ تاریخ:۔ شعبان ۵ھ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ چند سر پھرے گمراہ، مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ضرار مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ بن اسلم سے تعلق رکھتے تھے کو اس سر پھرے گروہ کی جاسوسی کے لئے بھیجا تاکہ وہ اس گروہ میں گھس کر بنو مصطلق کے ارادوں کے بارے میں معلوم کرے۔ حضرت بریدہ بن حصیب

---

۸۵ ابن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج ۲۔ ص ۵۶۴۔

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل صورتحال سے آگاہ فرمایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس متوقع اقدام کو روکنے کے لئے ۷۰۰ مجاہدوں کی فوج ترتیب دی اور اپنے مشن کے لئے روانہ ہوئے اور مریسیع کے مقام پر آ کر رکے، اس دستہ کے راہبر حضرت مسود بن ھدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بنو اسلم سے تھے مقرر ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فوج کو مدینہ سے مریسع تک بحفاظت لے گئے۔ بنو مصطلق کے لوگ تو فوراً بھاگ گئے البتہ اس علاقے میں آباد مریسیع کے باشندے لڑائی کیلئے تیار ہو گئے۔ معمولی جنگ کے بعد دشمن نے شکست کھائی۔ دشمن کے دس آدمی مارے گئے اور ۶۰۰ آدمی قیدی بن گئے۔ مال غنیمت کے طور پر ۲۰۰۰ اونٹ، اور ۵۰۰۰ بکریاں ملیں قیدیوں اور مال غنیمت کو مدینہ لایا گیا۔ اس جنگ کے دوران حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر کیا۔[۸۶]

غزوہ خندق

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ تقریباً ۳۰۰۰ مجاہدین اسلام

☆ قیام:۔ مدینہ منورہ

☆ مشن:۔ کفار کی یلغار کو روکنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ ابوسفیان

☆ تاریخ:۔ ۵ھ

وَلَمَّا رَاَی الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا

۸۶ ابن ہشام: ۔ ج ۲، ص ۲۸۹

Marfat.com

اِیمَاناً وَّتَسْلِیمًا۔ ۸۷

ترجمہ۔ جب مسلمانوں نے قبائل کی فوجیں دیکھیں تو بول اٹھے کہ یہ وہی لشکر ہے جس کا وعدہ خدا نے اور اس کے رسولؐ نے کیا تھا اور خدا اور اس کا رسول دونوں نے سچ کہا اور اس بات نے ان کے ایمان اور اطاعت کو اور بڑھا دیا۔

غزوہ خندق مسلمانوں اور کفار ومشرکین کے مابین آغاز اسلام میں لڑی جانے والی جنگوں میں سے تیسری بڑی جنگ ہے جو ذی قعدہ ۵ ہجری میں لڑی گئی۔

اس جنگ کو غزوہ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز پر مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی۔ خندق دراصل فارسی کا لفظ 'کندہ' ہے جس کو عربی میں استعمال کرتے وقت کاف کو خ سے اور ہا کو قاف سے بدل دیا گیا جس کے معنی "کھودے گئے" کے ہیں۔ اس جنگ کا دوسرا نام غزوہ احزاب ہے۔ احزاب 'حزب' کی جمع ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔ چونکہ اس غزوہ میں کفار ومشرکین یعنی یہود وقریش کے تمام گروہوں کے علاوہ بنوغطفان، بنو کنانہ، بنوقریظہ، بنوسلیم، فزارہ، اشجع، بنوسعد، بنومرّہ، بنونضیر وغیرہ جن کی تعداد پچاس سے کم نہ تھی نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا، اس وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی جس سورۃ میں اس غزوہ کا ذکر ہے اس کا نام بھی سورۃ الاحزاب ہے۔

اسباب

ا۔ ابوسفیان کا چیلنج:

غزوہ اُحد کے موقع پر ابوسفیان نے واپس جاتے وقت یہ چیلنج دیا تھا کہ آج کا دن بدر کا جواب ہے اگلے سال پھر مقابلہ ہوگا۔ تاہم ۴ ہجری میں خشک سالی کی وجہ سے وہ حملہ نہ

۸۷ قرآن مجید سورۃ الاحزاب آیت ۲۲

Marfat.com

کر سکے اور ۵ ہجری میں اُحد کی فتح کو فیصلہ کن بنانے کے لیے حملے کا فیصلہ کیا۔

۲۔ اسلام کی روز افزوں ترقی:

غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان اٹھانے کے باوجود اسلام دن بدن ترقی کر رہا تھا۔ سلیم الطبع لوگوں کی کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہو رہی تھی۔ سردارانِ باطل اس صورت حال کو برداشت نہ کر سکے اس لیے انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

۳۔ تجارتی شاہراہوں پر پہرہ:

مسلمانوں نے اہل مکہ کی معاندانہ سرگرمیوں کو ختم کرنے کے لیے مکہ سے شام و عراق جانے والی شاہراہوں پر پہرہ بٹھا دیا تھا اور قریش کے لیے اب دو ہی راستے تھے یا تو وہ اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیتے اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی ختم کر دیتے یا اسلام کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑتے، چنانچہ انہوں نے دوسری صورت کو اختیار کیا اور فیصلہ کن جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔

۴۔ یہود کی سازش:

اس جنگ کا ایک اہم سبب یہود کی سازش تھا۔ مدینہ کے دو قبائل بنو نضیر اور بنو قینقاع غداری اور عہد شکنی کی پاداش میں مدینہ سے نکالے جانے کے بعد یہ قبائل خیبر چلے گئے تھے۔ وہاں جا کر انہوں نے عظیم سازشیں شروع کیں، ان کے سردار سلام بن ابی الحقیق، حیی بن اخطب، کنانہ بن اربیع وغیرہ مکہ گئے اور قریش سے مل کر کہا کہ اگر آپ ہمارا ساتھ دیں تو اسلام کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ قریش اس کے لیے ہمیشہ تیار تھے۔

یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے، ان کو آمادہ کیا۔ غطفان نے بنو اسد کو لکھ بھیجا کہ فوجیں لے کر آؤ۔ یہود اور قریش کے حلیف قبائل نے بھی ان کا ساتھ دیا چنانچہ ایک عظیم لشکر تیار ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوا۔ کفار و مشرکین کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ چار ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے۔ انکا سپہ سالار ابو سفیان تھا۔ ان کے کثیر

Marfat.com

تعداد میں جاسوس مدینہ طیبہ کے ارد گرد آباد تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ

کفار نے اس مرتبہ اپنی جنگی تیاریوں کو بہت خفیہ رکھا۔اس کے باوجود کہ اسلامی انٹیلی جینس نے ایک عرصہ پہلے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حملے کی بروقت اطلاع دے دی۔دشمن کی اس خفیہ کارروائی کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے اور خندق کو عبور کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا جائے۔آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ پسند آیا اور خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی حدود خود قائم کر کے دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔خندق کا طول تقریباً ساڑھے تین میل تھا۔خندق کی چوڑائی پانچ گز (پندرہ فٹ) رکھی گئی اور پانچ گز گہری کھودی گئی۔سرکار دو عالم مزدوروں کی طرح سب کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔

خندق کی کھدائی کا کام انتہائی کٹھن اور مشکل حالات میں جس جوش و جذبہ سے مکمل ہوا تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔جاڑے کی راتیں ہیں۔تین تین دن کا فاقہ ہے۔اندرونی، بیرونی دشمن کے کسی بھی وقت ناگہانی حملہ کا خطرہ ہے۔مہاجرین و انصار اپنی پیٹھوں پر مٹی اُٹھا اُٹھا کر پھینک رہے ہیں۔خون گرم رکھنے کے لیے جوش اور محبت میں ہم آواز ہو کر کہتے ہیں۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا . عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا.

ترجمہ:۔"ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
جب تک جسم میں جان ہے جہاد سے منہ نہیں موڑیں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوش جذبہ، ایثار و ہمدردی اور نصرت و تعاون کا یہ

Marfat.com

عالم تھا کہ جو جماعت اپنا کام مکمل کر لیتی تو آرام کرنے کی بجائے دوسروں کے ساتھ شریک ہو جاتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنا عظیم کام صرف بیس دنوں میں مکمل ہو گیا۔ خندق کی کھدائی کے موقع پر فقر و فاقہ کا یہ عالم تھا کہ تین تین دن تک کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا۔ بھوک کی شدّت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آئی تا کہ کمر سیدھی رہے۔ ایسے عالم میں ہر شخص جو کچھ اس کے پاس تھا دوسروں کی نذر کرنے میں سعادت سمجھتا تھا۔

خندق تیار ہو گئی تو کفار کا لشکر پہنچ گیا اور خندق کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ یہ جنگی چال اس سے پہلے عرب میں استعمال نہیں ہوئی تھی۔ مجبوراً خندق سے باہر پڑاؤ ڈالا اس لیے دور سے تیر اور پتھر برساتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے مختلف حصوں پر فوجیں تقسیم کر دی تھیں جو مشرکین کے حملوں کا مقابلہ کرتی تھیں۔ ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام میں تھا۔ مومنین کے لیے یہ سخت آزمائش کا وقت تھا۔ دن رات خندق کی حفاظت کرنی پڑتی کہ کہیں اچانک دشمن حملہ نہ کر دے۔ مسلسل بیداری کے علاوہ فقر و فاقہ کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی دن کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا۔ پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آئی تو جب ایک دن بیتاب ہو کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ پتھر بندھے ہیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم مبارک کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر تھے۔

بنو قریظہ کی غداری

بنو قریظہ اور یہود کے دیگر قبائل جو ابھی تک مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ پر قائم تھے اب عہد شکنی کر کے کفار کا ساتھ دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان قبائل کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دی کہ وہ غدار ہو چکے ہیں اور کفار کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی غداروں کی جاسوسی کے لئے بھیجا تا کہ دیکھے کہ ان کے رویے میں کچھ کمی آئی ہے کہ نہیں حضرت زبیر بن عوام

Marfat.com

نے بھی اطلاع دی کہ گمراہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حملے کے خطرے کی وجہ سے بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں بھیج دیا اور ان کی حفاظت کے لیے حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سو آدمیوں کے ساتھ متعین فرمایا کہ ادھر سے حملہ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہ تمام صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ایک قلعہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گیا اور حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھ لیا۔حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ یہودی ہے اس کو قتل کرو۔لیکن ایک عارضہ کی وجہ سے وہ ہمت نہ کر سکے تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیمے کی ایک چوب اکھاڑ لی اور قلعہ سے اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلی آئیں اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ۔ وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دو کہ یہودی مرعوب ہو جائیں لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو انجام دینی پڑی۔ یہودیوں کو اس ایک آدمی کے قتل کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ قلعے میں بھی کچھ فوج متعین ہے اس خیال سے پھر انہوں نے حملے کی جرأت نہ کی۔

کفار کی فوج مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ جوں جوں محاصرہ طول پکڑتا جاتا تھا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔فقر و فاقہ کی بیقراری، مسلسل بیداری اور یہود کی غداری کے ساتھ موسم کی شدت اور سردی مشکلات میں اضافہ کر رہی تھی۔ منافقین بھی عذر بہانہ کر کے گھروں میں جا رہے تھے۔ان مشکلات کی منظر کشی خود خدائے ذوالجلال نے اس طرح کی ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ جب دشمن اُوپر کی طرف اور نچلی طرف سے آپڑے اور جب آنکھیں ڈگنے لگیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم خدا کے متعلق

Marfat.com

طرح طرح کے گمان کرنے لگے ۔[۸۸]

کفار جب کئی دن خندق عبور نہ کر سکے تو یہ فیصلہ کیا کہ تمام فوجیں جمع ہو کر عام حملہ کریں۔ ایک جگہ اتفاقاً خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی۔ اس جگہ کو حملہ کے لیے منتخب کیا گیا۔ حملے کا یہ دن بہت سخت تھا۔ تمام دن لڑائی رہی۔ کفار ہر طرف سے تیر اور پتھروں کا مینہ برسا رہے تھے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بارش تھمنے نہ پاتی تھی۔ یہی دن ہے جس کا احادیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار مسلسل نمازیں قضا ہوئیں کیونکہ سنگ باری کی وجہ سے جگہ سے ہٹنا ناممکن تھا۔

نعیم بن مسعود اشجعی کی جنگی چال (War Diplomacy)

نعیم بن مسعود اشجعی ایک غطفانی رئیس تھے۔ قریش اور یہود دونوں ان کو مانتے تھے۔ وہ اسلام لا چکے تھے لیکن کفار کو ابھی اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے قریش اور یہود سے الگ الگ جا کر اس قسم کی باتیں کیں جس سے دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور دونوں گروہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔

کفار کا محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ جب محاصرہ کو ستائیس روز گزر گئے تو باوجود سردی کے موسم کے اس زور کی ہوا چلی کہ طوفان آ گیا۔ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں۔ کھانے کے دیگچے چولھوں پر الٹ گئے۔ گھوڑے رسے تڑوا کر بھاگنے لگے۔ اس ہوا نے فوجوں سے بڑھ کر کام کیا۔ اسی بناء پر قرآن مجید نے اس بادصرصر کو بطور احسان اور نعمت کے ذکر فرمایا۔

> ترجمہ: ۔ مسلمانو! خدا کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تم پر فوجیں آ پڑیں تو ہم نے ان پر آندھی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھیں۔

---

۸۸ قرآن مجید سورۃ الاحزاب۔۱۰۔

Marfat.com

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انٹیلی جنس، فیڈ بیک

طوفان اور آندھی کی شدت کے دوران رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خفیہ اطلاعات حاصل کرنے کے لیے دشمن کے کیمپ میں بھیجا اور فرمایا کہ بغیر کوئی کارروائی کے صرف حالات معلوم کر کے واپس آ جانا۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی دلیری سے اس مجمع میں پہنچے جہاں ابوسفیان موجود تھا۔ انہوں نے واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ دشمن واپس جانے کا اعلان کر چکا ہے۔ اس موقع پر ابوسفیان فوج کو کہہ رہا تھا اخراجات ختم ہو گئے ہیں۔ موسم کا یہ حال ہے۔ یہود نے ساتھ چھوڑ دیا اب محاصرہ بے کار ہے۔ یہ کہہ کر طبل رحیل بجانے کا حکم دیا۔ غطفان بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ بنو قریظہ بھی محاصرہ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے گئے۔

یہ جنگ چونکہ دفاعی جنگ تھی اس لیے اس میں طرفین کے جانی نقصانات زیادہ نہیں ہوئے۔ کفار کے ۳ آدمی قتل ہوئے اور چھ مسلمان شہید ہوئے۔

نتائج

- ☆ اس جنگ کے بعد قریش کی کمر ٹوٹ گئی، ہمیشہ کے لیے ہمت پست ہو گئی۔ وہ دوبارہ حملے کی جرأت نہ کر سکے۔
- ☆ بنو قریظہ کی غداری کے نتیجے میں غزوہ خندق کے فوراً بعد ان کا محاصرہ کیا گیا اور یہود کی قوت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا گیا۔
- ☆ قریش و یہود کی قوت کا چونکہ خاتمہ ہو گیا اس لیے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کا موقع مل گیا اور اسلام تیزی سے پھیلنے لگا اور تمام عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔
- ☆ بنو قریظہ کے بچے اور عورتیں غلام بنا لیے گئے۔ مال و اسباب مال غنیمت قرار دیے گئے اور سب مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیے گئے جس کی وجہ سے

Marfat.com

مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوگئی۔

غزوہ بنی قریظہ

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰۰۰ اور حضرت جبرائیل امین
☆ منزل مقصود:۔ بنو قریظہ
☆ مشن:۔ بنو قریضہ کا احتساب
☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے
☆ مدمقابل کمانڈر:۔ کعب بن اسد
☆ تاریخ:۔ ذی قعد ۵ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے جب ظہر کا وقت آیا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عمامہ باندھے ہوئے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابھی ابھی بنو قریظہ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری فوج تھک چکی ہے۔ اور ہتھیار اتار دیئے ہیں حضرت جبرائیل امینؑ نے درخواست کی کہ فرشتوں نے ہتھیار باندھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ادھر کا رخ کریں باقی کام اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلیں میں چل کر ان کا کام تمام کرتا ہوں۔

جونہی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز عصر بنو قریظہ میں ادا ہوگی تمام مسلمان آئے اور دوڑ کر بنو قریظہ کی طرف گئے کسی نے بنو قریظہ نماز ادا کی کسی نے راستے میں کہ کہیں نماز قضاء نہ ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نقض عہد کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور وفائے عہد کی نصیحت کی مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ ہم ان کی بات نہیں مانیں

Marfat.com

گے، ہمارا ان کے ساتھ کوئی عہد و پیماں نہیں"۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اسلام کی دعوت دے کر بنو قریظہ کی طرف بھیجا انہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ 25 دن رہا۔ جب انہیں شکست کا یقین ہو گیا اور انہوں نے دیکھا کہ یہ قضاء کا پیغام ٹل نہیں سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے حق میں جو فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق حَکَم بنائے گئے اور انہوں نے فیصلہ دیا:۔

> "بنو قریظہ کے بالغ مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں کو لونڈیاں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں"۔

چنانچہ یہی فیصلہ نافذ کیا گیا اور یہ فیصلہ تورات کے حکم کے عین مطابق تھا:۔

> "جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کے لئے پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر تب یوں ہو گا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لئے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری باج گذار ہو گی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر۔ جب خداوند خدا تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں، بچوں اور جانوروں کو جو کچھ اس شہر میں ہو اپنے لئے غنیمت کے طور پر لے لے"۔

بنو قریظہ نے مسلمانوں کو اتنا تنگ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر یہ ارادہ کیا کہ مدینہ کی پیداوار کا تیسرا حصہ دے کر حملہ آوروں سے مصالحت کر لیں۔ قرآن مجید میں بعض مسلمانوں کے دلوں میں اس پریشانی کی کیفیت اس طرح بیان کی گئی:۔

Marfat.com

"جب کہ تم پر تمہارے دشمن شہر کے اوپر اور نیچے کی جانب سے چڑھے آئے اور جب کہ تمہاری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور جب کہ دل منہ کو آنے لگے اور تم اللہ کے متعلق طرح طرح بد گمانیاں کرنے لگے"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں:

"اس رات ہماری پریشانی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ ایک طرف ابوسفیان اور اس کے ساتھی زبردست فوجیں لئے اوپر سے آئے اور دوسری طرف بنو قریظہ نیچے سے بڑھے اور ان کے حملہ سے ہمارے بال بچوں کی سلامتی بھی خطرہ میں پڑ گئی"۔

اس قدر شدید اور خطرناک بدعہدی کے بعد ان لوگوں سے کسی قسم کی رعایت کرنا خودکشی کے مترادف تھا اور یہ حرکت معمولی نہ تھی بلکہ ملت اسلامیہ کو کلیۃً ملیامیٹ کرنے کی ایک گھناؤنی سازش تھی اور پھر مزید برآں یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے طرز عمل کی وضاحت کے لئے طلب فرمایا تو وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

الغرض یہ فیصلہ بنو قریظہ کے جرم کے عین مطابق تھا۔ آج کے مہذب زمانہ کے کسی ملک کو اگر حالت جنگ میں اپنے شہریوں کی ایک جماعت کی طرف سے اس سلوک کا سامنا ہو جس کا سامنا جنگ خندق کے موقع پر بنو قریظہ کی طرف سے مسلمانوں کو کرنا پڑا تھا تو یقیناً اس ملک کے اصحاب اقتدار موقع ملنے پر اپنے شہریوں کی اس جماعت میں سے کسی کو زندہ رکھنا حماقت سمجھیں گے۔ اور یہ فیصلہ یہودیوں کے اپنے قانون سے بھی پوری مطابقت رکھتا تھا اور یہ فیصلہ اس شخص نے کیا تھا جسے یہودیوں نے خود ثالث بنایا تھا لہذا یہ کوئی تشدد نہیں بلکہ اپنے کئے کی سزا ہے۔[۸۹]

---

۸۹ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۲۔ ص، ۷۷،

Marfat.com

سریہ حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔ قرطاء

☆ مشن:۔ ڈاکوؤں کو بھگانا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہو گئے۔

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ بنو بکر کا سردار

☆ تاریخ:۔ ۱۰ محرم الحرام ۶ھ

محرم ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قرطاء کے لوگ جن میں بنو بکر کے آدمی سرفہرست ہیں نے ایک جگہ پر ڈاکہ ڈالنے کی جگہ مقرر کی ہوئی ہے اور وہ وہاں گزرنے والے ہر قافلے کو لوٹ لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس گروہ سے نجات دلانے کا منصوبہ بنایا۔

محرم ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰ مجاہدین اسلام کے فوجی دستے کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں قرطاء کی طرف روانہ کیا یہ مقام وہ ہے جہاں بنو بکر رہتے تھے۔ بنو بکر کے لوگوں نے مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر ''دریہ'' نامی مقام پر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور لوگوں کو کافی جانی و مالی نقصان پہنچایا تھا۔ جب مسلمانوں کا یہ فوجی دستہ وہاں آیا تو معمولی لڑائی کے بعد دشمن بھاگ نکلا اور مسلمان مال غنیمت کے ساتھ مدینہ طیبہ لوٹے۔ مال غنیمت میں ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بھیڑیں تھیں۔ [۹۰]

---

۹۰ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۲۔ ص ۷۸، ۹۴۔

Marfat.com

غزوہ بنی لحیان

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰۰

☆ منزل مقصود:۔ بنو لحیان کی وادی

☆ مشن:۔ رجیع کے مسلمانوں کا بدلہ

☆ نتیجہ:۔ بغیر قتال کے واپس آئے

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ بنو لحیان کے سردار

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۶ھ

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ رجیع سے بڑا دکھ تھا کیونکہ اس میں معصوم مسلمانوں کو دھوکے سے قتل کیا گیا تھا، اس لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہداء کا بدلہ لینے کے لئے ۲۰۰ صحابہ کرام کے فوجی دستے کو تیاری کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بنو لحیان تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر فرمایا۔

مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر دشمن بھاگ گئے۔ اور پہاڑوں میں چڑھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو روز یہاں قیام فرمایا۔ اور اطراف و جوانب میں چھوٹی چھوٹی انٹیلی جنس ٹیمیں روانہ کیں تاکہ دشمن کا کچھ اتا پتہ معلوم ہو سکے۔۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ۱۰ سوار کا سالار بنا کر کرع الغمیم کے طرف روانہ کیا۔ مگر تمام مہمیں بغیر کسی قتال کے واپس لوٹ آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہم سے واپس لوٹے۔ اور راستے میں یہ دعا پڑھتے رہے۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ

Marfat.com

الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَ الْمَالِ ۔

ترجمہ:۔ اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ کر آنے اور توبہ کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد وثناء کرنے والے ہیں۔ میں سفر کی مشقتوں، بدانجامی نیز اہل وعیال، مال واسباب کی بدحالی دیکھنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔[91]

غزوہ ذی قرد الغابہ

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر: ۵۰۰ یا ۷۰۰۔

☆ منزل مقصود:۔ عینیہ بن حصن کی کمین گاہ

☆ مشن:۔ ڈاکوؤں سے لوگوں کو نجات دلانا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ عینیہ بن حصن

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۶ھ

ذی قرد ایک چشمے کا نام ہے۔ جنگ خندق میں ایک شخص عینیہ ابن حصن نے غدارانہ طور پر کفار کے متحدہ لشکر کی آدمیوں اور اونٹوں سے مدد کی تھی، یہ وہی آدمی تھا جس کو ازراہ مہربانی سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے پاس چراگاہ میں مفت جانور چرانے کی اجازت دی تھی۔ نہ صرف یہ کہ اس نے دشمنوں کی مدد کی بلکہ مسلمانوں کی چراگاہ پر ۴۰ سواروں کی مدد سے چھاپہ مارا، اس کے نگران حضرت ابن ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مار ڈالا۔ اس کی بیوی کو اٹھالے گئے۔ اس کے علاوہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ بھی ہانک کر لے گیا۔

---

91 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۔۲، ص ۷۹۔

Marfat.com

اس خبر کے ملنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۰۰ یا ۷۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عینیہ بن حصن اور اس کے ساتھی قذاقوں کی تلاش میں نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پارٹی پہلے ارسال کی تھی۔ اس کے ساتھ قذاق کی لڑائی ہوئی۔ اور دو ڈاکو مارے گئے۔ اور ایک مجاہد حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

سارے اونٹوں کو واپس چھین لیا گیا اور مسلمان عورت بھی واپس لے لی گئی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا سرکار میں ڈاکوؤں کو فلاں علاقے میں پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر مجھ کو آپ ۱۰۰ مجاہد دے دیں تو میں ان تمام کو قیدی بنا کر لا سکتا ہوں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس کام سے مسرور ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یاابن الااکوع ملکت فاسجح

"اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر" [۹۲]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تو ایک مقام پر قیام کیا اور وہ 'ذو قرد' کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہاں ایک اونٹ ذبح ہوا اور پھر واپس گھر تشریف لے آئے۔ اس غزوہ کا نام غزوہ الغابہ بھی ہے۔ [۹۳]

سریہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ تعداد لشکر:۔ ۴۰ مجاہد
- ☆ منزل مقصود:۔ الغمر کی وادی
- ☆ مشن:۔ متوقع حملے کے خدشہ کو ختم کرنا

---

۹۲ فتح الباری، ج ۷، ص ۳۵۳

۹۳ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۸۰۔

Marfat.com

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہو گئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ بنو اسد کا سردار

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۶ھ۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ الغمر کے علاقے میں جہاں بنو اسد کے لوگ آباد ہیں اور وہ مسلمانوں سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ اس بغاوت کی سرکوبی لازمی تھی۔

ربیع الاول میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن محصن کی امارت میں ۵۰ مجاہدوں کے ایک فوجی دستے کو بنو اسد سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بنو اسد نے الغمر کے مقام پر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت جمع کر رکھی تھی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد آ چکے ہیں تو وہ حوصلہ ہار کر میدان جنگ سے دوڑ گئے۔ اس معرکہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ دشمن مسلمانوں کے لشکر کی آمد کا سن کر فرار ہو گئے۔ اسلامی لشکر نے دشمنوں کو اِدھر اُدھر تلاش کیا وہ نہ ملے۔ شجاع بن وہب کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر کوئی نہ ملا قرائن سے ان کو ان کے جانوروں کا پتہ لگا انہیں وہاں سے ایک آدمی ملا اس کو پکڑ لیا گیا اس کے بتائے ہوئے مقام پر چھاپہ مارا گیا تو وہاں سے ۲۰۰ اونٹ ملے۔[۹۴]

سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰

☆ منزل مقصود:۔ بنو ثعلبہ

☆ مشن:۔ بنو ثعلبہ سے لڑائی

☆ نتیجہ:۔ مسلمان شہید ہو گئے

۹۴ ابن سعد الطبقات الکبریٰ، ج۔۲ص ۸۷۔

Marfat.com

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ بنو ثعلبہ کے سردار

☆ تاریخ:۔ ربیع الآخر ۶ھ

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مسلح ہو کر آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ۱۰ مسلمانوں کے دستہ کی کمانڈ سونپ کر حکم دیا کہ ان مجاہدوں کے ہمراہ بنو ثعلبہ اور عوال کی طرف جاؤ اور ان کی معلومات حاصل کرو اور ان کی اصلاح کرو۔ یہ دستہ روانہ ہوا اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو ذی القصہ کے مقام پر پہنچے اور ایک صاف جگہ دیکھ کر سو گئے صبح سویرے بنو ثعلبہ کے بدوؤں کا ادھر سے گزر ہوا انہوں نے حملہ کر کے تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا مگر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بری طرح زخمی ہو گئے وہ بدو اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ ایک مسلمان کا ادھر سے گزر ہوا اور وہ اس کو اُٹھا کر مدینہ لے آیا۔[۹۵]

سریہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۴۰

☆ منزل مقصود:۔ ذی القصہ کی وادی

☆ مشن:۔ شہیدوں کا بدلہ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان جیتے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ بنو ثعلبہ کے لوگ

☆ تاریخ:۔ ۶ھ

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیار کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۴۰ مجاہدوں کا کمانڈر بنا دیا گیا اور حکم دیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

---

۹۵ ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ، ج۔۲۔ ص ۸۵

Marfat.com

جماعت کے لوگوں کے خون کا بدلہ لو! ۔اسلامی لشکر ذی القصہ پہنچ کر ان پر حملہ آور ہوا دشمن مسلمانوں کے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے ۔ کئی کتب میں لکھا ہے کہ دشمن سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستہ سے جھڑپ ہوئی ۔ دشمن نے مار کھائی ۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے مویشیوں کو پکڑ لائے ۔اس طرح یہ فوجی دستہ کامگار ہو کر مال غنیمت کے ہمراہ مدینہ منورہ لوٹا۔[۹۶]

سریہ زید بن حارثہ بجانب بنو سلیم (جموم)

☆ سالار عسکر:۔ حضرت زید بن حارثہ ☆ تعداد لشکر:۔ ۱۵

☆ منزل مقصود:۔ مقام جموم

☆ مشن:۔ گمراہوں کا قلع قمع

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ تاریخ:۔ ربیع الآخر ۶ھ

ربیع الآخر ۶ھ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور جموم کی جانب جو مدینہ منورہ سے ۷ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ وہاں ایک قبیلہ بنو سلیم کے نام سے آباد تھا وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نئی شرارت کر رہے تھے ان کی اصلاح کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک فوجی دستہ جو کہ ۱۵ سرفروشوں پر مشتمل تھا کو لیکر روانہ ہوئے ۔ سرِ راہ ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا اس کے شوہر کا نام حارث تھا انہوں نے دشمنوں کا پتہ دیا مگر گمراہ ادھر سے دوڑ کر فرار ہو گئے ۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے اونٹ ، بھیڑ اور بکریاں وہاں سے مال غنیمت لے کر لوٹے ۔[۹۷]

---

۹۶ ڈاکٹر ماجد علی خان 'سیرت خاتم الانبیین' ص ۳۲۲۔

۹۷ ڈاکٹر ماجد علی خان 'سیرت خاتم الانبیین' ص ۳۲۲

Marfat.com

سریہ عیص

☆ سالار عسکر:۔حضرت زید بن حارثہ

☆ تعداد لشکر:۔۱۷۰

☆ منزل مقصود:۔العیص

☆ مشن:۔اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔جمادی الاول ۶ھ

ماہ جمادی الاول میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک قافلہ جو کہ شام سے تجارتی معاملات طے کر کے لوٹ رہا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ اس کارواں کا مقابلہ کرنا چاہیے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ملا کہ وہ تیار ہو کر آئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیار ہو کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۷۰ مجاہدین اسلام فوج کی کمانڈ ان کو سونپی اور کہا کہ قریش کے لشکر کا مقابلہ کرو۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ اس فوجی دستے کو لے کر روانہ ہوئے راستے میں قریش کے قافلے کے ساتھ ٹکراؤ ہو گیا۔

مسلمان کامیاب ہوئے۔قافلہ کا سارا مال واسباب مسلمانوں کو ملا اور بہت سے قیدی بنا لئے گئے۔جن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے۔ان کو جنگ بدر میں بھی قیدی بنایا گیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔مدینہ منورہ میں قید کے دوران جبکہ وہ اپنی اہلیہ کی امان میں تھے ابوالعاص مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رہا کر دیا وہ پہلے مکہ مکرمہ گئے قریش کا سارا مال ان کو لوٹا کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔جس مال کو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Marfat.com

سفارش پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوٹا دیا تھا اس کے بعد ابوالعاص مدینہ واپس آ کر اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ ۹۸

سریہ حسمیٰ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت زید بن حارثہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۵۰۰

☆ منزل مقصود:۔ حسمیٰ کے باغی

☆ مشن:۔ حضرت دحیہ کلبی کے ساتھ زیادتی کرنے والوں سے بدلہ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ ہنید جذامی

☆ تاریخ:۔ جمادی الآخر ٦ھ

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر قیصر روم کے پاس گئے وہاں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آ رہے تھے قیصر کے دیئے ہوئے تحائف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے جب آپ حسمیٰ کے قریب آئے تو ہنید جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ڈاکہ ڈالا صرف ایک پرانی اور بوسیدہ چادر چھوڑ دی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔ حضرت رفاعۃ بن زید جذامی جو کہ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب ان کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ چند مسلمان لے کر ہنید جذامی سے لڑے اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان اس سے چھین کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس دیا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس مدینہ منورہ آئے اور سارا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کا بڑا دکھ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۹۸ ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ، ج۔۲۔ص ۸۵۔

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور ۵۰۰ مجاہدین کی کمانڈ انکو سونپی اور کہا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جن لوگوں نے زیادتی کی ہے ان کو سبق سکھاؤ!۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سپاہ لے کر حسمیٰ کی طرف روانہ ہو گئے، مجاہدین رات کو چلتے اور دن کو چھپ کر سوتے تھے۔ اللہ کے کرم سے اسلامی لشکر صبح سویرے حسمیٰ آ گیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ان پر حملہ کیا۔ ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔ ۱۰۰ عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے۔ ۱۰۰۰ اونٹ اور ۵۰۰۰ بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ چونکہ ان کے ساتھ حضرت رفاعۃ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے۔ جو مسلمان تھے، غلطی سے ان کے عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے۔ حضرت رفاعۃ بن زید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ سالار لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائے کہ تمام قیدی جو حضرت رفاعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں چھوڑ دے۔ اور سب مال واپس کر دیا جائے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کچھ واپس کر دیا حتیٰ کہ نمدہ اور کجاوہ تک واپس کر دیا گیا۔[۹۹]

سریہ وادی القراء

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ تعداد لشکر:۔ چند مسلمان
- ☆ منزل مقصود:۔ وادی القریٰ
- ☆ مشن:۔ ڈاکوؤں کا خاتمہ
- ☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے
- ☆ تاریخ:۔ رجب ۶ھ

---

۹۹ ابن سعد۔ ج ۲، ص ۶۳

Marfat.com

سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ وادی القریٰ میں چند ڈاکوؤں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور وہ ہر آنے جانے والے کو لوٹ رہے ہیں اس گروہ کی سرکوبی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور ایک مختصر سا فوجی دستہ دے کر کہا کہ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور قذاقوں کو ٹھکانے لگا آؤ۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر گئے قذاقوں سے لڑائی ہوئی کئی قذاق مارے گئے اور چند مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی زخمی ہو گئے۔ اس طرح ان قذاقوں سے لوگوں کو نجات ملی۔[100]

سریہ دومۃ الجندل

☆ سالارِ عسکر:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعدادِ لشکر: ۷۰۰۔

☆ منزلِ مقصود:۔ دومۃ الجندل

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدِ مقابل کمانڈر:۔ اصبغ بن عمر

☆ تاریخ:۔ شعبان ۶ھ

سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آرام فرما تھے۔ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آرام کر رہے تھے ایک نوجوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوال کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جوان کو مطمئن کیا۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مہم پر جانے والے ہیں۔ اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں بلا کر اپنے سامنے بیٹھایا اور اپنے

---

[100] ابن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج ۲۔ ص: ۶۴۲۔

Marfat.com

دست مبارک سے ایک سیاہ عمامہ ان کے سر پہ باندھا اور چار انگشت کا شملہ پیچھے چھوڑا اور فرمایا! اے ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمامہ اس طرح باندھا کرو!۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا کہ ایک جھنڈا لاؤ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے دعا کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمکلام ہوئے اور فرمایا کہ یہ جھنڈا لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے قتال کرو، خیانت، اور غدر نہ کرو کسی کا مثلہ نہ کرو۔ یہ اللہ کا عہد ہے اس کے نبی کی سنت ہے۔

۷۰۰ کا لشکر جرار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ہوا، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومۃ الجندل کی طرف جانے کا حکم ملا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ تمھاری دعوت کو قبول کریں اور اسلام لے آئیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں کوئی تامل نہ کرو! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے دومۃ الجندل جا کر ان کو اسلام کی دعوت دی وہاں کے رئیس اصبغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمر نے اسلام قبول کیا اور اپنی بیٹی تماضر کی شادی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ کو لے کر مدینہ آئے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن جو کبار تابعین اور جلیل القدر حافظ تھے ان ہی کے بطن سے تھے۔[101]

سریہ فدک

☆ سالار عسکر:۔ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔ بنی سعد بن بکر

☆ مشن:۔ دشمن کی فوج ختم کرنا

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

---

۱۰۱ علامہ زرقانی، ج۲، ص:۶۳

Marfat.com

☆ تاریخ:۔شعبان ۶ھ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو بکر کے لوگ خیبر کے یہودیوں سے ملکر مسلمانوں کے خلاف محاذ بنا رہے ہیں۔ان کی سرکوبی فوراً لازمی ہے نہیں تو یہ فتنہ ناسور بن کر پھیل جائے گا۔اور ساتھ یہ بھی خبر ملی کہ انہوں نے ایک فوج جمع کر رکھی ہے وہ فوج فدک کے نزدیک مورچہ زن ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ کو یاد فرمایا اور آپ کو ۱۰۰ مجاہدین کا ایک فوجی دستہ دیکر کہا کہ اہل فدک کے معاملہ کو حل کرو۔

سرِ راہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ کو ایک آدمی ملا، ڈرانے دھمکانے کے بعد علم ہوا کہ وہ بنی سعد کا جاسوس ہے امان دے کر اس سے پتہ دریافت کیا کہ اس وقت گمراہوں کی فوج کہاں ہے۔اس جاسوس نے ٹھیک اطلاعات دیں۔ان اطلاعات کے مطابق حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ نے پیش قدمی کر کے دشمن پر حملہ کر دیا۔بنو سعد بھاگ گئے۔

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ کو مال غنیمت میں ۵۰۰ اونٹ اور ۲۰۰۰ بکریاں ملیں۔
حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ سارا مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ آگئے۔[۱۰۲]

سریہ ام قرفہ

☆ سالار عسکر:۔حضرت زید بن حارثہ
☆ تعداد لشکر:۔مضبوط لشکر
☆ منزل مقصود:۔قبیلہ بنی فزارہ
☆ مشن:۔ڈاکوؤں سے نجات
☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب ہوئے
☆ مدمقابل کمانڈر:۔ام قرفہ
☆ تاریخ:۔رمضان المبارک ۶ھ

---

۱۰۲ علامہ زرقانی۔ج۔۲،ص:۱۶۳

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تجارتی مال لے کر شام کو جا رہے تھے کہ راستے میں بنو فزارہ کی بستی تھی۔ اس بستی کی سردار ام قرفہ نامی ایک عورت تھی۔ جس کا نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا، یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی۔ اس سردارہ کی شہہ پر بنو فزارہ کے لوگوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سارا مال چھین لیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید زخمی کر ڈالا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر اکٹھا کیا اور اس لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر لے کر بنو فزارہ کی طرف روانہ ہوئے اس گروہ سے لڑائی کی اور قذاقوں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ سردارہ اور اس کی بیٹی کو قیدی بنا لیا۔ ام قرفہ اور اس کے دو دوسرے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا واپسی پر جب یہ آدمی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے معانقہ کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لیا۔ ام قرفہ کی لڑکی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک دوسرے صحابی کو دے دیا۔[۱۰۳]

سریہ عبداللہ بن عتیک

☆ سالار عسکر:۔ حضرت عبداللہ بن انیس

☆ تعداد لشکر:۔ چند آدمی

☆ منزل مقصود:۔ مکار دشمن کا خاتمہ

☆ مشن:۔ ابو رافع کا قتل

۱۰۳۔ ابن سعد الطبقات الکبریٰ ج:۲، ص ۹۰

Marfat.com

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ ابورافع

☆ تاریخ:۔ ۶ھ

ابورافع بھی اسلام دشمنی اور سازش جیسی صفات کی بناء پر گویا کعب بن اشرف کا برادرعزیز تھا۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا تھا اور اسلام کے خلاف دشمنوں کی معاونت کرتا تھا۔ ابورافع نے قبیلہ غطفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں بہت طریقوں سے مدد دی تھی۔ اس نے بھی جنگ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف فوجیں اکٹھی کی تھیں۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابورافع نے غطفان اور دیگر مشرکین عرب کی بہت بڑی جمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جمع کی تھی۔۔ نیز یہ کعب بن اشرف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مدد دیتا تھا۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی کعب کی طرح خود کبھی کسی میدان میں لڑنے نہیں آیا بلکہ پردے کے پیچھے سے دشمنوں کو مال اور فوجوں سے مدد دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف استعمال کرتا رہا۔ اس لئے اس کا انجام بھی وہی ہو جو کعب بن اشرف کا ہوا اور اس کے لئے عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک یہ واقعہ ۳ھ میں ہوا کوئی کہتا ہے کہ یہ ۵ھ میں ہوا ابن سعد کے مطابق یہ واقعہ ۶ھ میں ہوا۔ [۱۰۴]

سریہ جموم

☆ سالار عسکر:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۵۰

☆ منزل مقصود:۔ جموم کی وادی

۱۰۴۔ ابن سعد طبقات الکبریٰ۔ ج ۲۔ ص ۹۰۔

Marfat.com

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ اور دفاع

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ تاریخ:۔ ربیع الآخر ۶ ھ

ربیع الآخر ۶ ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جموم کی جانب بھیجا جو کہ مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر تھا وہاں پر بنی سلیم کے قبائل آباد تھے۔ وہ اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ لوگوں کو اسلام کے خلاف نہ بھڑکائیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں پہنچ کر ایک عورت ملی جس نے دشمنوں سے متعلق خبریں بہم پہنچائیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا حال معلوم کر کے اچانک حملہ آور ہوئے دشمن بھاگ گیا۔

دشمن کے کچھ قیدی ہاتھ آئے اس کے علاوہ کئی اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اسلامی فوجی دستہ دو دن میں فتح حاصل کر کے مدینہ طیبہ آ گیا۔[105]

سریہ عبداللہ بن رواحہ

☆ سالار عسکر:۔ عبداللہ بن رواحہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰ مجاہد

☆ منزل مقصود:۔ قبیلہ غطفان

☆ مشن:۔ تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ اسیر بن رزام

---

۱۰۵ طبقات ابن سعد۔ ج ۲۔ ص ۶۲، ۶۳

Marfat.com

☆ تاریخ:۔شوال ۶ھ

ابورافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اسیر بن رزام کو اپنا امیر بنایا۔ یہ ابورافع سے بھی بڑا ہٹ دھرم تھا۔ اس نے بھی اسلام کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے گھوم پھر کر اپنے خیالات کا پرچار کیا اور کئی قبائل اپنے ساتھ ملا لئے۔ جن میں قبیلہ غطفان سر فہرست تھا۔ وہ سارے مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین جاسوس عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ روانہ کئے وہ ساری صورتحال معلوم کر کے آئے اور صحیح خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۳۰ مجاہد دئے کہ ان کے ساتھ صلح صفائی کر کے ان کو بلا کر لائے کہ وہ اسلام لا کر امن و سلامتی میں داخل ہو جائیں۔ اس دستے کا راہبر حضرت ابوحدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے آپ اس اسلامی فوجی دستہ کو مدینہ سے غطفان تک لے کر گئے۔

اسیر بن رزام نے بھی ۳۰ آدمی اپنے ہمراہ لئے اور کئی اونٹ لے کر روانہ ہوئے۔ ہر اونٹ پر ایک مسلمان اور ایک گمراہ تھا۔ راستہ میں آ کر ان کی نیت بدل گئی۔ اسیر بن رزام نے کئی بار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار اٹھائی مگر وہ چوکس تھے۔ صورتحال کو بھانپ گئے۔ مسلمان سالار نے کئی بار تو درگزر کی مگر مجبور ہو کر ان سے لڑائی چھڑ گئی۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے اور تمام یہودی قتل کر دئے گئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے الحمدللہ کوئی شہید نہیں ہوا، صرف حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم آیا۔ سالار لشکر مدینہ آ کر رسول اللہ سے ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"قَدْ نَجَاءَ كُمُ اللّٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ"

اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کے زخم پر اپنا لعاب مبارک رکھا۔ زخم فوراً اچھا ہو گیا۔ اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ [۱۰۶]

---

۱۰۶ سیرت المصطفیٰ از محمد ادریس کاندھلوی ج۔۲،ص ۳۴۳،۳۴۴۔

Marfat.com

سریہ کرز بن جابر موئے عرینین

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت کرز بن جابر الفہری
- ☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰ مجاہدین اسلام
- ☆ منزل مقصود:۔ مرتدین اسلام کی کمین گاہ
- ☆ مشن:۔ شہید مسلمانوں کا بدلہ لینا
- ☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے
- ☆ مدمقابل کمانڈر:۔ عرینہ کے لوگ
- ☆ تاریخ:۔ شوال ۶ھ

قبیلہ عرینہ اور عکل کے کچھ اعرابی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، انہوں نے اول اول مدینہ میں رہنا شروع کر دیا مگر کسی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ اس طرح وہ اعرابی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہم دیہاتی طبع کے لوگ ہیں۔ اب تک ہمارا گزارا دودھ پر ہوا ہے ہم غلہ کے عادی نہیں ہیں ہمیں مدینہ کی ہوا موافق نہیں ہے اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ ان کے دودھ سے ہمارا گزارا ہوتا رہے گا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا اور ان کو وہاں رہنے کی اجازت عطا فرمادی۔

وہ سارے اعرابی جنگل میں چلے گئے۔ مسلمانوں کے جانوروں کا دودھ پیا اور چند دنوں میں موٹے اور توانا ہو گئے۔ اس وقت ان کو ایک شرارت سوجھی اور وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ مسلمانوں کے جانوروں کے چرواہے کو قتل کیا اس کے جسم کے اعضاء کاٹے اور جنگل میں بکھیر دئے۔ اور مویشیوں کو بھگا لے گئے۔

اس شرارت کی اطلاع سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے شوال ۶ھ میں کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۲۰ مجاہدین کے ساتھ ان گمراہوں کے سد باب کا

Marfat.com

حکم دیا۔ مسلم سالار اپنے فوجی دستے کو لے کر دشمنوں کے تعاقب میں گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے لوگوں کو قیدی بنالیا اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قصاص کا حکم دیا۔ اوران کو اسی طریقے سے قتل کیا جس طریقے سے انہوں نے مسلمان نگران کو قتل کیا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے حکم ہوا کہ خواہ کوئی اسلام کا کتنا ہی بڑا دشمن کیوں نہ ہو اس کا مثلہ نہیں کیا جائے گا یعنی کہ اسلام نے مثلہ کو حرام کردیا۔ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو ہلاک کرتا ہے اور اس کا مثلہ کرتا ہے تو بدلے میں صرف اس کافر کو قتل کیا جائے گا مثلہ نہیں کیا جائے گا۔ [107]

غزوہ حدیبیہ

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۵۰۰

☆ منزل مقصود:۔ مکہ مکرمہ۔

☆ مشن:۔ بیت اللہ کا حج

☆ نتیجہ:۔ معاہدہ ہوا کہ مسلمان اگلے سال حج کریں گے۔

☆ تاریخ:۔ یکم ذی القعدہ الحرام ۶ھ۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ [108]

"تحقیق راضی ہو گیا اللہ ایمان والوں سے جب کہ (اے نبی!) وہ تجھ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔ پس جو کچھ ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ نے معلوم کیا، پھر اتارا اللہ نے سکینہ ان پر اور

[107] علامہ زرقانی۔ ج۲،ص ۱۷۶ [108] قرآن مجید سورۃ الفتح آیت: ۱۸

Marfat.com

بدلہ میں ان کو فتح قریب دی"۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا ہے اس کے بعد کسی نے بال کٹوائے ہیں اور کسی نے کتروائے ہیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس خواب کا ذکر ہوا تو سب کے دل زیارت کعبہ کے شوق سے لبریز ہو گئے۔ چنانچہ اسی سال ذیقعدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جونہی عمرہ کے ارادے عازمِ سفرِ مکہ ہوئے تو تقریباً پندرہ سو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے عازم سفر ہو گئے۔ اس اسلامی لشکر کے راہبر حضرت عمرو بن عبدنہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے آپ اس اسلامی لشکر کو مدینہ سے حدیبیہ تک لے کر گئے۔ یہ قدوسی صفات قافلہ جب حدیبیہ پہنچتا ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی اور بار بار اٹھانے پر بھی وہ نہ اٹھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اونٹنی کی یہ عادت نہیں کہ خود بخود بیٹھ جائے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اس لئے یہ خود نہیں بیٹھی بلکہ اس کو بٹھایا گیا ہے۔

اونٹنی کے بیٹھنے کے ساتھ ہی منشاءِ خداوندی کے مطابق میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خدا کی قسم اگر قریش شعارء اللہ کی تنظیم پر مجھ سے کسی امر کی درخواست کریں گے میں اس کو ضرور منظور کروں گا"۔

یہ ارشاد فرما کر اونٹنی کو اٹھایا تو وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی پر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے کنویں کے پاس قیام فرمایا۔ گرمی تھی، پیاس کا عالم تھا، زبانیں سوکھ رہی تھیں اور کنویں میں پانی قلیل تھا اس لئے بہت جلد ختم ہو گیا اور نہ وضو کے لئے پانی رہا اور نہ پینے کے لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا تیر لے جاؤ اور گڑھے میں اس کو گاڑھ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی دو عالم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کا تیر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گڑھے میں گاڑھ دیا تو وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کی ضرورت کو پورا کیا۔

مقامِ حدیبیہ میں قیام کے دوران بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ قریشِ مکہ کسی بھی صورت میں مسلمانوں کو مکہ مکرمہ داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفیر کے طور پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا تاکہ وہ قریش مکہ کو اس بات پر آمادہ کر سکیں کہ وہ مسلمان صرف عمرہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ مکرمہ داخل ہو گئے اور ابوسفیان جو کہ قریش کا سردار تھا اس کو یقین دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ کے علاوہ کوئی اور ارادہ نہیں ہے۔

ابوسفیان نے کہا کہ ''اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر آپ اکیلے طواف کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے''۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ اس جواب پر ابوسفیان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر دیا۔ اس پر کسی نے غلط خبر مشہور کر دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مغموم ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتلِ عثمان کا بدلہ لینے کے لئے پندرہ سو صحابہ سے موت کی بیعت لی اسی کا نام بیعت رضوان ہے

اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رضاء کا اعلان یوں فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ [۱۰۹]

ترجمہ:۔ ''تحقیق راضی ہو گیا اللہ ایمان والوں سے جب کہ (اے نبی!) وہ تجھ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔ پس جو کچھ

۱۰۹ قرآن مجید سورۃ الفتح آیت: ۱۸

Marfat.com

ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ نے معلوم کیا، پھر اتارا اللہ نے سکون ان پر اور بدلہ میں ان کو فتح قریب دی"۔

اس کے علاوہ سرور عالم نے اپنے ایک جاسوس حضرت بسر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صورتحال کے مطالعہ کے لئے بھیجا کہ اہل مکہ کی جاسوسی کر کے آؤ۔ حضرت بسر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور اپنا کام کر آئے۔

قریش مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے صلح کے لئے راہ ہموار کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ پہلے سفیر "بدیل بن ورقاء" آئے ان کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لڑنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو عمرہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ اگر قریش مکہ مجھے عمرہ کرنے دیتے ہیں تو بہتر ورنہ میں صلح کرنے کو بھی تیار ہوں اور اگر قریش صلح بھی نہیں کرتے تو مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور ان سے قتال و جہاد کروں گا اگرچہ میری گردن ہی کیوں نہ جدا ہو جائے۔

بدیل نے قریش مکہ کو جا کر حالات سے آگاہ کیا تو عروہ بن مسعود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی وہی جواب دیا جو بدیل کو دیا تھا۔ عروہ اس سے مطمئن نہیں ہوتا اور بول اٹھتا ہے:

"اے محمد! جب لڑائی ہوئی تو آپ کے ساتھی جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں یہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے"

اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ کہا:

"خبردار ایسی بات مت کرو، ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے۔"

کچھ وقفہ کے بعد اس عروہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر بات شروع کر دی تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی جھٹکے سے عروہ کا ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ مشرک کا ناپاک ہاتھ

Marfat.com

نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک چہرہ پر نہیں لگ سکتا۔عروہ نے جب نہایت ہی سنجیدگی سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکاروں کا جائزہ لیا تو اس کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ دنیا کی کوئی طاقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جان نثاروں کی راہ نہیں روک سکتی اور وہ اپنا سامنہ لے کر مکہ روانہ ہو گیا۔اور مکہ پہنچ کر کہا کہ لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں ان سے صلح ہی میں فائدہ ہے کیونکہ جو نقشے میں دیکھ آیا ہوں ان کی بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثار صحابہ کو دنیا کی کوئی طاقت نہ مغلوب کرسکتی ہے اور نہ مرعوب کرسکتی ہے۔

قریش مکہ نے آخر میں سہیل بن عمرو کو مکہ کا سفیر بنا کر بھیجا جو نہایت ہی زیرک اور معاملہ فہم اور طاقت لسانی کے بل بوتے پر خطیب قریش کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔یہ سہیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور ایک تاریخی معاہدہ وصلح نامہ احاطہ تحریر میں لایا گیا اور یہ تاریخی خدمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی:۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لکھو۔تو سہیل بن عمرو بول اٹھا کہ ہم نہیں جانتے کہ "رحمٰن ورحیم" کیا ہے بلکہ عربی دستور کے مطابق

بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ

لکھو چنانچہ ایسا ہی لکھا گیا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هٰذَا مَاقَضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

سہیل بن عمر بول اٹھا کہ جھگڑا تو اسی بات کا ہے اس لئے رسول اللہ کا نام مٹا دیا جائے اور محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امحہ یا علی (اے علی! لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے مٹادو) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ

Marfat.com

رسول اللہ کے لفظ کے کاٹنے کا کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں ''رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ''لفظ رسول اللہ'' کو مٹا دیا۔

الغرض معاہدہ طے ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ مشرکین مکہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فریق اور سیاسی طاقت تسلیم کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب سفارت کا نمونہ اور شرائط صلح:

☆ مسلمان اس برس واپس چلے جائیں۔
☆ اگلے سال صرف تین دن مکہ قیام کے لئے آئیں۔
☆ بغیر ہتھیاروں کے آئیں صرف تلوار وہ بھی نیام میں لا سکتے ہیں۔
☆ مکہ سے کسی مسلمان کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے اور اگر کوئی خود مکہ سے جائے تو وہ واپس کیا جائے گا اور مدینہ سے آئے ہوئے کو ہم واپس نہیں کریں گے۔
☆ قبائل عرب کو اختیار ہے کہ فریقین میں سے جس کا چاہیں ساتھ دیں۔

اسیر حق ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابھی یہ معاہدہ طے ہی پا رہا تھا کہ اسی سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل بیڑیوں میں جکڑا ہوا، جسم تشدد سے چور چور اور جسم پر زخموں کے نشانات، ہانپتا کانپتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے فرمایا کہ ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمارے ساتھ جانے دو۔ سہیل بولا کہ معاہدے کی پابندی تو یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ اچھا صرف میری ذاتی خواہش پر اسے جانے دو مگر

Marfat.com

سہیل نے ایک نہ مانی آخر مجبوراً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:۔

يَا اَبَا جَنْدَلُ اِصْبِرْ وَ احْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَّكَ وَ لِمَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَرَجًا. وَ مَخْرَجًا. اَنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا وَ اِنَّا لَا نَغْدَرُهُمْ. [۱۱۰]

''ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر اور ضبط سے کام لو۔ خدا تمہارے لئے، مظلوموں کے لئے کوئی راہ نکالے گا۔ اب صلح ہوگئی ہے اس لئے صلح کے خلاف کوئی عہد شکنی نہیں ہو سکتی''۔

اس صبر کے درس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہوئے کہ ہم حق پر ہیں پھر دب کر اس قسم کی صلح کیوں؟۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں سورت فتح کا نزول ہوتا ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا. [۱۱۱]

''بے شک ہم نے کھلم کھلا فتح عطاء فرمائی''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمع کر کے یہ سورت سنائی۔ صحابہ جو اس صلح کو اپنی شکست سمجھے ہوئے تھے یہ سن کر کہنے لگے کہ یارسول اللہ! کیسی فتح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔ (ابوداؤد)

صلح حدیبیہ ایک عظیم الشان فتح تھی۔ چنانچہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی وقفہ میں بہت جید اصحاب اسلام لائے جن میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

---

[۱۱۰] ابن ھشام

[۱۱۱] قرآن مجید سورۃ الفتح آیت:1

Marfat.com

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں اور جب فتح مکہ کا موقعہ آتا ہے تو بہت سے لوگ اسلام لاتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں پہلے ہی اسلام کی محبت جم چکی تھی۔ ایک عام سا مشہور شعر ہے:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ اسے عزت دیتے ہیں جب کوئی اپنے کو حقیر سمجھتا ہے تو خدا اسے عظمت سے ہمکنار کرتا ہے۔

غزوہ خیبر اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ سالار عسکر:۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۶۰۰ مجاہدین اسلام

☆ منزل مقصود:۔ خیبر کی وادی

☆ مشن:۔ یہود خیبر سے مقابلہ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ خیبر کے قلعوں کے کئی یہودی

☆ تاریخ:۔ محرم ۷ھ

یہ غزوہ چھ ہجری میں پیش آیا۔ بعض کے نزدیک سات میں۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ چھ ہجری اپنے اختتام کو تھی اور سات ہجری شروع ہونے والی تھی۔ ایک قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم سات ہجری کے بیس دن مدینہ میں گزارے اور بعد میں خیبر کا رخ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر روانگی سے قبل مدینہ میں حضرت سباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عرطفہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

Marfat.com

حدیبیہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ فتح نازل ہوئی جس کی آیات ۱۸ تا ۲۰ بالاتفاق فتح خیبر کی پیش گوئی کا مظہر ہیں۔ ترجمہ: ''اور ان کو عنقریب ظاہر ہونے والی فتح سے نوازا۔ اور بہت سی غنیمتوں سے بھی جن کو وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم پاؤ گے''۔ یہ اشارہ فتح خیبر اور ان غنائم کی طرف ہے جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

اس آیت کا اشارہ فتح خیبر کی طرف ہے اس فتح میں مسلمانوں کو وافر مقدار میں مال غنیمت ملا تھا۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں میں اہل خیبر کا بہت دخل ہوتا تھا۔ لہٰذا قریش سے فارغ ہو کر اب اس فتنے کی جڑ کاٹنے کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری تھا۔ فتح خیبر جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد فوراً مل گئی اور مال غنیمت بہت آیا جس سے صحابہ آسودہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے ہجرت اور قیام مدینہ کے بعد واسطہ پڑا۔ یہ سب سے قدیم آباد کار دولتمند، زمیندار، تجارت پیشہ اور صنعتکار لوگ تھے۔ اسلام مدینہ میں آیا تو یہود کو اس سے خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے اسلام کے خلاف خفیہ اور اعلانیہ شرارتوں کا آغاز کر دیا۔

غزوہ کے اسباب

☆ یہودی مسلمانوں کے شروع ہی سے دشمن تھے اور وہ مسلمانوں کا خاتمہ چاہتے تھے۔

☆ اسلام دشمن یہودی سردار کعب بن اشرف کا قتل بھی یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ پر مجبور کر رہا تھا۔

☆ یہودی قبیلے بنو نضیر کا مدینے سے اخراج اور ان کی زمینوں پر مسلمانوں کا قبضہ بھی یہود کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہا تھا۔

Marfat.com

☆ خیبر کے سردار ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے بعد اس کے جانشین اسیر بن رازم نے یہودیوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی بھرپور تیاری شروع کر دی۔

☆ غزوہ خندق میں بدعہدی کی بنا پر بنو قریظہ کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل بھی اس غزوہ کا باعث بنا۔

☆ جنگ احزاب میں ناکام رہ کر یہود کی آتش غضب اور بھی مشتعل ہو گئی اور غطفان اور اہل خیبر کی ہمت بڑھ گئی۔ اور انہوں نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا اور حضرت ابوذر کے بیٹے کو جو اونٹوں کی حفاظت پر معمور تھا شہید کر ڈالا۔

☆ خیبر کے یہود مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان کا استحصال کرنے کے لئے قبائل کو بھڑکاتے رہتے تھے۔

☆ امیر والئی خیبر نے کہا کہ میرے پیشروؤں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو تدبیریں اختیار کیں وہ غلط تھیں۔ خود یہود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست پر براہِ راست حملہ کرنا چاہیے۔ یہود کی سازشوں کی اطلاع ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کی طرف روانہ کیا۔ والئی خیبر اسیر سے بات چیت ہوئی تو اس نے دھوکے سے مسلمان ساتھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا چاہا مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسیر کو قتل کر دیا۔ جس پر یہود مشتعل ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ محرم ۷ھ کو خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس اسلامی لشکر کے راہبر حضرت حسیل بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن نعیم، حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو عریض رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے آپ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اسلامی لشکر کو مختلف مراحل میں مختلف قلعوں تک لے گئے۔

خیبر اسلامی ریاست کے خلاف ایک نہایت ہی فعال سیاسی اڈہ تھا اور جنگی سازشوں کا مرکز بھی۔ مدینہ کی زندہ و بیدار حکومت اس کے وجود کو بہر حال گوارا نہیں کر سکتی

Marfat.com

تھی۔اہل ایمان کا مقصد نہ جنگ تھا نہ فتوحات نہ غنیمت نہ انتقام اور نہ ملک گیری۔ان کے پیش نظر اعلائے کلمۃ اللہ تھا جسے دوسرے لفظوں میں انسانی اقدار کا قیام کہا جا سکتا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی کاروائی میں مصروف تھے اس وقت عبداللہ بن ابی منافق نے خیبر کے یہودیوں کی طرف خط لکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے اوپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تو تم اپنا دفاع کر لو اور ان سے مت ڈرنا۔دورانِ سفر حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔اشعار سن کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اونٹنی سے اترو اور اشعار سے قافلہ والوں کو گرماؤ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاعرانہ کلام نہایت پر جوش اور توحید سے لبریز تھا۔

مسلمانوں کی تعداد ۱۴۰۰ پیادہ اور ۲۰۰ سوار تھے۔ازواج مطہرات میں سے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔یہودیوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔

خیبر کے مختلف قلعے تھے جن کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کارروائی کے لیے بھیجا۔تمام کامیاب لوٹ کر واپس آئے۔سب سے اہم اور مضبوط ترین قلعہ قموص تھا اس میں خیبر کا مشہور پہلوان مرحب تھا۔جو ایک ہزار آدمیوں کے برابر تصور کیا جاتا تھا۔قموص پر کئی حملے ہوئے مگر وہ ناکام ہو گئے بیس دن کے طویل محاصرے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

یہ جملہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اے اللہ! تو جس نعمت کو روک دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور جو نعمت تو دینا چاہے اسے روکنے والا کوئی نہیں۔صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھیں بہت خراب ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ان کو میرے

Marfat.com

پاس لائے اس پر حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ان کو لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اپنی گود میں رکھا اور ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس سے ان کی آنکھیں تندرست ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علم دیا اور صحابہ کی معیت میں روانہ کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچم کو لہراتے ہوئے قلعہ قموص کی طرف بڑھے اور علم کو قلعہ کے نیچے نصب کر دیا۔ اس کے بعد قلعہ والے نکل کر ان کی طرف بڑھے۔ سب سے آگے مرحب تھا۔ مرحب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے گا۔ پورا خیبر جانتا ہے کہ میرا نام مرحب ہے جو بڑا بہادر اور تجربہ کار ماہر جنگ ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام "حیدر" رکھا ہے جو بہت ہی خوفناک جھاڑیوں کا شیر ہے۔ پھر دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب پر تلوار کا وار کیا تو مرحب نے وار کو ڈھال پر روکا۔ تلوار نے ڈھال کو بھی پھاڑ ڈالا اور خود کو بھی۔ خود کے نیچے جو پتھر تھا اس کو توڑتے ہوئے کھوپڑی کو پھاڑ دیا اور مرحب کے دانتوں میں آن پھنسی اور اس کے بعد وہ نیچے گر گیا اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد مرحب کا بھائی یاسر مقابلے پر نکلا اور مسلمانوں کو للکارا اور اس کے جواب میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے پر گئے۔ دونوں میں خوب مقابلہ ہوا اور بالآخر یاسر قتل ہو گیا۔ اس پر یہودیوں کی کمر ٹوٹ گئی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

اس معرکہ میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور ۲۰ مسلمان شہید ہوئے۔

جب یہود اپنے مال و متاع اور اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے امن کی درخواست کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور حسب ذیل شرائط پر ان کی جان بخشی کر دی۔

(۱) زمین و باغات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گا اور یہود اپنے گھروں میں رعایا کی حیثیت سے آباد رہیں گے۔

Marfat.com

(۲) اہل یہود ہتھیار، مویشی اور اپنا سارا مال ومتاع بہادرانِ اسلام کو بطور تاوان جنگ دیں گے۔

(۳) اگر خلاف معاہدہ نقدی وغیرہ میں سے کوئی چیز مسلمانوں سے مخفی رکھی گئی تو صلح ٹوٹ جائیگی اور مسلمانوں کو قتل وغارت اور جلاوطن کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد یہودیوں سے نہایت اچھا سلوک کیا تا کہ یہود اپنی ریشہ دوانیوں کو ترک کر کے مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات استوار کریں اور امن امان سے رہیں۔ فتح کے بعد خیبر کی زمینوں پر مسلمانوں کا حق تھا لیکن جب یہود نے درخواست کی کہ نصف زمین پیداوار کی ادائیگی کے عوض انہی کے پاس رہنے دی جائے تو محسن انسانیت نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ معاہدہ صلح کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہود سے اس مال ودولت کے بارے میں پوچھا جو وہ مدینہ سے لیکر آئے تھے۔ کنانہ بن ربیع نے اس کے بتانے میں غلط بیانی کی۔ اس پر ایک دوسرے یہودی نے مطلوبہ مال جنگل سے برآمد کروادیا۔ معاہدہ کی روشنی میں کنانہ کو قتل کر دیا گیا اور اس کے خاندان کی عورتیں اور بچے غلام بنالیے گئے۔

ایک جاسوسہ کی کارروائی

خیبر میں قیام کے دوران سلام بن مشکم کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی لقمہ لیا تھا جو کہ ابھی حلق میں اترا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کیونکہ وہ دو چار لقمے کھا چکے تھے اس لیے جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے اس سازش میں یہود کے تمام عمائد شریک تھے اس موقعہ پر اگر کوئی اور فاتح ہوتا تو تمام یہود کے قتل کا حکم دے دیتا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ رحمت تھے اور ہمیشہ مخالفین سے نرمی کا برتاؤ کرتے تھے تا کہ وہ راہِ راست پر آجائیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے قصاص میں صرف زینب بنت حارث کو ہی قتل کروایا۔

☆ یہود کی وادیاں جو مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے مراکز تھیں پر قبضہ کے نتیجہ میں یہود کی سازشیں ختم ہو گئیں۔

☆ مدینہ سے باہر بھی اسلام کا اثر قائم ہو گیا۔

☆ یہود کی وادیاں شام اور عرب کے درمیان ایک دروازے کی حیثیت رکھتی تھیں ان کی فتح سے شام کی طرف سے حملے کا خطرہ ختم ہو گیا۔

☆ قریش مکہ کو فتح خیبر کا بہت صدمہ ہوا اس سے اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔

☆ خیبر سے مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ملا جس سے مسلمان خوشحال ہو گئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فتح خیبر سے قبل ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجور نہیں کھائی تھی۔

غزوہ خیبر کے سلسلے میں متعدد نئے احکام جاری ہوئے۔ درندے جانور، پنجہ والے پرندے، گدھے اور خچر حرام قرار دیے گئے۔

غزوہ عمرۃ القضاء

☆ سالار عسکر:۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰۰۰ صحابہ کرام

☆ منزل مقصود:۔ بیت اللہ

☆ مشن:۔ بیت اللہ کا طواف

☆ نتیجہ:۔ مسلمانوں نے شان و شوکت سے حج کیا۔

☆ تاریخ:۔ ذی قعدہ ۷ھ

صلح حدیبیہ میں قریش سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ مسلمان امسال بغیر عمرہ و حج کے لوٹ

Marfat.com

جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آجائیں اور عمرہ کر کے صرف تین دن ادھر ٹھہریں اس بنا پر سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کا چاند دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس عمرہ کی قضاء کے لئے روانہ ہوں جس سے مشرکین مکہ نے ان کو روکا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی رہ نہ جائے۔ چنانچہ بجز ان لوگوں کے کہ وہ اس دوران راہ الٰہی کے راہی ہوئے تمام مسلمان شامل ہو گئے۔ تمام مسلمان بڑے خوش تھے۔ کیونکہ ان کو انکی دلی تمنا پوری ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۰۰ مسلمانوں کی جمیعت کے ہمراہ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابورہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر کیا گیا۔ مسلمانوں کے ہمراہ ہدیٰ کے ۷۰ اونٹ تھے۔ ذوالحلیفہ آ کر سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد گئے وہاں سے احرام باندھا دوسرے مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی۔ صلح نامہ میں یہ شرط بھی تھی کہ مسلمان اپنے ساتھ صرف ایک تلوار لائیں گے اور وہ بھی میان میں بند ہو گی لہذا اس معاہدے کا مکمل احترام کیا گیا۔ مسلمانوں کی آمد کا سن کر کفار۔ نے شہر خالی کر دیا تھا۔ مسلمان اونچی آواز میں تلبیہ کہہ رہے تھے اور منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار تھے۔ اور اونٹ کی نکیل حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھام رکھی تھے۔ اور تمام مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھے۔ آج سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب پورا ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیشین گوئی پوری کر دکھائی۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا جو واقعہ کے مطابق ہے کہ تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ۔ اس حال میں کہ تم میں سے کوئی سر منڈاتا ہو گا اور کوئی بال کترواتا ہو گا۔ تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے عنقریب ایک اور فتح ہو گی۔[۱۲]

Marfat.com

جس فتح کی پیشین گوئی کی گئی ہے وہ فتح خیبر ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن گزار کر واپس لوٹ رہے تھے تو ایک المناک واقعہ سامنے آیا وہ یہ حضرت امیر حمزہ کی بیٹی سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا، چچا، چچا پکارتی ہوئی آئی۔ حالانکہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم اس بچی کے چچا زاد بھائی تھے۔ لیکن انہوں نے احترام کے طور پر ایسا کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا لیکن بعد میں اس لڑکی کو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا گیا کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کو اپنے چچا کی لڑکی ہونے کا دعوی کر رہے تھے۔ مگر وہ لڑکی کو خالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کی گئی۔

ماہ ذی الحجہ میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی ادائیگی کر کے واپس مدینہ لوٹ آئے۔[۱۱۳]

سریہ اخرم بن ابی العوجاء

☆ سالار عسکر:۔ حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۵۰

☆ منزل مقصود:۔ بنوسلیم

☆ مشن:۔ بنوسلیم کی سرکوبی

☆ نتیجہ:۔ مسلمان شہید ہو گئے

☆ تاریخ:۔ ذی الحجہ ۷ھ

ماہ ذی الحجہ ۷ھ کو مرے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنوسلیم کے لوگ

---

۱۱۲ قرآن مجید سورۃ الفتح آیت ۲۷ ۱۱۳ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ج ۲۔ ص ۳۷۰

Marfat.com

اسلام سے باغی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں ۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی اصلاح کے واسطے حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۵۰ مجاہدین فوجی دستہ کی قیادت سونپی اور مشن کی طرف روانہ کیا ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنوسلیم کی طرف رواں دواں ہو گئے بنوسلیم نے مسلمانوں کی اس جماعت پر تیر اندازی کی اور تمام مجاہدین کو شہید کر دیا ۔ حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی قدرت سے زندہ بچ گئے اور اگلے ماہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کا بڑا دکھ ہوا ۔ مگر اللہ تعالیٰ کے کرم سے بنوسلیم کے لوگ خود ہی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا ۔[۱۱۴]

سریہ غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سالار عسکر :۔ غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر :۔ ۵۰

☆ منزل مقصود :۔ کدید

☆ مشن :۔ گمراہوں کی اصلاح

☆ نتیجہ :۔ مسلمان کامیاب ہوئے ۔

☆ تاریخ :۔ صفر ۸ھ

صفر ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنی الملوح کے لوگ اسلام سے متنفر ہیں اور اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام کدید کی جانب بنی الملوح کی اصلاح کے لئے ۵۰ مجاہدین کی قیادت سونپ کر روانہ کیا ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وادی میں پہنچ کر شب خون مارا اور ان کے اونٹ وغیرہ پکڑ کر مدینہ کی طرف چل دیئے ۔

---

[۱۱۴] ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ، ج ۲، ص ۸۹ ۔

Marfat.com

بنی الملوح کی ایک جماعت متحد ہوئی اور مسلمانوں کے تعاقب میں دوڑی۔ جب گمراہوں نے دیکھا کہ مسلمان تھوڑے ہیں تو انہوں نے زور سے مسلمانوں کا پیچھا کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد خدائی طاقت سے کی اسی وقت بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔ مسلمانوں اور گمراہوں کے درمیان میں ایک ندی تھی اس ندی میں اس کمال کی طغیانی آئی کہ گمراہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی رہ گئے اور مسلمان اللہ کے کرم سے صحیح سالم مدینہ منورہ آگئے۔[115]

سریہ شجاع بن وہب

☆ سالارِ عسکر:۔ حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن وہب اسدی۔

☆ تعدادِ لشکر:۔ ۵۰ مسلمان

☆ منزلِ مقصود:۔ ذات عرق

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۸ھ

ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن وہب اسدی کی سرکردگی میں ۵۰ آدمیوں پر مشتمل فوجی دستہ کو بنو عامر کی طرف ذات عرق کے مقام پر بھیجا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے پانچ راتوں کی مسافت پر تھا۔ اسلامی فوج کی دشمن سے ایک معمولی سی لڑائی ہوئی۔ لڑائی کے بعد دشمن بھاگ گیا اور مسلمانوں کو مال غنیمت میں اونٹ اور کثیر تعداد میں بھیڑ بکریاں ملیں۔[116]

---

[115] علامہ زرقانی، ج:۲، ص:۲۶۶۔ [116] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۲، ص ۱۲۷

Marfat.com

سریہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سالار عسکر:۔حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰۰

☆ منزل مقصود:۔ جہینہ کا علاقہ

☆ مشن:۔ تبلیغ اسلام

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔ رجب ۸ھ

رجب ۸ھ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ جہینہ والے اسلام کی دشمنی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں ۳۰۰ مجاہدین کو بھیجا کہ وہ دشمن کی معلومات بھی حاصل کریں اور ان کی اصلاح بھی کریں۔ یہ فوجی دستہ اپنے مشن پر روانہ ہوا۔ جہینہ ساحل سمندر کی طرف واقع ہے۔ اس معرکہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک اور واقعہ کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔

اس کارروائی کے دوران رسد کا مال ختم ہو گیا اور مجاہدین بھوک سے بے تاب ہو گئے اسی دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور مسلمانوں کی خفیہ طریقے سے مدد کی اور مسلمانوں کے لئے ایک بڑی مچھلی جو عنبر کہلاتی تھی شکار کروائی۔ وہ مچھلی بہت بڑی تھی مسلمانوں کی جماعت نے کئی دن اس کو کھایا۔ اس کے گوشت سے مسلمان توانا ہو گئے اور مسلمان اس مچھلی کا گوشت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی لیکر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت کو قبول فرمایا۔[۱۱۷]

---

[۱۱۷] ابن سعد طبقات الکبری، ج:۲ص۱۳۲

Marfat.com

غزوہ فتح مکہ

☆ سالار عسکر: اللہ کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ مکہ

☆ مشن:۔ مکہ کو اسلام کی دعوت

☆ نتیجہ:۔ مکہ فتح ہوا

☆ مد مقابل کمانڈر:۔ ابو سفیان

☆ تاریخ:۔ رمضان المبارک ۸ھ۔

اسلام چونکہ عالمگیر مذہب ہے اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بھی قرآن نے بیان کیا ہے۔ اسی مشن کی تکمیل کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مصائب اور تکالیف برداشت کیا۔ حتّٰی کہ آپ کو اپنے محبوب شہر مکہ سے ہجرت کرنی پڑی لیکن مشن سے لگن اور محبت اور اللہ کی طرف سے وعدۂ نصرت کے باعث ایک طویل جدوجہد کے بعد آپ اپنے محبوب شہر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور یہ فتح دین اسلام کے غلبہ کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہوئی۔ ان سطور میں ہم فتح مکہ کے واقعات پر بحث کریں گے۔

اسباب

اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کرنا:۔ اعلان توحید کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے مقدم فرض خانہ کعبہ کو بتوں کی آلائش سے پاک کرنا تھا۔ خانہ کعبہ توحید کا سب سے پہلا اور واحد مرکز تھا۔ لیکن قریش کی دشمنی اور قبائل عرب کی عام مخالفت نے اب تک اس کا موقعہ نہ دیا۔

صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی:۔ صلح حدیبیہ کی بدولت ایک مرتبہ مسلمان عمرہ کی

Marfat.com

سعادت حاصل کر چکے تھے لیکن قریش زیادہ دنوں تک صلح حدیبیہ پر قائم نہ رہ سکے۔ حدیبیہ کی صلح کے مطابق بنی خزاع مسلمانوں کا حلیف ہو گیا تھا۔ اور اس کے حریف بنی بکر قریش کے دوست ہو گئے تھے۔ معاہدہ کی رو سے فریقین میں سے کسی کو دوسرے کے حلیف پر ہاتھ اٹھانے کا حق حاصل نہ تھا۔ بنی بکر کی حمایت میں قریش نے معاہدہ کے خلاف حرم میں بنی خزاع کے آدمی کو قتل کیا جو مسلمانوں کا حلیف تھا۔ بنی خزاع حضورؐ کے پاس فریاد لیکر آئے اور آپؐ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ خون بہا ادا کریں یا بنی بکر کی حمایت چھوڑ دیں ورنہ اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قریش کا معاہدہ توڑنے کا اعلان:

قریش نے متکبرانہ انداز میں اعلان کر دیا کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ جب قاصد لوٹ گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ مبادا مسلمان حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے انہوں نے فوراً ابوسفیان کو تجدید معاہدہ کیلئے بھیجا لیکن وہ بغیر تجدید معاہدہ کے ناکام واپس لوٹا۔ اس کے بعد آپؐ نے باقاعدہ مکہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اپنے حلیف قبائل کو بھی تیاری کا حکم دیا اور جنگی تیاریوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ رکھا۔

کارروائی

مدینہ سے لشکر اسلام کی روانگی:

جب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت اس اسلامی لشکر کے راہبر حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے آپ اسلامی لشکر کو مدینہ سے مکہ کی طرف لے کر آئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان لشکر کو مکہ کی طرف مختصر ترین راستہ بتایا اور کامیاب راہبری فرمائی۔ اسلامی لشکر نے مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر مرالظہر ان کے مقام پر قیام کیا۔ قریش کو مسلمانوں کی اچانک آمد کا پتہ چلا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔

Marfat.com

ابوسفیان کی گرفتاری

ابوسفیان رات کے وقت تحقیق حال کیلئے نکلا۔ لشکر اسلام کے چند سپاہیوں نے اسے گرفتار کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ مسلمان اس کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش پر اسے معاف کردیا۔ اس حسن سلوک کا یہ اثر ہوا کہ ابوسفیان فوراً مسلمان ہوگیا۔ اگلے روز اسلامی فوج مکہ کی جانب روانہ ہوئی۔ لشکر اسلام کے سفر اور جوش و ولولہ کا منظر دیدنی تھا۔ مسلمانوں کے ہر قبیلہ کی فوج اپنا جھنڈا اٹھائے بڑی شان سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ سب سے آخر میں انصار مدینہ کے دستہ کے ساتھ آپ تشریف لے جارہے تھے۔

اہل مکہ کیلئے امان

اب ارشاد خداوندی کی تکمیل کا وقت آچکا تھا۔ وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو رات کی تاریکی میں اپنی جان بچا کر مکہ سے نکلے تھے اب اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے کہ ان کے ساتھ دس ہزار جانثار موجود تھے۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرادیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا یا حرم پاک میں پناہ لے گا یا ابوسفیان اور حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے گا یا اپنے گھر کے دروازے بند رکھے گا اسے امان دی جائے گی۔

لشکر اسلام کا شہر مکہ میں داخل ہونا

لشکر اسلام ۲۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو گروہوں کی شکل میں شہر کے تمام راستوں سے داخل ہوا۔ سوائے جنوب کے راستے کے اور کہیں مزاحمت نہ ہوئی عکرمہ بن ابوجہل اور اس کے کچھ ساتھیوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے کو روکنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ایک جھڑپ ہوئی۔ تین مسلمان شہید ہوئے اور تیرہ کفار مارے گئے۔ دنیا کی فاتح قوموں کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ جب فاتح فوج مفتوح علاقے میں داخل ہوتی ہے تو وہاں کی رعایا کی جان و مال ان کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ اور وہ اسے

Marfat.com

جس طرح چاہیں تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ لیکن جب اسلامی افواج فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئیں تو کسی شہری کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کسی کافر کا مال نہ لوٹا گیا۔ تاریخ دان آج تک اس حیرت انگیز حسن سلوک اور رواداری پر انگشت بدنداں ہیں۔

تطہیر کعبہ

مکہ میں داخل ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تطہیر کعبہ کی طرف توجہ دی اور اسے بتوں سے پاک کیا۔ اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپؐ زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی کی چیز ہے اور چھڑی سے بت کی طرف اشارہ فرماتے تو بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا۔

اس کام سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں آئے۔ وہاں بڑے بڑے دشمنان اسلام موجود تھے۔ جنہوں نے اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپکو نعوذ باللہ قتل کرنے کے منصوبے بنائے تھے۔ یہ سب لوگ اپنے انجام سے ڈر رہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

خانہ کعبہ کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرنے کے بعد کفار قریش کے روبرو توحید و رسالت پر حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کے مخاطب نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا کے لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے در کعبہ پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

> ''ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اس نے اپنے عاجز بندے کی مدد کی اور جان لو کہ تمام گھمنڈ اور مال و خون کے دعوے میرے ان قدموں کے نیچے ہیں۔ اے قوم قریش اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر خدا نے مٹا دیا۔ تمام انسان آدمؑ کی نسل سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ لوگ دو قسم

Marfat.com

کے ہیں ایک وہ جو نیک اور پارسا ہیں جو اللہ پاک کی نگاہ میں معزز ہیں۔ دوسرے وہ جو بدکار ہیں اور اللہ پاک کی نگاہ میں ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور پھر تمہیں خاندان میں بانٹ دیا تاکہ تمہیں ایک دوسرے کی پہچان ہو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے'' (ترمذی)۔

قریش کے ساتھ حسن سلوک

خطبہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع کی طرف دیکھا تو سرداران قریش سامنے تھے۔ ان میں سرکش بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں پیش پیش تھے۔ وہ بھی تھے جن کی تلخ نوائی نے مومنین کے سینے چھلنی کردیے تھے۔ جو تبلیغ کے وقت پتھر مار مار کر آپ کو زخمی کر دیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جو قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کی پیاس خون نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور چیز سے نہیں بجھ سکتی وہ بھی تھے جن کی نصرت وعداوت کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے ٹکراتا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ یہ سن کر ان جابر وظالم انسانوں کے دل لرز اُٹھے لیکن انتہائی لجاحت سے پکارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں اور شریف بھتیجے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظریں اٹھائیں اور فرمایا''

آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو''۔

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اسلام کے دشمنوں سے عفوودرگزر کا سلوک کیا۔ تاریخ عالم میں اس کی مثال مشکل ہے۔ مہاجرین کی جائیداد پر کفار مکہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ اب اسے واپس لینا مسلمانوں کا جائز حق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت

Marfat.com

پر فاتحین مکہ اس سے بھی دستبردار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیاضانہ سلوک اور رحمدلی سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے لگے۔ جو لوگ اسلام لانے کیلئے حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے تمام قصور معاف کر دیے۔ جو خوف زدہ ہو کر مکہ سے بھاگ گئے تھے اُن کو بھی امان دے کر واپس بلا لیا۔ قریش کے اسلام لانے کے بعد دیگر قبائل بھی جلد ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

خانہ کعبہ میں پہلی اذان

ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دی۔ قریش کا فخر و غرور اگرچہ خاک میں مل چکا تھا۔ مگر اب بھی جاہلیت کی عصبیت باقی تھی۔ چنانچہ اذان کی آواز سن کر ان کی غیرت مشتعل ہو گئی اور عتاب بن اُسید کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا ''خدا نے میرے باپ کی عزت رکھ لی کہ اس آواز کو سننے کیلئے زندہ نہ رہا''۔ تاہم ان کیلئے دامن رحمت کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ باقی نہیں رہی تھی لہٰذا عتاب بن اُسید مسلمان ہو گئے تھے اور بعد میں والئ مکہ مقرر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کے ایک بلند مقام پر تشریف لے گئے۔ کفار جوق در جوق آ کر مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ دن قیام کرنے کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نومسلم کی تعلیم کیلئے چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے۔[۱۱۸]

فتح مکہ کے نتائج

خدا کے گھر کا بتوں سے پاک کرنا:

فتح مکہ کا اہم ترین نتیجہ خدا کے گھر کا بتوں سے پاک ہونا تھا۔ اگرچہ بت اکثر قدیم

---

۱۱۸ ضیاء النبی ج، چہارم ص ۳۹۹۔۴۸۶

Marfat.com

انبیاء اور بزرگوں کے تھے لیکن چونکہ اسلام کسی بت یا تصویر کی تعظیم کی اجازت نہیں دیتا اس لیے خانہ خدا سے اسباب شرک کا ختم ہونا ضروری تھا۔

مشرکین کا قبول اسلام:

مشرکین کے مذہبی سربراہ اسلام لے آئے۔ اب اسلام کے لیے کوئی رکاوٹ نہ رہی۔

اسلام کی بڑی کامیابی:

مکہ ایک مدت سے اہل عرب کا تجارتی، سیاسی اور مذہبی مرکز تھا۔ اس پر مسلمانوں کا قبضہ اسلام کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

اہل مکہ پر اسلام کی صداقت کا ظاہر ہونا:

اصحاب فیل کے حملے کی عبرت ناک ناکامی کا واقعہ ابھی اہل عرب کے ذہنوں میں تازہ تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا یہی راز ہے کہ آپؐ حق پر ہیں ورنہ اللہ پاک آپ کو مکہ پر قابض نہ ہونے دیتا۔ اُن پر اسلام کی صداقت روشن ہو گئی اور خود بخود دین اسلام میں داخل ہونے لگے۔ [119]

غزوہ حنین

☆ سالار عسکر:۔ سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۰۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ حنین کی وادی

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

---

119 ضیاء النبی ج، چہارم ص ۳۹۹۔۴۸۶

Marfat.com

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ مالک بن عوف النصریٰ

☆ تاریخ:۔ ۸ھ۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

''اللہ تعالیٰ یقیناً کئی مقامات پر پہلے ہی تمہاری مدد فرما چکا ہے اور خصوصاً حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت تعداد پر ناز تھا۔مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آسکی اور زمین اپنی فراخی کے باوجود تم پہ تنگ ہوگئی پھر تم پشت دکھا کر میدان جنگ سے دوڑ بھاگے''۔[۱۲۰]

مکہ فتح ہوتے ہی مسلمانوں کی ہر طرف دھاک بیٹھ گئی۔بہت سے قبائل جن پر حق روشن ہوگیا تھا دامن اسلام میں پناہ گزین ہو رہے تھے۔اہل قریش جن کی شجاعت و بہادری کے چرچے سارے عالم میں مشہور تھے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا چکے تھے۔اور وہ خانہ کعبہ جس کے طواف سے مسلمانوں کو چند سال قبل روک دیا گیا تھا وہاں اب اذان بلال کی مسحور کن صدائیں دلوں کو گرما رہی تھیں۔ وہ مبارک ہستیاں جنھیں جبر وظلم کے ساتھ گھروں سے نکال دیا گیا تھا یا ہجرت پر مجبور کر دیا تھا اب فاتحانہ مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔ بنی ہوازن جو مکہ کے جنوب میں پہاڑوں میں سکونت پذیر تھے اور قبیلہ بنو ثقیف یہ دونوں قبائل بڑے طاقتور اور صاحب مال واسباب تھے۔جب انہوں نے سنا کہ مکہ فتح ہوگیا ہے اور ان کے خداؤں کو نیست ونابود کر دیا گیا ہے تو انہوں نے اپنے لیے خطرہ محسوس کیا۔

بنو ہوازن کا سردار مالک بن عوف نصری اور بنو ثقیف کا سردار کنانہ بن عبد یالیل ثقفی نے آپس میں مل کر مسلمانوں کے خلاف مشورہ کیا۔ مالک بن عوف نے بڑے مغرورانہ انداز میں کہا:۔

''اہل مکہ حرب وضرب کے ماہر وتجربہ کار نہ تھے اس لئے محمد صلی اللہ

[۱۲۰] قرآن مجید سورۃ (التوبہ:۲۵)

Marfat.com

علیہ وسلم ان پر غالب آ گئے۔اگر ہمارے ساتھ جنگ کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ جنگ کسے کہتے ہیں''؟

کنانہ بن عبد یالیل نے کہا''اب ممکن ہے کہ وہ ہماری طرف بھی رجوع کریں۔ مالک بن عوف نے فیصلہ کن انداز میں کہا'' قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں کیا بہتر نہیں کہ ہم ان پر ہلہ بول دیں''؟ کنانہ نے مالک کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا''مناسب یہی ہے''۔

جب دونوں قبائل کے سردار متفق الرائے ہو گئے تو بنو ہوازن کے سردار نے اپنے لوگوں اور قبیلے کی دوسری شاخوں کے سرداروں کو اکٹھا کیا اور انہیں اپنے خدشات وخوف کی روشنی میں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارا۔ہوازن کے تیس سالہ سردار کی جذباتی تقریر نے لوگوں کے دلوں کو گرما دیا۔تیس ہزار کا مسلح لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر تیار ہو گیا۔

لشکر اسلام کی جنگی تیاری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف تیس ہزار کا لشکر جرار لیکر مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے میدان اوطاس میں جمع ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق حضرت عبداللہ اسلمی کو بھیج کر کی۔حضرت عبداللہ نے دشمن کی افرادی قوت، سامان حرب، مال واسباب، اہل وعیال اور دوسری معلومات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ بنو ہوازن کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔حضرت انس بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کام ٹھیک انداز سے کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن کے لوگ اپنے مع اہل وعیال اور کثیر ساز وسامان کے ساتھ لڑائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے اُمید ہے کہ یہ تمام مال مسلمانوں کیلئے مال غنیمت بنے گا۔اور پھر مقابلہ

Marfat.com

کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رسد اور سامان جنگ کیلئے عبداللہ بن ربیعہ (ابو جہل کے سوتیلے بھائی) سے تیس ہزار درہم قرض لئے اور صفوان بن امیہ سے ۱۰۰ زرہیں مستعار لیں۔

دشمن کے جاسوسوں کی بدحواسی

مالک بن عوف جس نے معرکہ جنگ و جدل گرم کیا تھا اس نے اسلامی لشکر کی جاسوسی کیلئے تین اشخاص بھیجے۔ جب وہ اپنے مالک کے پاس واپس آئے تو ان کا برا حال تھا۔ اسلامی لشکر کے رعب ودبدبہ کی وجہ سے وہ بہت بدحواس تھے۔ چہروں پر خوف وہراس کے سائے منڈلا رہے تھے۔ رعشہ اور کپکپی طاری تھی۔

مالک نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ تم دہشت سے کیوں کانپ رہے ہو؟ اور اس قدر حواس باختہ اور پریشان کیوں ہو؟ انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا کہ جب ہم محمدؐ کے لشکر کے پاس پہنچے تو ہم نے سفید پوش لوگوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا جن کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اب مناسب یہی ہے کہ یہیں سے لوٹ جائیں۔ اگر ہمارے سپاہیوں نے ان کو دیکھا تو ان کی بھی یہی حالت ہوگی اور یہ ہماری شکست کا سبب بن جائے گی۔ مالک سخت غصے میں آ گیا۔ اس نے دوسری جماعت جاسوسی کیلئے بھیجی۔ اس نے بھی یہی خبر دی۔ مگر وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ حنین کی چوٹیوں اور وادی کے درّے میں جمع ہو جائیں اور جونہی مسلمان یہاں پہنچیں سب کے سب آن واحد میں ان پر حملہ کر دیں اور ان کی صفوں کو درہم برہم کر دیں تاکہ وہ بدحواسی میں ایک دوسرے سے الجھ پڑیں اور مجبوراً راہ فرار اختیار کریں۔ نیز فتح مکہ پر جو انہیں خوش فہمی ہوگئی ہے اس کا طلسم بھی پاش پاش ہو جائے گا۔ اس طرح بلاد عرب میں قبائل حنین کو فخر وعزت حاصل ہوگی کہ انھوں نے اس قوت کو زیر کر لیا جو تمام عرب پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتی تھی۔

اسلامی لشکر کی روانگی

اسلامی لشکر بارہ ہزار مجاہدوں پر مشتمل تھا۔ ان میں دس ہزار وہ تھے جو فتح مکہ میں

Marfat.com

شامل تھے اور دو ہزار وہ تھے جو فتح مبین کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے لیکن ابھی راسخ الاسلام نہیں ہوئے تھے۔ اور ان میں مہاجرین و انصار جیسا استقلال و ثبات ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

اس سے قبل کہ اسلامی لشکر حنین کی طرف رواں ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ اسلم کے مجاہد تھے کو دشمن کی کمین گاہ سے متعلق حال احوال کے واسطے بھیجا تا کہ دشمن کی اصل جگہ کا پتہ چل سکے۔ اسلامی جاسوسوں نے اطلاع دی کہ دشمن کا لشکر حنین کی وادی میں چھپا ہوا ہے۔ اور چھاپہ مار کارروائی کی کوشش کرے گا۔ لہذا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن سے جنگ کی منصوبہ بندی فرمائی۔

۶ شوال ۸ ہجری بروز ہفتہ لشکر اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت حنین کی طرف روانہ ہوا۔ فوج کے آگے آگے شہ سواروں کی جماعت اور ذخیرہ بردار اونٹ تھے۔ ہر قبیلے کی فوج کے آگے اس کا پرچم تھا۔ مہاجرین کے ہمراہ اپنا جھنڈا تھا جسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک پرچم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی علمبردار تھے۔ خزرج کا ایک جھنڈا حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھائے ہوئے تھے دوسرا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا۔ غرضیکہ ہر قبیلہ کی شاخ کے پاس چھوٹے بڑے جھنڈے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی سلیم کے سردار کی حیثیت سے فوج کے آگے آگے مقدمہ لشکر تھے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ لشکر اسلام اتنی بڑی تعداد میں پوری طرح مسلح ہو کر نکلا تھا۔ لشکر کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا۔ کثرت تعداد اور فوج کو کیل کانٹوں سے لیس دیکھ کر بعض جانثاروں نے بے ساختہ کہہ دیا ''آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے ہم قلت کی بنا پر مغلوب نہ ہوں گے'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر یہ الفاظ گراں گزرے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ فتح و نصرت کثرت تعداد سے نہیں اور اسلحہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتی ہے۔ لشکر اسلام کو ان الفاظ کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ تین دن کی مسافت کے

Marfat.com

بعد ۱۰ شوال بروز منگل شام کے دھندلکے میں اسلامی لشکر حنین کے مقام پر پہنچا اور یہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

صبح نماز کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسلمانوں نے صف بندی کی۔ مسلمان میدان جنگ میں داخل ہو گیا اور یہ وہی علاقہ تھا جس علاقہ کی اسلامی جاسوسوں نے نشان دہی کی تھی کہ دشمن ادھر چھپا ہوا ہے۔ علمبرداران اسلام کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں گھاٹیوں میں داخل ہونے لگیں تو گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن نے مقدمتہ الجیش پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس ناگہانی حملے سے مقدمتہ الجیش میں ابتری پھیل گئی اور وہ اپنے بچاؤ کیلئے پیچھے کی جانب بھاگے اور باقی لشکر اسلام میں بھگدڑ کا سا سماں پیدا ہو گیا اور ایک وقت آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر تنہا کھڑے رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمت سے ساتھیوں کو پکارا اور سواری سے اتر کر جلال بھرے انداز میں فرمایا:۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبَ. اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ.

میں نبی ہوں جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریب ہی سے آواز بلند کی یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارُ! یا اصحاب الشجرۃ! اس آواز سے منتشر مسلمان پھر یکجا ہونے لگے اور تھوڑی دیر میں ایک منظم جماعت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔ ان کا عزم و حوصلہ رنگ لایا اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ دشمن نہایت ہی ذلّت و رسوائی سے میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور دوڑتے ہوئے اہل و عیال، مال و اسباب، جانور و اونٹ وغیرہ بھی چھوڑ گیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے مثال شجاعت و استقامت کا معجزانہ کارنامہ دکھا کر مسلمانوں کی ہمتیں بڑھائیں اور اس واقعہ کو فتح میں تبدیل کر دیا۔

حنین کی فتح میں دشمن کے ستر آدمی قتل ہوئے اور چھ ہزار افراد جنگی قیدی بنے۔ ان میں جوان، بچے اور بوڑھے شامل تھے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی بطور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں

Marfat.com

اور مال غنیمت کو جعرانہ روانہ فرما دیا اور خود فوج لیکر مفرور دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے طائف تشریف لے گئے جب تعاقب پورا ہو گیا تو فوج لیکر واپس جعرانہ پہنچ گئے۔ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی اصول کے مطابق خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر بقیہ مال فوج میں تقسیم کر دیا اس جنگ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

قرآن نے تالیف قلبی کی جو مد رکھی ہے اس کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے باشندوں اور ان کے لیڈروں کو دل کھول کر بہت سا مال دیا۔ مکہ کے بڑے بڑے لیڈر آج اسی شخص کے ہاتھوں سے عطیات حاصل کر رہے تھے جسے انھوں نے برسوں گالیاں دی تھیں۔ مذاق اور طنز کا نشانہ بنایا تھا۔ بدنی اذیتیں دی تھیں، قتل کرنا چاہا تھا۔ گھر سے نکالا تھا اور جس کے خلاف تلوار اٹھا کر اسے امن و چین کا ایک لمحہ بسر کرنے کا موقع نہ دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا فرما دیا۔ متعدد قیدیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے بھی دیئے۔ اصل مقصد یہاں لوگوں کو ہلاک کرنا یا غلام جمع کرنا نہیں تھا مقصود تو صرف نظام حق کی اقامت اور دلوں کو اس کیلئے ہموار کرتا تھا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ میں عمرہ کا احرام باندھا جبکہ ماہ ذیقعدہ کی بارہ راتیں باقی تھیں۔ عمرہ ادا کرنے کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کی امارت سونپی اور خود مدینہ تشریف لے گئے۔ [۱۲۱]

غزوہ اوطاس اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ سالار عسکر:۔ سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۱۲۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ طائف کی وادی

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

---

۱۲۱ ضیاء النبی ج، چہارم ص ۴۹۳ ۔ ۵۴۷

Marfat.com

☆ نتیجہ:۔ مسلمانوں نے دشمن کو اس کے حال پر چھوڑا۔

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ مالک بن عوف

☆ تاریخ:۔ ۸ھ

غزوہ حنین میں دیکھا کہ کچھ قیدی جو کہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے ان کو جعرانہ چھوڑ گئے تھے اور اسلامی لشکر آگے روانہ ہو گیا تھا اور بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کو اوطاس کے مقام پر جا لیا تھا، پھر ایک خون ریز جنگ لڑی گئی جس میں گمراہوں کو مار کھانی پڑی اور مسلمان کامیاب ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں دشمن کے کافی لوگ مارے گئے تھے ان کا سردار مالک بن عوف اور باقی ماندہ لوگ بھاگ کر طائف آ گئے۔ طائف ایک فصیل بند شہر تھا۔ سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کے محاصرے کا حکم دے دیا۔

احتیاطاً قبیلہ ہوازن نے طائف میں خوراک کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ انہوں نے شہر پناہ کے چاروں طرف جگہ جگہ زبردست فوجی چوکیاں بنا رکھیں تھیں۔ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ لیکن شہر فتح نہ ہوا دشمن مختلف اوقات میں شہر پناہ سے مسلمانوں پر تیر اندازی کر کے مسلمانوں کا نقصان کر رہے تھے۔ جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ اور ایک اچھی خاصی تعداد زخمی ہو گئی۔ جب محاصرے نے طول کھینچا تو سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا جس میں یہ طے پایا کہ محاصرہ اُٹھا لیا جائے فی الحال دشمن کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ محاصرہ کو ختم کرنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس غزوہ کا اور دوسرے غزوات کا مقصد اسلامی سرحدوں کو طول دینا نہ تھا بلکہ اسلام کی ترویج اور تبلیغ تھا۔ جب سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ اُٹھا کر واپس ہو رہے تھے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بددعا کریں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی بجائے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اے اللہ تو ثقیف کے قبیلوں کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس

Marfat.com

بھیج دے۔

یہ دعا اسلامی جنگوں کے مقاصد کو ظاہر کرتی ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

یہ دعا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور قبول ہوئی۔اور اہل طائف اسلام لے آئے۔[۱۲۲]

سریہ عینہ بن حصین

☆ سالار عسکر:۔حضرت عینیہ ابن حصین الفرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر:۔۵۰

☆ منزل مقصود:۔بنو تمیم کی وادی

☆ مشن:۔اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔سنہ ۹ ھ

ماہ محرم سنہ ۹ ھ میں حضرت عینیہ ابن حصین الفرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰ مجاہدوں کو ایک باغی اور ہٹ دھرم قبیلہ بنی تمیم کی طرف بھیجا۔تاکہ ان کی اصلاح ہو سکے۔مسلمانوں نے دشمن کی معلومات حاصل کیں اور مناسب وقت پر ان پر حملہ کر دیا۔ایک معمولی سی لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔اور مسلمانوں نے ۱۱ مرد، ۱۱ عورتیں اور ۳۰ نوجوانوں کو قیدی بنالیا۔مال غنیمت میں انہیں کچھ مویشی ملے۔ان سب کو سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔قیدیوں کو حضرت رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حارث کے مکان میں رکھا گیا۔[۱۲۳]

---

[۱۲۲] ابن قیم، زاد المعاد، ج ۱، ص ۴۵۷۔

[۱۲۳] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۲، ص ۱۶۰!

Marfat.com

ظہر کی نماز کے بعد سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے مسجد کے فرش پر بیٹھ گئے۔ اور یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان سب کو آزاد کر دو! ظہر کی نماز کے وقت ایسا ہوا کہ بنو تمیم کے ان آزاد کردہ لوگوں میں سے چند لوگ سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت کے سامنے آئے اور زور زور سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے چیخنے کی صدا کے خلاف اللہ بارک تعالیٰ جل جلالہ نے حکم دیا۔ اس حکم کو قرآن مجید نے اس طرح رقم فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "جو لوگ سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت کے باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر کو عقل نہیں۔ اور اگر وہ لوگ ذرا صبر اور انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، اور اللہ غفور الرحیم ہے۔" [۱۲۴]

سریہ قطبہ بن عامر

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حدیدہ
- ☆ تعداد لشکر:۔ ۲۰
- ☆ منزل مقصود:۔ خثعم
- ☆ مشن:۔ تبلیغ اسلام
- ☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے
- ☆ مدمقابل کمانڈر:۔ اہل خثعم کا سردار
- ☆ تاریخ:۔ ۹ھ

ماہ صفر میں سرور کونین سردار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ خثعم والے

---

۱۲۴ قرآن مجید سورۃ الحجرات۔ آیت ۴، ۵۔

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حدیدہ کی قیادت میں ایک فوجی دستہ بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

اہل خثم سے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حدیدہ کی معمولی سی لڑائی ہوئی۔ جس میں دونوں طرف کے آدمی زخمی ہوئے۔ آخرکار مسلمانوں کو اللہ نے فتح دی اس طرح دشمن کے کئی آدمی مارے گئے۔ مسلمان مال غنیمت اور کچھ قیدیوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ ۱۲۵

سریہ ضحاک بن سفیان

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سفیان
- ☆ تعداد لشکر: ۲۰ مجاہدین اسلام۔
- ☆ منزل مقصود:۔ بنی کلاب کا قبیلہ قراطہ
- ☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ
- ☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے
- ☆ تاریخ:۔ ربیع الاول ۹ھ

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کلاب کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ بنی کلاب کے قراطہ قبیلہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کی قیادت حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سفیان کے سپرد کی۔ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سفیان نے گمراہوں کو اسلام کی دعوت دی مگر وہ اسلام سے دور ہی رہے اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ لڑائی ہوئی اور

---

۱۲۵ ابن سعد الطبقات الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۶۲۔

Marfat.com

اللہ کے کرم سے کامیابی مسلمانوں کے حصے میں آئی۔ [126]

سریہ القمہ بن مجزر

☆ سالار عسکر:۔ حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر: ۳۰۰۔

☆ منزل مقصود:۔ حبشیوں کی ایک جماعت کی کمین گاہ

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔ ربیع الآخر ۹ھ

ربیع الآخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حبشیوں کی ایک جماعت بحر احمر پار کر کے جدہ کے پاس کچھ عربوں سے آملی ہے تا کہ اکٹھے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ۳۰۰ مجاہدین اسلام کو ان کے اصلاح احوال کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر بحر احمر کے کنارے ایک جزیرہ پر پہونچ گیا جس کو دشمنان اسلام نے اپنا اڈا بنایا ہوا تھا۔

وہ مسلمانوں کی آمد کی اطلاع پا کر بھاگ گئے۔ اور کچھ اپنے مویشی چھوڑ گئے جو کہ مسلمانوں کا مال غنیمت بن گئے۔ حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال غنیمت کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا پائی۔ [127]

---

۱۲۶ ابن سعد الطبقات الکبری، ج ۲، ص ۱۶۲

۱۲۷ ابن سعد الطبقات الکبری، ج ۲، ص ۱۶۳

Marfat.com

غزوہ تبوک

☆ سالار عسکر:۔ سرور کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ روم

☆ مشن:۔ اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ رومی کمانڈر

☆ تاریخ:۔ ۹ھ

فتح مکہ کے بعد اسلام کا شہرہ چہار دانگ عالم پھیل گیا ہر گلی، گوٹھ، ڈھاری اور کھاڑی اسلام کی روشنی سے منور ہو رہی تھی۔ اسلام عرب سے نکل کر دوسرے ممالک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حضرت محمد مصطفیٰ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ رومی اور ان کے اتحادی عیسائی مسلمانوں سے لڑائی کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اسلام کے دفاع کے لئے کوئی اقدام اٹھانا بہت ضروری ہو رہا تھا۔ شافعی عالم رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے کہ کوئی اسلامی حکومت پر حملہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے کہ مسلمان غیر ملکی حملہ سے محفوظ رہیں۔ یہ سخت گرمی کا موسم تھا۔ فصلیں بہت اچھی تھیں اور پکنے کے قریب تھیں اس سے ایک سال پہلے فصل خراب ہو چکی تھی۔ اس لئے لوگوں کے پاس وافر مقدار میں کھانے کا سامان جمع نہ ہو سکا تھا۔

رومیوں کی چڑھائی کی خبریں دن بدن نت نئے طریقے سے پہونچ رہی تھیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے دفاع کے لئے ایک عظیم الشان لشکر کی تیاری کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد تمام حلیف قبائل کے پاس بھی بھجوائے اور ان سے کہا کہ وہ مدینہ میں آکر لشکر کے ساتھ شامل ہوں۔

Marfat.com

شام کا سفر بہت لمبا تھا۔ گرمی زوروں پر تھی۔ غریب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سواری کا مناسب بندوبست نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کی تیاری کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد کیلئے کہا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر طرح سے مدد کی اور اللہ کے کرم سے ایک شاندار لشکر تیار ہوا۔

سرور کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰۰۰۰ مجاہدین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۱۰۰۰۰ گھوڑوں پر مشتمل ایک فوج تیار کر ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رجب ۹ھ میں روانہ ہوئے عرب کی تاریخ میں یہ سب سے بڑی فوج تھی مگر ان کے مدمقابل فوج ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ہے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کئی کمزور دل مسلمان بہانہ بنا رہے تھے کہ فصل کی کٹائی کا موسم ہے ہم اس طرح کے موسم میں کہاں جائیں۔ قرآن اس سخت اور کڑے سفر کا ذکر اس طرح فرماتا ہے:۔

ترجمہ:۔ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہوتا تو یہ منافق لوگ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن ان کو تو مسافت ہی لمبی محسوس ہونے لگی اور ابھی اللہ کی قسم کھا جائیں گے اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ضرور ہم تمہارے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ جھوٹ بول بول کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں"[۱۲۸]

کچھ منافقین گرمی کا بہانہ بنا بنا نہیں گئے یہی نہیں بلکہ انہوں نے دوسروں کو بھی ساتھ جانے سے روکنے کی کوشش کی قرآن مجید نے ان کی ان الفاظ میں نشان دہی کی:۔

ترجمہ:۔ پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد رہنے پر، اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا۔ اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں

---

۱۲۸ قرآن مجید سورۃ التوبہ آیت ۱۴۲

Marfat.com

مت نکلو!۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ زیادہ
گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے"۱۲۹

اس طرح اللہ کے کرم سے اسلامی لشکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں نکلا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس اسلامی لشکر کے راہبر حضرت علقمہ بن فغواء مقرر ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا آپ مدینہ سے تبوک تک اسلامی لشکر کو مختصر ترین راستے سے لے کر آئے۔

۵۱ دن کے سخت سفر کے بعد اسلامی لشکر تبوک نامی مقام آ لگا۔ رومی لشکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا سن کر اپنی سرحدوں کے دوسری طرف چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد جنگ نہیں تھا بلکہ دفاع تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہرگز پیچھا نہیں کیا۔ تبوک میں ہی روم کے ایک سرحدی علاقے کا سردار یوحنہ ابن روبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے جزیہ ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے امن کا معاہدہ کیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سونا اور ہدیے پیش کیے جن کا مقصد تھا کہ وہ مسلمانوں کا باجگزار بن گیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اور عیسائی قبائل مسلمانوں کے باجگوار بن گئے۔

اسلامی لشکر ۲۰ دن تک رومی لشکر کی آمد کے انتظار میں تبوک ڈٹا رہا۔ پھر اللہ کے حکم سے مدینہ چلا آیا۔ غزوہ تبوک سے دشمنان اسلام کو اسلام کی طاقت کا اندازہ ہو گیا۔ اس کے بعد پورے عرب کے وفود مدینہ آنے لگے اور حلقہ اسلام میں آنے لگے۔۱۳۰

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ☆ سالار عسکر:۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ تعداد لشکر: ۴۰۰۔

---

۱۲۹ قرآن مجید سورۃ التوبہ آیت ۸۱۔

۱۳۰ ابن ہشام السیرۃ النبویہ ج ۲، ص ۵۲۵، ۵۲۶۔

Marfat.com

☆ منزل مقصود:۔نجران

☆ مشن:۔اسلام کی تبلیغ

☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔۱۰ھ

سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ جو نجران کے آدمی اسلام سے دور رہے تھے وہ اہل اسلام سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ان کی اصلاح کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کے ساتھ بھیجا۔۴۰۰ مجاہدین کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے میں جا کر اسلام کی تبلیغ فرمائی اور کامیابی حاصل کی۔[131]

سریہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب

☆ سالار عسکر:۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ تعداد لشکر ۳۰۰:۔

☆ منزل مقصود:۔یمن

☆ مشن:۔اسلام کی دعوت اور اصلاح

☆ نتیجہ:۔مسلمان کامیاب ہوئے۔

☆ تاریخ:۔ربیع الاول ۱۰ھ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اطلاع ملی کہ فلس نامی ایک بت ہے اور بنی طے کے لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گرانے کا عہد فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا طے کے

---

131 ضیاء النبی از پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ج ۴،ص ۳۰۷۔ضیاء القرآن پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

Marfat.com

بُت کو گرانے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۲۰۰ مجاہدین کی قیادت سونپی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس بت خانے کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ بنو طے کے کچھ لوگ عیسائی تھے اور کچھ مشرک مگر دونوں گروہ نہ مانے آخرکار حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ان کے خلاف جنگ لڑنا پڑی۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ ایک کثیر تعداد میں مال غنیمت اور کافی قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ قیدی اور مال غنیمت لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قیدیوں میں عرب کے مشہور عیسائی اعرابی حاتم طائی جو کہ بڑا سخی اور رحم دل آدمی تھا اس کی لڑکی بھی تھی۔ حاتم طائی کا کئی سال پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ اس کا لڑکا عدی حضرت علی کرم اللہ وجہ کی آمد کے بارے میں سن کر ملک شام بھاگ گیا تھا۔ جب حاتم طائی کی لڑکی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس کو معاف کر دیا سواری کے لئے ایک اونٹ اور ایک پوشاک بھی تحفۃً عطا فرمائی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھائی کی تلاش میں شام جانے کی اجازت دے دی۔ در اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اُٹھ کر وہ لڑکی ایک قافلے کے ہمراہ شام چلی گئی۔ اور پھر اپنے بھائی کو رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بے مثال کردار دیکھ کر حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ اسلام کا سپاہی بن گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قبیلے کا دوبارہ سردار بنا دیا۔[۱۳۴]

۱۳۴ ابن سعد الطبقات الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۶۴

Marfat.com

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سالار عسکر:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ

☆ تعداد لشکر:۔ ۳۰۰۰۰

☆ منزل مقصود:۔ روم

☆ مشن:۔ اسلام کی ترویج

☆ نتیجہ:۔ مسلمان کامیاب ہوئے

☆ مدمقابل کمانڈر:۔ رومی سالار

☆ تاریخ:۔ ۱۱ھ

رومی مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ ان کا محاسبہ ضروری تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس ضرورت کو جانتے تھے مگر کسی وجہ سے اس طرف آنے سے رکے رہے۔ اب وہ وقت آ چکا تھا کہ رومیوں کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی کی جائے۔

رومی مسلمانوں کی اس روزافزوں ترقی سے اندر ہی اندر سلگ رہے تھے۔ اگر ان کو مسلمان مجاہدین کا ڈر نہ ہوتا تو وہ کافی عرصہ پہلے مسلم حکومت پر حملہ کر چکے ہوتے، اپنی حیات کے آخری لمحات میں سرور کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رومیوں کی پس پردہ تیاری کا علم ہو چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ وہ ایک لشکر لے کر رومیوں سے ٹکر لے۔ اور اس جگہ جاؤ جہاں اس کا والد شہید ہوا تھا اور فرمایا:۔

''صبح سویرے اہل ابنی پر حملہ کرنا، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی کرم

Marfat.com

نوازی سے نوازے۔تو وہاں زیادہ دیر نہ رکنا۔اپنے جاسوس اپنے آگے آگے روانہ کرنا اور اپنے ساتھ ایسے لوگوں کو لے جانا جو راستوں کے پیچ وخم سے واقف ہوں“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ ایک عرصہ قبل رومیوں کے خلاف ایک جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کے اس ۳۰۰۰۰ کے لشکر میں اسلام کے جلیل القدر صحابہ شامل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کو ہی اس لشکر کا سالار مقرر فرمایا۔لوگوں میں چہ مگوئیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کو کیوں لشکر کا سالار بنایا جبکہ بڑے بڑے جلیل القدر سالار لشکر میں موجود ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غصہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

”اے لوگو! یہ کیا بات میرے کانوں میں آئی ہے کہ تم نے اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کر رہے ہو! اگر تم اسامہ کو سالار بنانے پر معترض ہو تو تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا جب میں نے اس کو لشکر اسلام کا سالار بنایا تھا۔بخدا! زید بھی اس منصب کا مستحق تھا اور اس کا بیٹا بھی اس منصب کا حق دار ہے“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ پہلے بلقاء تک جائیں اور دشمن کی سرزمین میں فلسطین کے اس حصہ سے

Marfat.com

داخل ہوں جو موتہ سے قریب ہے جہاں ان کے والد زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ شہید ہوئے تھے۔

وہ مسلمان جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کے ساتھ جا رہے تھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے در دولت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سلام کرنے کے بعد وہ اپنے لشکر میں شامل ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے جھک کر سلام کیا اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کے لئے دعا فرمائی۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا لے کر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ اپنے لشکر سے آن ملے اور کوچ کا حکم فرمایا۔

ابھی لشکر اسلام مدینہ ہی میں تھا کہ سرورِ کونین آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے فانی سے رفیق الاعلیٰ کی طرف سفر فرما گئے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ نے جب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع سنی تو اپنے لشکر کو مقام جرف پر ٹھہرا کر مدینے آئے تا کہ نماز جنازہ میں شرکت فرما سکیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون o

تمام مسلمان مدینہ تشریف لے آئے حضرت بریدہ بن حصیب اس لشکر کے علمبردار تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ نے ان کو حکم دیا کہ اس علم کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے حاکم بن گئے تو لوگوں نے گذارش کی کہ اس لشکر کو ملتوی کر دیا

Marfat.com

جائے مگر حاکم اول نے وہ علم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کے سپر د کیا اور اسلامی لشکر اپنی منزلوں کی طرف رواں ہوا۔ اللہ کے کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ ۱۳۳

***

۱۳۳ غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن برہان الدین حلبی۔ ص ۸۴۲۔ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی، تاریخ الخمیس، ج۲ص ۱۵۴، ۱۵۵

Marfat.com

حرفِ آخر

اگر ایک جرنیل کی عظمت اس کی کامیابی اور فتوحات پر ہی منحصر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی ایک عظیم جرنیل اور عظیم فاتح ہیں۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وطن کے مکینوں اور پڑوسیوں سے تنگ آئے ہوئے مٹھی بھر نفوس کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچے اور دو سال بعد اسلام کے معرکہ اول میں صرف ۳۱۳ افراد کی ایک جماعت کے ساتھ اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے میدانِ جنگ میں اترے لیکن اس کے بعد دس سالوں میں پورے عرب پر تسلط جمالینا اور روم جیسی عظیم سلطنت کی سرحدوں پر ہلچل پیدا کر دینا ایک عظیم ترین قائد کا عظیم کارنامہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر بے مثال قیادت کا ثبوت اور کہاں مل سکتا ہے؟

مختصر یہ کہ آج کے ماہرین ایک بڑے جرنیل کی جو خوبیاں بیان کرتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوری طرح متصف تھے بلکہ ان سے بھی زیادہ اوصاف کے مالک تھے۔ میں آخر میں دعا کرتا ہوں کہ ربِ ذوالجلال ہمیں ہر میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

آپ سے سوال؟

اگر آپ کسی فوج کے کمانڈر ہیں تو کیا آپ کے لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جانثار کا سینہ سپر بنتا ہے؟ اگر آپ کسی سکول، کالج یا پھر یونیورسٹی کے پرنسپل ہیں تو کیا آپ کے طالب علموں میں اصحاب صفہ جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اگر آپ کسی حکومت کے اعلیٰ عہدیدار ہیں تو کیا آپ کا طرز عمل تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز حکومت کے مطابق ہے؟۔ اگر آپ کسی فیملی کے سربراہ ہیں تو کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابو صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خاصیت آپ میں موجود ہیں؟۔ اگر آپ جج ہیں تو کیا آپ کا دفتر منبرِ مسجد ہے؟ اور کیا آپ بلا امتیاز انصاف کرتے ہیں؟۔ اگر آپ کسی ملک وقوم کے صدر ہیں تو کیا آپ عام آدمی کے لئے وہی پسند کرتے ہیں جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں؟۔ کیا آپ کے پسینے سے کبھی مسجد کا فرش سیراب ہوا ہے؟.... اگر ایسا نہیں ہے۔ تو جناب کیسے اُمتِ مسلمہ تباہی کے گڑھے سے نکلے گی۔ ذرا سوچئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سبق حاصل کر کے اُمت مسلمہ کی کایا پلٹ ڈالئے۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

***

Marfat.com

کتابیات

قرآن مجید فرقان حمید
انجیل۔ پاکستان بائبل سوسائٹی
پیر کرم شاہ الازہری۔ ضیاء النبی۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز اردو بازار لاہور
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفٰے۔ مکتبہ عثمانیہ لاہور
ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ صحیح بخاری
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری۔ صحیح مسلم
محمد بن عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ۔ جامع ترمذی
سلیمان بن اشعث سجستانی۔ سنن ابوداؤد

Marfat.com

محمد بن قزوینی رحمۃ اللہ علیہ۔ سنن ابن ماجہ

احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ۔ سنن نسائی

محمد بن عبداللہ بن الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ۔ مشکوۃ المصابیح

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرۃ النبی ﷺ

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرۃ النبی ﷺ

عبدالملک بن ہشام بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ السیرۃ النبی ابن ہشام

احمد زینی دحلان۔ السیرۃ النبویۃ۔ اللنشر مصر

عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔ السیرۃ النبویہ ابن کثیر

محمد بن یوسف الصالحی۔ سبل الہدی والرشاد۔ قاہرہ مصر

امام ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ السیرۃ الحلبیہ

عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمۃ اللہ علیہ۔ الترغیب والترہیب

عبدالسلام ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حکماء اسلام

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ۔ ملل

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شرح عقائد

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شرح عقائد

مولانا اشرف علی تھانوی۔ الابقاء

امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ احیاء العلوم

عبدالقیم رحمۃ اللہ علیہ۔ بدائع الفوائد

مولانا الطاف حسین حالی۔ حیات جاوید

Marfat.com

امام غزالی۔ کیمیائے سعادت

ڈاکٹر حمید الدین۔ تاریخ اسلام

مولانا زکریا۔ رحمۃ اللہ علیہ حکایات صحابہ

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن برہان الدین حلبی

انٹرنیٹ۔ ڈبلیوڈبلیوڈبلیوڈاٹ اسلامک ہسٹری ڈاٹ کام

***

Marfat.com